سیدنا ابوبکر صدیق　سیدنا عمر فاروق　یا اللہ مدد　سیدنا عثمان ذوالنورین　سیدنا علی المرتضیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ (سورۃ القمر)

آسان ترجمہ قرآن پارہ اوّل سورۃ البقرۃ

احکام القرآن

ترجمہ وتفسیر پہلا پارہ

قرآن آپ سے کیا کہتا ہے؟

مرتبہ حافظ عبدالوحید حنفی مدظلہ

مرحبا اکیڈمی

خادم اہلسنّت

حافظ عبدالوحید الحنفی

یا اللہ — صل کلمہ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ — جو چاہے یار

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ ؕ

آسان ترجمہ قرآن پارہ اوّل سورہ البقرہ

احکام القرآن

قرآن آپ سے کیا کہتا ہے؟

ترجمہ و تفسیر پارہ اوّل

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 64

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

نام کتاب: احکام قرآن—ترجمہ و تفسیر پارہ اوّل سورہ البقرہ

سلسلۂ اشاعت: 64 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبد الوحید الحنفی آوڈھروال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 256

قیمت: 350 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: **النور** مینجمنٹ چکوال

طباعت: 22 ذی الحجہ 1419ھ مطابق 9 اپریل 1999ء بروز جمعۃ المبارک

ناشر: مکتبہ حنفیہ اردو بازار لاہور 0343-4955890

ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

حافظ عبد الوحید الحنفی

ملنے کے پتے:

کشمیر بک ڈپو — تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

مکتبہ انوار القرآن — نزد دار العلوم حنفیہ چکوال 0321-5974344

مکتبہ رشیدیہ — بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200

اسلامی کتب خانہ — بنوری ٹاؤن کراچی نمبر 5

اعوان بک ڈپو — بھون روڈ چکوال 0543-553546

کتب خانہ مجیدیہ — بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

مکتبہ عثمانیہ — بالمقابل دار لعلوم کراچی نمبر 14

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

احکام قرآن.................................9
ترجمہ وتفسیر پارہ اوّل 9
سورۃ الفاتحہ 10
احکام القرآن...............................11
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ....11
حل لغات: اَعُوْذُ 12
بِاللہ۔ اللہ سے 13
اللہ کی یاد میں غفلت، دخلِ شیطان........20
شیطان...................................20
استعاذہ کے تین کلمات.....................22
استعاذہ کے الفاظ..........................23
احکام القرآن...............................24
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم 24
فضائل بسم اللہ شریف......................25
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم 26
لغات القرآن۔.............................26
صفات اللہ تعالیٰ...........................28
سورۃ الفاتحہ 29
اسماءِ سورۃ فاتحہ 30
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱...........31
حمد کی قسمیں 31
حمد قولی..................................31
حمد فعلی..................................31
حمد حالی..................................32
شاہراہ سلوک 33
ا۔ پہلا عقبہ................................33
الحمد لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱ 39
ترجمہ آیت ا 40
شرح الفاظ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ 42
ترجمہ آیت ۲..............................42
ترجمہ آیت ۳ 43
آیت ۴....................................44
آیت ۵....................................44
”صراط مستقیم“ کے مصداق کون ہیں؟.....45
فرقہ مشبہ کے عقائد.......................48
فرقہ مَعَطِّلَہ کے عقائد 49
اہل السنت والجماعت کا عقیدہ.............49
تہتر فرقوں میں سے ایک جنتی باقی دوزخی ہیں:
....49
ایک سیدھی لکیر کھینچی 50
جن لوگوں پر انعام کیا گیا 52
انعام یافتہ لوگ: 53
(ا) النّبیین 53
آیت مَعَیّت...............................54
جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت.......56
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب الصادقین ہیں۔ اور الصّٰدقین
کو بشارت 59
مخلوق میں سب سے اچھے لوگ............60
فضیلت مہاجرین و انصار و اتباع شان.......62
ترجمہ آیت ۱۰۰ سورہ التوبہ 62
خلاصہ تفسیر آیت ۱۰۰ سورہ التوبہ 62
اہل السنت والجماعت کا عقیدہ.............64
راستہ عبد سے رب کی طرف 64
راستہ رَب سے عَبْد تک 65
آیت ۷....................................66
ہلاک ہونے والے فرقوں کا بیان 68
گمراہ فرقے 68
مذکورہ مذاہب باطلہ کے بنیادی عقائد فاسدہ..69

(ا)روافض 69
رافضی کی وجہ تسمیہ 70
فرقہ ناجیہ (نجات پانے والا جنتی فرقہ) 73
مسائل السلوک سورہ فاتحہ 75
سالک۔واقف۔راجع 75
مسائل سلوک 76
تفسیر سورۃ البقرہ 77
سورہ فاتحہ سے سورۃ البقرہ کا ربط 77
آیت ا۔حروف مقطعات 80
فضائل سورۂ بقرہ 77
لغات القرآن 79
الٓمٓ (ا) 81
آیت ٦۔کتابِ ہدایت 82
لغات القرآن 82
آیت ٣ متقین کی صفات 85
(٢) شریعت میں ایمان تین چیزوں کا نام ہے۔ 85
اسلام کیا ہے؟ 86
ایمان و اسلام اور احسان کیا ہے؟ اور قیامت کب آئے گی؟ 86
تقدیر کے منکروں سے بیزاری 89
صحابہ ؓ کو جبرئیل علیہ السلام کی زیارت 89
ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ 90
شرائع اسلام کیا ہیں؟ 90
احسان کیا ہے؟ 90
علاماتِ قیامت کیا ہیں؟ 91
یہ جبرئیل علیہ السلام تھے 91
آیت ٦۔کافروں کی گمراہی اور بدحالی 92
آیت ٧۔کفر کا نتیجہ 92
آیت ٨۔ منافقوں کا دعویٰ ایمانی۔ منافقوں کا دھوکہ 93
آیت ٩۔نفاق کے اسباب 93
آیت ٦۔کافروں کی گمراہی اور بدحالی 94
آیت ٧ 95
آیت ٨ 95
آیت ٩ 96
آیت ١٠ 96
آیت ١٠۔منافقوں کا روگ 96
آیت ١١۔منافقوں کی مفسدانہ چالیں 97
آیت ١٢۔منافق فساد کرنے والے ہیں 97
آیت ١٣۔صحابہ ؓ کی طرح ایمان لانے کا حکم اور منافقوں کی بے عقلی 97
اللہ کا جواب کہ جو صحابہ ؓ کو بے وقوف کہے وہ خود بے وقوف ہے 98
آیت ١٤۔منافقوں کا ہنسی اڑانا 98
آیت ١٥۔منافقوں کی ہنسی کا جواب 99
آیت ١٦۔گمراہی اور خسارا 99
آیت ١٧۔منافقوں کی پہلی مثال 100
آیت ١٨۔منافقوں کا انجام 100
آیت ١٩۔منافقوں کی دوسری مثال 100
آیت ٢٠۔منافقوں کا تذبذب 101
آیت ٢١۔عبادت کا مطالبہ 102
آیت ٢٢۔شرک کی ممانعت 102
آیت ٢٣۔کلام اللہ کی سچائی کا دعویٰ 103
آیت ٢٤۔مخالفین کی بے بسی 104
آیت ٢٥۔مومنوں کو خوش خبری 104
آیت ٢٦۔قرآن مجید کی مثالیں 105
آیت ٢٧۔گمراہ کون ہوتے ہیں؟ 107
آیت ٢٨۔اللہ کا انکار کیسے؟ 107
آیت ٢٩۔اللہ کی نشانیاں 108
احکام القرآن 109
(ا)مسئلہ: ہر مفید شے اصل میں مباح ہے 109

آیت ۳۰۔ حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کا اعلان 113
آیت ۳۱۔ علم کی برتری 114
آیت ۳۲۔ فرشتوں کا عجز اور اقرار 114
آیت ۳۳۔ حضرت آدم علیہ السلام کا علم و فضل ظاہر ہونا 115
آیت ۳۴۔ فرشتوں کا سجدہ۔ ابلیس کا انکار 116
آیت ۳۵۔ حضرت آدم جنت میں 116
آیت ۳۶۔ جنت سے نکلنا 117
آیت ۳۷۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ 117
آیت ۳۸۔ وحی کی ضرورت 118
آیت ۳۹۔ منکرین وحی کا انجام 118
آیت ۴۰۔ بنی اسرائیل پر انعامات 119
آیت ۴۱۔ دعوتِ قرآن 119
آیت ۴۲۔ حق چھپانے کی ممانعت 120
آیت ۴۳۔ نماز، زکوٰۃ اور اتحاد کا حکم..... 120
احکام القرآن 121
(۲) مسئلہ نماز اور زکوٰۃ اور نماز میں رکوع کا فرض ہونا وجوب جماعت 121
آیت ۴۴۔ نصیحت پر خود عمل کیوں نہیں کرتے 126
آیت ۴۵۔ صبر اور نماز سے مدد 127
آیت ۴۶۔ آخرت کا تصور 127
آیت ۴۷۔ بنی اسرائیل کی فضیلت 128
آیت ۴۸۔ قیامت کے دن کیا کام آئے گا 128
آیت ۴۹۔ بنی اسرائیل پر مصائب 129
آیت ۵۰۔ فرعون کی غرقابی 129
آیت ۵۱۔ بچھڑے کی پوجا 130
آیت ۵۲۔ معافی کا اعلان 130
آیت ۵۳۔ کتاب اور فرقان 131
آیت ۵۴۔ شرک کی سزا 131
آیت ۵۵۔ بنی اسرائیل کی ایک اور گستاخی 132
آیت ۵۶۔ موت کے بعد زندگی 133
آیت ۵۷۔ من اور سلوٰی 133
آیت ۵۸۔ بنی اسرائیل کی شہری زندگی .. 134
آیت ۵۹۔ کلامِ الٰہی کی تحریف پر سزاء ... 134
آیت ۶۰۔ بارہ چشمے 135
آیت ۶۱۔ بنی اسرائیل کی بے صبری..... 136
آیت ۶۲۔ ایمان اور عمل صالح کا اجر 137
آیت ۶۳۔ کوہ طور کا بلند ہونا 138
آیت ۶۴۔ قانون سے منہ موڑنے کی سزا 139
آیت ۶۵۔ صورتیں مسخ ہو جانا 139
آیت ۶۶۔ سرمایۂ عبرت 140
آیت ۶۷۔ ذبح گاؤ کا حکم 140
اللہ کے حکم میں حجّت بازی 141
آیت ۶۸۔ (الف) گائے کیسی ہو؟ 141
آیت ۶۹۔ (ب) گائے کا رنگ کیسا ہو؟ .. 141
آیت ۷۰۔ (ج) گائے کیسی ہو؟ 142
آیت ۷۱۔ گائے کا ذبح کرنا 142
آیت ۷۲۔ مردے کا زندہ ہونا 143
آیت ۷۳۔ اسی طرح اللہ مُردوں کو زندہ کرے گا 144
آیت ۷۴۔ یہود کی سنگ دلی 144
آیت ۷۵۔ کلام اللہ میں تحریف 145
آیت ۷۶۔ یہود کی منافقت 146
آیت ۷۷۔ اللہ ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہے 147
آیت ۷۸۔ جھوٹی آرزوئیں 147
آیت ۷۹۔ خرابی ہے اُن لوگوں کے لیے . 147
آیت ۸۰۔ جنت کے ٹھیکیدار 148
آیت ۸۱۔ جنت اور دوزخ 149
آیت ۸۲۔ ایمان اور عمل صالح 149
آیت ۸۳۔ میثاق بنی اسرائیل 149

آیت ۸۴۔ خون ریزی اور جلاوطنی 150
آیت ۸۵۔ عہد شکنی اور نافرمانی 151
آیت ۸۶۔ آخرت کے بدلے دُنیا 152
آیت ۸۷۔ عیسیٰ علیہ السلام ابنِ مریم علیہا السلام کی آمد . 153
آیت ۸۸۔ بنی اسرائیل کا تعصّب....... 154
آیت ۸۹۔ جان بوجھ کر کفر 154
آیت ۹۰۔ ضد اور تعصب کا نتیجہ 155
آیت ۹۱۔ دعوتِ ایمان کا انکار 156
آیت ۹۲۔ گوسالہ پرستی 157
آیت ۹۳۔ پکڑو جو ہم نے تمہیں دیا ہے .. 157
آیت ۹۴۔ موت کی تمنا 158
آیت ۹۵۔ موت کی تمنا نہیں کریں گے .. 159
آیت ۹۶۔ لمبی عمر کی حرص 159
آیت ۹۷۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی دشمنی . 160
آیت ۹۸۔ جو اللہ کا دشمن ہو 160
آیت ۹۹۔ کلام اللہ کا انکار فسق ہے...... 161
آیت ۱۰۰۔ یہودیوں کی عہد شکنی....... 161
آیت ۱۰۱۔ جادو کے عمل 161
آیت ۱۰۲۔ ھاروت ماروت 162
آیت ۱۰۳۔ ایمان اور تقویٰ 164
آیت ۱۰۴۔ الفاظ غلط کا استعمال 165
احکام القرآن 166
امت محمدیہ ﷺ کا ایک منفرد اعزاز..... 166
آیت ۱۰۵۔ کفار کا تعصب 168
آیت ۱۰۵ 169
آیت ۱۰۶۔ آیات کی تنسیخ کی حکمت 170
آیت ۱۰۶۔ قرآن میں نزول وحی میں نسخ کی حکمت 171
شانِ نزول 171
مسئلہ (۳) نزولِ وحی کے دوران تبدیلی آیات کی حکمت 173
آیات میں نزول وحی کے دوران نسخ و تبدیلِ احکام 173
نسخ فی الواقع کوئی تبدیلی نہیں بلکہ بیان محض ہے 175
ناسخ و منسوخ احکام کی مثالیں 176
ناسخ خیر کی مثال 176
ناسخ مثل کی مثال 176
نسخ بلا بدل کی مثال 176
ناسخ اثقل کی مثال 177
مَنْسُوخ الْوَصف الّذی فِی الحُکْم . 177
(۱) مسئلہ پاؤں کا مسح 178
اِنساء کے معنٰی 181
اہلِ اصول کی تحقیق 182
(۱) منسوخ (مُنسِی) بُھلائی ہوئی 182
(۲) منسوخ التلاوت 182
نُنسِهَا (بُھلائی ہوئی) اور نَنْسَخْ (منسوخ) کا فرق 182
ایک سوال اور اس کا جواب 183
(۲) منسوخ التلاوت دون الحکم 184
(۳) منسوخ الحکم دون التلاوت آیات (حکم منسوخ، تلاوت باقی) 185
پہلا حکم 185
تیسرا حکم 187
پہلا حکم 187
دوسرا حکم 187
پہلا حکم 188
دوسرا حکم 188
احکام القرآن 190
حکم اول 190
حکم ثانی۔ آیت ۱۵۰۔ سورہ بقرہ۔ پارہ دوم۔ 190

حکم اول اور حکم ثانی میں مفسرین کی تحقیق و تتبیق 190
حکم اوّل 191
حکم ثانی۔ سورہ بقرہ آیت ۱۸۷۔ پارہ دوم . 191
حکم اول 192
حکم ثانی۔ سورت بقرہ آیت ۱۸۵۔ پارہ دوم 193
حکم اول 193
حکم ثانی 194
حکم اول 194
حکم ثانی۔ سورت النساء آیت ۱۲ پارہ ۴ ... 195
حکم ثالث۔ سورہ بقرہ آتی ۲۳۴۔ پارہ دوم 196
حکم رابع 197
حکم اول 198
حکم ثانی۔ اسی حکم کے آخر میں فرمایا 199
حکم ثانی۔ سورت بقرہ آیت ۲۸۶۔ پارہ سوم 200
حکم اول 200
حکم ثانی 201
حکم اوّل۔ سورت نساء آیت ۸ 201
حکم ثانی۔ سورت النساء آیت ۱۱ تا ۱۴ میراث پارہ ۴ 202
حکم اول 202
حدیث 206
حکم اوّل 207
حکم ثانی 207
حکم اوّل 208
حکم ثانی 208
سورت انفال کے احکام میں رعایت 209
حکم اوّل 209
حکم ثانی 210
حکم اوّل 210
حکم ثانی۔ سورت نور آیت ۳۲ 211
حکم اول 211
حکم ثانی 211
حکم اوّل۔ سورۂ ممتحنہ آیت ۱۰ و ۱۱ پارہ ۲۸ 212
قطع تعلق مناکحت میں المومنین و المشرکین 212
حکم اول 213
حکم دوم 213
حکم سوم 213
حکم چہارم 214
آیت ۱۰۷۔ اللہ ہی کی حکومت ہے 214
آیت ۱۰۸۔ نبی ﷺ سے سوالات 215
آیت ۱۰۹۔ کفّار کا حسد 215
آیت ۱۱۰۔ تمہارے اعمال آخرت کا توشہ 216
آیت ۱۱۱۔ جنت کا مستحق کون ہے 217
آیت ۱۱۲۔ (ب) جنت کے مستحق کی نشانی 217
آیت ۱۱۳۔ مذہبی گروہ بندیاں 218
آیت ۱۱۴۔ مساجد کو ویران کرنے والے 219
آیت ۱۱۴ 219
مسئلہ (۵) مساجد کو گرانا اور ان میں نماز پڑھنے سے روکنا حرام ہے 220
آیت ۱۱۵۔ ہر طرف اللہ ہی کا جلوہ ہے ... 222
آیت ۱۱۵ 223
مسئلہ۔ نسخ قبلہ اور اس کی تحویل 223
آیت ۱۱۶۔ اللہ اولاد سے پاک ہے 226
آیت ۱۱۶ 226
آیت ۱۱۷ 226
آیت ۱۱۷۔ کُنْ فَیَکُوْنُ اللہ کی قدرت ہے 226
آیت ۱۱۸۔ قدرت کے واضح دلائل 227
آیت ۱۱۹۔ نبی کریم ﷺ کی ذمہ داری ... 228

آیت ۱۲۰۔ یہود و نصاریٰ کی خواہش 228
آیت ۱۲۱۔ کتب سابقہ میں تائید 229
آیت ۱۲۲۔ اللہ کے انعام کو یاد کرو 229
آیت ۱۲۳۔ یوم آخرت میں گرفت 230
آیت ۱۲۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قیادت و امامت
.... 230
مسئلہ ۷۔ (۱) عقیدہ عصمت انبیاء (۲)
کافر امامت کا اہل نہیں 231
معنیٰ ختمِ نبوت پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت
.... 234
خانہ کعبہ کی اہمیت۔ احکام حج 235
آیت ۱۲۵۔ خانہ کعبہ کی اہمیت، احکام حج . 235
مسئلہ ۸۔ آیت ۱۲۵۔ مکہ قابل تعظیم اور امن والی
جگہ ہے 236
آیت ۱۲۶۔ مکہ امن والا شہر 237
آیت ۱۲۷۔ تعمیر کعبہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا
.... 238
آیت ۱۲۸۔ امت مسلمہ کے لیے دعا 238
آیت ۱۲۹۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار خصوصیات
.... 239
آیت ۱۳۰۔ دینِ ابراہیمی علیہ السلام 239
آیت ۱۳۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فرماں برداری
.... 240
آیت ۱۳۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وصیت 240
آیت ۱۳۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصیت 241
آیت ۱۳۴۔ اپنے ہی عمل کام آئیں گے .. 241
آیت ۱۳۵۔ ملتِ ابراہیمی علیہ السلام 242
آیت ۱۳۶۔ تمام نبیوں پر ایمان لانا 242
آیت ۱۳۷۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ایمان لاؤ . 243
آیت ۱۳۷ 244
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معیار حق ہونے پر استدلال
.... 245
صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمن تو مخالفت پر تلے ہوئے ہیں
.... 245
آیت ۱۳۸۔ اللہ کا رنگ 246
آیت ۱۳۹۔ اللہ کے خاص بندے 246
آیت ۱۴۰۔ کتمانِ حق 247
آیت ۱۴۱۔ اپنے اعمال ہی کام آئیں گے .. 247
منصب عبد...... مرتبہ مقام عبدیت 249
عالم کبیر اور عالم صغیر سے مراد 249
ہمزاد شیطان.......................... 253
شیطان سراسر فتنہ ہے 254

☆☆☆☆

احکامِ قرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیۡقِ اَھۡلِ السُّنَّۃِ وَالۡجَمَاعَۃِ بِفَضۡلِہِ الۡعَظِیۡم
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیۡ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡم
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَخُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیۡنَ الدَّاعِیۡنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡم

ترجمہ وتفسیر پارہ اوّل

آیاتھا: ۷	۱ سُوۡرَۃُ الۡفَاتِحَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۵	رکوعھا: ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ	الرَّحۡمٰنِ	الرَّحِیۡمِ ○
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے	جو بڑے مہربان	نہایت رحم والے ہیں
اَلۡحَمۡدُ	لِلّٰہِ	رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○۱
سَب تعرِیفیں	اَللہ کو لائق ہَیں	جو مربّی ہیں ہر ہر عالم کے
الرَّحۡمٰنِ	الرَّحِیۡمِ ○۲	مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○۳
جو بڑے مہربان	نہایت رَحم والے ہیں	جو مالِک ہیں روز جزا کے

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ	وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○۴
ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں	اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ	الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝۵
بتلادیجیے ہم کوراستہ	سیدھا

صِرَاطَ	الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ
راستہ	اُن لوگوں کا، جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے

غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ
نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ۝۷
اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

سورۃ الفاتحہ

(۱) یہ سورت رب العالمین نے اپنے بندوں کی زبان سے فرمائی ہے کہ ان الفاظ میں اپنے خالق ورازق کے سامنے عرض مدعا کریں۔

(۲) مخلوقات کی الگ الگ جنس ایک ایک عالم کہلاتا ہے۔
مثلاً عالم ملائکہ، عالم انسان، عالم پرند، عالم حیوانات، عالم جن

(۳) انعام سے دینی انعام مراد ہے۔ انعام والے چار گروہ ہیں۔
(۱) انبیاء (۲) صدیقین (۳) شہداء (۴) صالحین

(۴) غضب کے مستحق وہ لوگ ہیں جو تحقیقات کے باوجود راہِ ہدایت کو چھوڑ دیں۔ اور گمراہ وہ ہیں جو صراطِ مستقیم کی تحقیقات نہ کرنا

چاہیں۔ ان میں سے مغضوب زیادہ ناراضی کے مستحق ہیں جو دیدہ دانستہ حق کی مخالفت میں سرگرم ہیں۔[1]

احکام القرآن

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کی، شیطان مردود سے

مسئلہ تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، قرآن مجید کی تلاوت سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔

کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نحل میں فرمایا ہے:

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

جب قرآن پڑھنے لگے تو پناہ مانگ اللہ کی، شیطان مردود سے۔[2]

حدیث حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ

اقرانیه جبریل عن القلم عن اللوح المحفوظ

یعنی مجھے جبریل علیہ السلام نے قلم اور لوح محفوظ سے اسی طرح نقل کر کے سنایا ہے۔

---

[1] بیان القرآن تفسیر مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

[2] سورۃ النحل آیت ۹۸، رکوع ۱۳، پ ۱۴، پارہ رکوع ۱۹

فائدہ مختار قول جو جمہور کا ہے، وہ یہ ہے کہ:

اَعُوْذُ بِاللہِ کے الفاظ اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ہیں۔ کیوں کہ باعتبار روایت حدیث کے یہی الفاظ مناسب ہیں۔

شان نزول سب سے پہلے جو چیز جبریل علیہ السلام، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور لائے وہ یہی تعوذ اور بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم اور آیت اِقْرَاء بِاسْمِ رَبِّكَ ...... ہے۔

حل لغات: اَعُوْذُ

(۱) اعوذ بمعنیٰ التجا یعنی پناہ چاہتا ہوں۔

(۲) اعوذ بمعنیٰ اَسْتَجِیْر یعنی امان چاہتا ہوں۔

(۳) اعوذ بمعنیٰ اَسْتَعِیْنُ یعنی امداد چاہتا ہوں۔

(۴) اعوذ بمعنیٰ اَسْتَغِیْثُ یعنی فریاد و مدد چاہتا ہوں۔

فائدہ تعوذ پڑھنے والے کا قول اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ایک قسم کی خبر ہے۔ جو دراصل وہ اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کر رہا ہے۔ گویا کہہ رہا ہے:

اَعِذْنِیْ یَا اَللہ۔

اے میرے اللہ! مجھے پناہ دے دے۔ (روح البیان تفسیر، ج ۱ ص ۳۰)

نکتہ تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اور اس بندے کے مابین ایک وعدہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے

وَ اَوۡفُوۡا بِعَهۡدِیۡۤ اُوۡفِ بِعَهۡدِكُمۡ۔ (البقرہ آیت ۴۰)

(تم میرا وعدہ پورا کرو، میں تمہارا وعدہ پورا کروں گا)

میں بیان فرمایا ہے۔

پس گویا بندہ کہتا ہے اے میرے اللہ میں باوجود نقصِ بشریت کے اپنا وعدۂ عبودیت پورا کر رہا ہوں کہ **اَعُوۡذُ بِاللّٰه** یا **اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰه** کا ورد کر رہا ہوں۔ پس اے کریم! آپ کے شایانِ شان ہے کہ اپنے عہد ربوبیّت کو پورا فرمائیو اور مجھے اپنی پناہ میں لے لیجیو۔[1]

باللہ۔ اللہ سے

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

اہل حق کا مذہب ہے کہ لفظ "اللہ" کسی کلمہ سے مشتق نہیں۔ اسم اللہ، اسم ذات ہے۔ نیز اسم اعظم ہے۔ یہی مذہب، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ، امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔[2]

امام ابو الحسن اشعری امام المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا۔ ان سے حال پوچھا، تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اِس بات پر مجھے بخش دیا کہ میں لفظ "اللہ" کے اسم ذات کا قائل تھا۔[3]

---

1 تفسیر روح البیان، ج ا ص ۳۱

2 تفسیر روح البیان، قصیدہ طوبیٰ از مولانا محمد موسیٰ، ص ۲

3 قصیدہ طوبیٰ فی اسماء اللہ الحسنیٰ از مولانا محمد موسیٰ، ص ۲

جمع کا صیغہ ذات باری کے نام کے ترجمہ میں بڑے مہربان وغیرہ الخ کے الفاظ میں ذات باری تعالیٰ کی طرف ضمیر جمع کی ادب کے لیے اور تعظیم کے طور پر کی جاتی ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اوّل تو جی یوں ہی چاہا کہ خدا کا نام تعظیم سے لیا جاوے۔ رہی توحید تو وہ اس قدر مسلّم ہے کہ اپنے عنوانات میں ایسے اُمور کے ملحوظ رکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

دوسرے یہ کہ کلام مجید میں خدا تعالیٰ نے اپنے لیے جابجا صیغۂ جمع ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا ...... نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ ...... وغیرہ وغیرہ

ایک اور مقام پر خطاب کے موقع پر فرماتے ہیں:

رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا۔

اس آیت میں منجملہ دیگر تفاسیر کے ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ بنا بر تعظیم بصیغہ جمع باری تعالیٰ کو خطاب ہے۔ (تفسیر بیان القرآن، ج ۱ ص ۲)

مِنَ الشَّیْطٰنِ ۔ شیطان سے (اللہ کی رحمت سے دور ہونے والے سے) شیطان بمعنیٰ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونے والا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب شیطان نے اپنے

مالک کی نافرمانی کی تو مالک لم یزل نے اسے اپنی رحمت سے دُور فرما دیا۔
اسی نافرمانی کی وجہ سے شیطان ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان اس نام سے بعد از لعنت موسوم ہوا۔
ورنہ اس سے پہلے اس کا نام عزازیل یا نائل تھا۔ (تفسیر روح البیان، ج۱ ص ۳۳)

(۲) جو بھی متکبر اور سرکش ہو، جو ذکرِ الٰہی سے روکے وہ شیطان ہے۔
خواہ وہ جن ہو یا انسان۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًاؕ [1]

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطانین پیدا کیے۔ کچھ آدمی اور کچھ جنّ، جن میں سے بعضے دوسرے بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے، تاکہ اُن کو دھوکہ میں ڈال دیں۔

فائدہ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ:

شرور یا تو اعتقادیات سے ہیں۔ اور تعوذ میں جمیع مذاہب اور تمام گمراہ فرقوں (جو کہ بہتّر (۷۲) ہیں) کے عقائد داخل ہو جاتے ہیں۔
یا اعمال بدنیہ سے۔ پھر اعمال بدنیہ بعض تو وہ ہیں جو دین کو نقصان

[1] پ۸ رکوع ۱ سورۃ انعام آیت ۱۱۲

پہنچانے والے ہیں۔ جیسے:

منہیات شرعیہ کہ جن اعمال سے شرع مطہر نے ممانعت فرمائی ہے اور ان کا شمار مشکل ہے۔

اور بعض وہ ہیں جو دین میں رخنہ تو نہیں ڈالتے مگر ہیں تباہ کن۔ جیسے:

امراض، جمیع قسم کے درد، آگ وغیرہ جلانا، پانی وغیرہ میں ڈوبنا، مفلسی، اندھا پن، ہاتھ پاؤں شل ہونا اور دیگر جملہ بلائیں اور مہلک بیماریاں کہ جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ (بحوالہ تفسیر روح البیان، ج۱ ص ۳۲)

(۳) اللہ تعالیٰ نے کفار کو بھی شیٰطِیْن کہا ہے۔ منافقین کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾[1]

ترجمہ: اور جب یہ ملتے ہیں، ان سے جو ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں ایمان لے آئے۔ اور جب اکیلے میں ملتے ہیں اپنے شیطانوں (سرغنہ لوگوں) سے تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف مسلمانوں سے مذاق کرتے ہیں۔

[1] سورہ البقرہ آیت ۱۴

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

فائدہ شیاطین سے مراد سرداران قریش ویہود ہیں۔ جن کے ایماء پر وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے تھے یا منافقین کے اپنے سردار۔

شیاطین کی اضافت منافقین کی طرف مماثلت فی الکفر کی وجہ سے ہے۔ ہر متمرد کو شیطان کہا جاتا ہے۔ اور شیطان کا اشتقاق بھی شطونِ سے ہے بمعنٰی بُعد۔

رَجِیْم۔ لَعَنَتْ زدہ، راندہ ہوا، پھٹکارا ہوا

شیطان کا نام بمعنٰی فرشتوں کے ہٹانے سے آسمانوں سے زمین کی طرف پھینکا ہوا۔

اور آسمان کی چنگاریوں کا مارا ہوا جبکہ وہ آسمان کی جانب جانے کا ارادہ کرتا ہے۔ یہ شیطان کی بہت بڑی مذموم صفت ہے۔ قرآن مجید میں شیطان کے اسماء بہت منحوس قسم کے کیے گئے ہیں اور اس کی صفتیں بہت مذموم طرز کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ کیوں کہ جتنی عقوبات اس پر عائد ہوتی ہیں، یہ لفظ سب کا جامع ہے۔

اس لیے ابتداء میں اس کے اسمائے صفات میں اسی لفظ ”رجیم“ کو اختیار کیا گیا۔

فائدہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس نے حقیقی طور پر پناہ مانگی یعنی حضور قلب کے ساتھ، تو اللہ تعالیٰ اس کے اور شیطان کے درمیان

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

تین سو پردے لٹکا دیتا ہے۔ ہر پردہ کے مابین زمین، آسمان کے درمیان جتنی مسافت ہوتی ہے۔ (تفسیر روح البیان، ج ا ص ۳۵)

حدیث حضور ﷺ سے شیطان کے وسوسہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

چور اُس گھر میں داخل نہیں ہوتا، جس میں کوئی شے نہ ہو۔ یہ وسوسہ تو ایمان کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (روح البیان، ص ۳۸)

حکایت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہماری نماز اور اہل کتاب کی نماز میں فرق صرف وسوسہ کی وجہ سے ہے۔ کیوں کہ شیطان کفار کے عمل سے تو فارغ ہو چکا ہے۔ کفار کا ہر فعل اس کی مرضی کے موافق ہوتا ہے۔ اور مومن چوں کہ اس کی مخالفت اور اس کے ساتھ مجادلہ کرتے ہیں، تو وہ بھی ان سے مقابلہ کرتا ہے۔ یعنی ان کے دلوں میں وسوسہ ڈال کر ان کی مخالفت کرتا ہے۔ (روح البیان ج ا ص ۳۸)

حکایت حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب سیدنا نوح علیہ السلام کشتی سے (بعد طوفان) باہر تشریف لائے تو ابلیس حاضر ہوا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا! یہ تو بتا کہ بنی آدم کے کون سے عادات تجھے اور تیرے لشکر کو گمراہ اور ہلاک کرنے میں معاونت کرتے ہیں؟

ابلیس نے جواب میں کہا کہ جب ہم بنی آدم کو کنجوس، بخیل، بدخواہ، سرکش اور جلد باز پاتے ہیں تو ہم گٹھری کی طرح اسے جھپٹ لیتے ہیں۔

جب کسی انسان میں یہ تمام مذکورہ عادات جمع ہوتی ہیں تو ہم اس کا "شیطان مرید" نام رکھتے ہیں۔ (تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۳۶)

حکایت ایک شخص خراسان سے عراق جاتا رہتا تھا۔ ہر دفعہ وہاں عالم کی خدمت میں حاضری دیتا تھا۔ استاذ صاحب نے اُسے رفتہ رفتہ علم و حکمت کی چار ہزار احادیث یاد کرادیں۔

واپس وطن جانے کے لیے اپنے استاذ صاحب سے اجازت طلب کی۔ استاذ صاحب نے فرمایا: میں تجھے ایک ایسا کلمہ نہ سکھادوں جو اِن احادیث سے بھی زیادہ مفید ہو؟ اس شخص نے عرض کی ہاں جی ضرور سکھایئے۔ استاذ صاحب نے فرمایا: تمہارے خراسان میں شیطان بھی ہے؟ اس شخص نے کہا ہاں جی۔ فرمایا کیا وہ وسوسہ بھی ڈالتا ہے؟ عرض کیا: ہاں جی۔ استاذ صاحب نے فرمایا:

تو پھر تم اس کے دفیعہ کے لیے کیا کرتے ہو؟

اس شخص نے کہا اُسے ہٹاتے ہیں۔ فرمایا: اگر پھر وسوسہ ڈالے تو کیا کرتے ہو؟ عرض کیا: پھر اسے دفع کرتے ہیں۔ استاد صاحب نے فرمایا: جب یہ خدا کا دشمن تمہیں تکلیف دے اور عبادت سے روکے تو تم اس کے وسوسہ سے روکنے کے درپے نہ ہو بلکہ ایسے ہو جاؤ جیسے چرواہے کے کتے کے ساتھ کوئی اجنبی آدمی ہوتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ کیوں کہ وہ منجملہ کتوں کے ایک کتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے مکر

وشر سے بچائے۔ (تفسیر روح البیان، ج ا ص ۳۸)

اللہ کی یاد میں غفلت، دخلِ شیطان

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

وَ مَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ○ (پ۲۵ سورۃ زخرف، آیت ۳۶)

اور جو کوئی اللہ کی یاد سے آنکھیں بند کرلے، ہم اس پر ایک شیطان مقرر کردیتے ہیں۔ تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے۔

وَ اِنَّهُمْ لَیَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ○ (پ۲۵ سورۃ زخرف، آیت ۳۷)

اور یہ (شیطان) ان کو رستے سے روکتے رہتے ہیں، اور وہ سمجھتے ہیں کہ سیدھے رستے پر ہیں۔

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَنَا قَالَ یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ○ (پ۲۵ سورۃ زخرف، آیت ۳۸)

یہاں تک کہ جب ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا کہ اے کاش! مجھ میں اور تجھ میں مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا، تو بُرا ساتھی ہے۔

شیطان

روضۃ الاخیار میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

شیطان مذکر بھی ہیں، مؤنث بھی، مگر مرتے نہیں بلکہ (تا نفخ صور) ہمیشہ رہیں گے (جو ابلیس کی اولاد ہیں)۔

جنات مذکر بھی ہیں اور مؤنث بھی۔ یہ بھی بچہ جنتے ہیں، مگر ان پر موت آتی ہے۔

فرشتے نہ مذکر ہیں، نہ مؤنث، نہ بچے جنتے ہیں، نہ کھاتے پیتے ہیں۔

فائدہ اس سے جنات کا وجود ثابت ہوا اور ان کی حقیقت معلوم ہوئی۔

حکایت محی السنۃ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہٗ نے ایک دن جنات سے دنیا کے کارناموں کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ زمخشری ایک کتاب تفسیر لکھ رہا ہے۔ جو اب تک نصف حصہ تحریر کر چکا ہے۔ آپ نے فرمایا وہی تحریر کردہ کتاب (تفسیر) لے آؤ۔ جب جنات تفسیر لے آئے، آپ نے اس کو نقل کر کے واپس کر دیا۔

ایک روز زمخشری رحمۃ اللہ علیہ کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہٗ کے حضور میں حاضری کا شرف ملا تو آپ نے وہی تفسیر زمخشری کو دکھائی۔ زمخشری دیکھ کر متعجب ہوا اور عرض کی کہ اگر کہوں کہ یہ میری تفسیر کی نقل ہے تو بھی بے جا ہے۔ کیوں کہ وہ تو میں نے ایسی جگہ چھپائی ہوئی ہے کہ بجز میرے کسی اور کو علم ہی نہیں۔ اگر کہوں کہ یہ وہی تفسیر ہے تو پھر یہاں کیسے آئی! اگر کہوں کسی دوسرے کی ہے تو پھر عقل نہیں مانتی۔ کیوں کہ

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید

اس کے الفاظ و معانی اور وضع و ترتیب بعینہٖ میری کتاب جیسی ہے۔ تو دو مصنفوں کا ایک ہی طرح کے الفاظ و معانی وضع و ترتیب پر غائبانہ متفق ہو جانا محال ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ کتاب آپ کی تفسیر کی نقل ہے، ہم کو جنات کے ذریعہ پہنچی ہے۔

زمخشری قبل ازیں جنات کے وجود کے قائل نہیں تھے، اس حیرت انگیز کرشمہ کو دیکھ کر اسی وقت جنات کے وجود کے قائل ہو گئے۔[1]

استعاذہ کے تین کلمات

(۱) صفاتیہ (۲) افعالیہ (۳) ذاتیہ

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں کو اپنی اس دعا میں جمع فرمایا ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرَضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عَقُوْبَتِكَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ جَلَّ ثَنَاؤُكَ۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری رضا کی بدولت تیری ناراضگی سے اور تیری معافی کی بدولت تیری عقوبت سے اور تیری ذات کی بدولت تجھ سے پناہ چاہتا ہوں۔

لَا اُحصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ۔

---

1 تفسیر روح البیان، ج ۱ ص ۳۳

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

ترجمہ: مجھ سے تیری تعریف ناممکن ہے۔ تو ایسے ہی ہے، جیسے تو نے اپنی ذات کی تعریف کی۔

استعاذہ کے الفاظ

(۱) امام ابنِ ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ تَعَوُّذ پڑھتے تو اس طرح پڑھتے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ (تفسیر درِّ منثور، ج۴ ص۳۵۵)

(۲) امام ابو داؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو کھڑے ہوتے تو نماز کا آغاز اس ثناء سے کرتے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ

پھر یہ پڑھتے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔[1]

(۳) امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے واقعہ افک کے ذکر میں روایت کیا ہے۔ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے، اپنے چہرہ سے کپڑا اہٹایا اور یہ پڑھا:

1 سنن ابو داؤد مع شرح، کتاب الصلوۃ ج۳ ص۳۸۷، ۷۵۳۔ مکتبۃ الرشید الریاض۔ تفسیر درِ منثور، ج۴ ص۳۵۵

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ (النور:۱۱)[1]

احکام القرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

مسئلہ زیادہ صحیح اور مقبول قول متاخرینِ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ایک آیت ہے، مگر کسی سورت کا جُز نہیں۔ محض سورتوں کے فرق کو بتانے کے لیے نازل ہوئی ہے۔ ہر کام کے شروع کرتے وقت اس سے تبرک لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس کے ذکر سے تبرک حاصل کیا جاتا ہے۔ (تفسیر روح البیان ج ا ص ۳۸)

فائدہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تمام علوم باری تعالیٰ نے چار کتب سماویہ (توراۃ۔ انجیل۔ زبور۔ قرآن) میں جمع فرمائے ہیں۔ اور ان چہار کتب کا علم قرآن میں اور قرآن پاک کا علم سورۂ فاتحہ میں اور سورۂ فاتحہ کا علم بسم اللہ شریف میں اور بسم اللہ شریف کا علم بسم اللہ کی باء میں۔

نکتہ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ میں ہے کہ جمیع علوم کے بسم

---

1 سنن ابو داؤد مع شرح، کتاب الصّلوٰۃ ج ۳ ص ۴۳۹۔ مکتبۃ الرشید الریاض۔ (۲) تفسیر در منثور ج ۴ مترجم اردو ص ۳۵۵

اللہ کی باء میں مجتمع ہونے میں یہ حکمت ہے کہ علم میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بندہ کو اپنے مولا کا وصال نصیب ہو جائے۔ اور بسم اللہ کی باء الصاق کی ہے اور اب معنٰی یہ ہوا کہ بسم اللہ کی باء بندہ کو اپنے مولا سے ملا رہی ہے۔ (تفسیر روح البیان ج ا ص ۳۲)

شان نزول کفار کی عادت تھی کہ ہر کام شروع کرتے وقت اپنے بتوں کا نام لیتے تھے۔ یعنی بسم اللّات والعزّیٰ کہتے۔ پس مومن اہل توحید پر لازم ہوا کہ اپنا ہر کام شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک زبان پر لائے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کا نام مقدّم رہے اور فعل مؤخر۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں فعل مؤخّر کر کے محذوف مانا جاتا ہے۔ یعنی اصل عبارت بِسْمِ اللّٰهِ اِقْرَاهَ یَا اُتْلُوا وغیرہ تھی۔ (روح البیان ج ا ص ۳۸)

فضائل بسم اللہ شریف

بعض روایات سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تین ہزار اسماء ہیں۔

ایک ہزار کو سوائے ملائکہ کے کوئی نہیں جانتا۔ اور ایک ہزار سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی کو معلوم نہیں۔ اور تین سو توراۃ میں ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں رکھا ہے۔

پس ان تین ہزار اسماء کا معنٰی ان تین اسماء اللہ۔ رحمٰن اور رحیم میں ہے۔ جس نے ان تینوں کو جانا یا ان کو پڑھا تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو اس

کے تمام اسماء کے ساتھ یاد کیا۔(تفسیر روح البیان ج ا ص ۴۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لغات القرآن۔

"ب"۔ ب حرف جار ہے۔ جو مصاحبت یا استعانت کے لیے استعمال ہوا ہے۔ گویا اس کے معنیٰ ہیں۔ ساتھ۔ یا مدد کے ساتھ۔ "سم" اسم مصدر بمعنیٰ نام۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ اصل میں باسم اللہ ہے۔ ہمزہ کثرتِ استعمال سے گر گیا ہے۔

املاء اسم۔ سِم۔ سُم۔ سَم۔ سِما۔ سُما۔ سَما۔ سب طرح استعمال ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ لفظ ضحیٰ کی طرح سُمیٰ ہے۔ اور لام کلمہ (یٰ) محذوف ہو گیا ہے۔ اس کا مادہ سَموت (سُمُوّ) ہے۔ جس کے معنیٰ بلندی کے ہیں۔ جب کسی کا نام لیا جاتا ہے تو گویا اسے بلند و بالا کرتے ہیں۔ تاکہ آنکھوں میں بچ جائے۔ اس کی جمع اَسْمَاء ہے۔

اللہ صحیح رائے یہ ہے کہ یہ لفظ ذات باری کا علم ہے۔ یہ نہ ہی الرحمٰن اور الرحیم کی طرح مشتق ہے اور نہ ہی اس سے کسی فعل کا اشتقاق جائز ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ یہ اصل میں اِلٰہٌ یا اِلَاہٌ ہے۔ جو کہ فعال کے

وزن پر بمعنی مفعول آیا ہے اور اس کے معنیٰ مَاْلُوہٌ (معبود) کے ہیں۔ اور ال اس کے معرفہ کرنے کے لیے لایا گیا ہے۔ گویا لفظ کی اصلی صورت اِلْاِلَاہُ ہے۔ ال داخل ہونے سے اِلَاہُ کا ہمزہ بوجہ تخفیف حذف ہو گیا۔ اور پہلا لام دوسرے لام میں مدغم ہو گیا۔ اور اس طرح یہ لفظ اِلِلَاہ رہ گیا۔ اور پہلا لام دوسرے لام میں مدغم ہو کر لفظ اللہ بن گیا۔ صحیح رائے یہی ہے کہ یہ اسم علم اور اسم جامد ہے۔ اہل عرب یہ لفظ "اللہ" سوائے رب تعالیٰ کے اور کسی معبود کے لیے استعمال نہیں کرتے تھے۔

الرحمٰن (اسم صفت بروزن فعلان)

الرحیم (اسم صفت بروزن فعیل)

الرحمٰن اور الرّحیم دونوں الفاظ الرّحمَت سے مشتق ہیں۔ (املاء و شوکانی) رحمٰن فعلان کے وزن پر ہے۔ اور رحیم فعیل کے وزن پر ہے۔

جب کوئی اسم فعلان یا فعیل کے وزن پر آتا ہے تو اس کے معنوں میں مبالغہ اور شدت پائی جاتی ہے۔

گویا رحمان وہ ذات ہے جس کی رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے۔

یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے نہیں بولتے لیکن رحیم کا لفظ انسان کے لیے بھی بول لیتے ہیں۔ قرآن مجید میں رسول پاک کے لیے بھی یہ لفظ آیا ہے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ

عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُفٌ الرَّحِيمٌ [1]

ترجمہ: تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں۔ جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں۔ ایمانداروں کے ساتھ بڑے شفیق و مہربان ہیں۔

صفات اللہ تعالیٰ

لوگ جس طرح ذاتِ باری اور صفاتِ باری میں حیران ہیں اسی طرح "اللہ" کے اسم کی تحقیق کے بارے میں حیران و پریشان ہیں۔

راجح قول یہ ہے کہ "اللہ" اس ذات کا نام ہے جو واجب الوجود اور تمام صفاتِ کمالیہ کو جامع ہے۔

☆☆☆☆

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید

[1] التوبہ آیت ۱۲۸

سورۃ الفاتحہ

اسے ام القرآن، اصل القرآن اور رئیس القرآن کہتے ہیں

جو مضامین قرآن پاک میں مفصل مذکور ہیں۔ وہ اس سورت میں اجمالاً آگئے ہیں۔ آخر کیوں نہ ہو؟ ہر کتاب کا عنوان اور دیباچہ اس کے مضامین کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ لہٰذا اس سورت میں بھی احکام فقہ، قواعدِ اصول اور مسائل کلام کا اجمالاً تذکرہ ہے۔

(مثلاً) ۱۔ اثبات واجب تعالیٰ۔

۲۔ توحید بارتعالیٰ۔

۳۔ حمد وستائش کا اس سے خاص ہونا۔

۴۔ اس کا تمام بندوں اور ان کے افعال کا خالق ہونا۔

۵۔ حلال و حرام کا فرق ہونا۔

۶۔ اہل اطاعت کے انعامات۔

۷۔ کفار کی تعذیب۔

۸۔ روز قیامت اور اس کے تمام متعلقات کا برحق ہونا۔

۹۔ عبادت خالص اللہ کے لیے کرنا۔

۱۰۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا لائق عبادت ہونا۔

۱۱۔ ہدایت و گمراہی کا صرف من جانب اللہ ہونا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

۱۲۔ ہمارے نبی ﷺ کی شریعت کا یہود و نصاریٰ کے بعض شرائع کے موافق ہونا اور بعض شرائع کے مخالف ہونا۔

۱۳۔ سنت مومنین خصوصاً سنتِ اہل السنّت و الجماعت کا واجب الاتباع ہونا۔

۱۴۔ اہل السنّت و الجماعت کے اجماع کا حجت ہونا وغیرہ۔[1]

اسماءِ سورۃ فاتحہ

۱۔ اس کو فاتحہ اس لیے کہتے ہیں کہ مصاحف و تعلیم و تلاوت قرآن اور نماز کا آغاز اسی سے ہوتا ہے۔

۲۔ اس لئے کہ حمد سے ہر کلام کی ابتداء ہوتی ہے۔

۳۔ اس کا نام اُمّ القرآن بھی ہے۔

اور "ام" شے کی اصل کو کہتے ہیں اور یہ سورت "ام القرآن" اس لیے ہے کہ قرآن پاک سے چار چیزیں مقصود ہوتی ہیں۔

(۱) الوہیت کا اقرار

(۲) نبوت کا اقرار

(۳) و (۴) قضاء و قدر کا منجانب اللہ سمجھنا۔

(۱) پس اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الوہیت

---

[1] احکام القرآن ص ۲۹ از علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ

پر دلالت کرتا ہے۔

(۲) اور مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ یوم آخرت پر۔

(۳) و (۴) اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

جبر و قدر کی نفی کرتا اور قضائے الٰہی کو ثابت کرتا ہے۔[1]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ

سب تعریفیں اللہ کے لیے جو پالنے والا ہے ہر ہر عالم کا۔

حمد کی قسمیں

شیخ داؤد قیصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حمد کی تین قسمیں ہیں:

(۱) قولی، (۲) فعلی اور (۳) حالی

حمد قولی

زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا۔ جیسا کہ اس نے اپنی حمد انبیاء علیہم السلام سے کرائی ہے۔

حمد فعلی

وہ ہے جو اعمال بدنیہ سے ادا کی جائے۔ خواہ عباداتِ خیرات سے۔ جس میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی بارگاہ تک پہنچنا مقصود ہو۔

---

1 تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۴۵

کیوں کہ جیسے انسان کو "حمد" کا زبان سے ادا کرنا لازم ہے۔ اسی طرح ہر عضو کے مطابق "حمد" کی ادائیگی ضروری ہے۔ بلکہ اس کے ہر عضو پر "حمد" کی ادائیگی ضروری ہے۔ بلکہ اس کے ہر عضو پر "حمد" کی ادائیگی ایسے لازم ہے جیسے شُکر کی ادائیگی ہر عضو پر۔ بلکہ انسان اپنے ہر حال میں "حمد" کی ادائیگی کا ورد رکھے۔

حدیث اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ

ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد ضروری ہے۔

اور ہر عضو کا حمد بجالانا ناممکن ہے۔ بجز اس کے کہ اپنے ہر عضو کو جس کام کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے، محض اللہ کی رضا اور اس کی عبادت اور تعمیل سمجھ کر استعمال کرے اور غیر مشروع کام میں استعمال نہ کرے۔ نہ تو اس میں نفس کی لذّت کو دخل ہو۔ اور نہ اس کی خوشنودی مقصود ہو۔

حمد حالی

وہ ہے جو روح و قلب کا کمالاتِ علمیہ و عملیہ سے موصوف ہونا اور متخلق باخلاق ہونا۔ وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو انبیاء علیہم السلام نے فرمایا کہ وہ ایسے متخلق باخلاقِ اللہ ہوں کہ کمالات ان کے نفوس و ذات کا ملکہ بن جائیں۔ اور دراصل یہ وہی حمد ہے جو اللہ تعالیٰ نے مقام تفصیلی میں خود

اپنی حمد فرمائی ہے۔

فائدہ حمد و ثناء، شکر و مدح سب کو شامل ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو اس سے شروع کیا۔ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

شاہراہ سلوک

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب منہاج العابدین میں فرماتے ہیں کہ حمد و شکر ان سات عقبات کا آخری عقبہ ہے کہ جن کا عبور سالک کے لیے نہایت ضروری ہے۔ تا کہ اپنے حصولِ مقاصد پر فتح مند ہو۔

ا۔ پہلا عقبہ

سب سے پہلا وہ امر کہ جس کے سبب سے بندہ راہ سلوک پر چلنے کے لیے متحرک ہوتا ہے۔ الہام سماویہ و توفیقِ خاص الٰہیہ ہے۔

(چناں چہ) اسی طرف سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس وقت بندے کے دل میں نور داخل ہوتا ہے تو اس کا دل کھل جاتا ہے۔

عرض کیا گیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس کی کوئی علامت بھی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اس کا پہلا وار غرور سے کنارہ کشی،

دوسرا وار خلود کی طرف رجوع

تیسرا موت کے نزول سے پہلے تیار رہنا۔

پس جبکہ بندے کے دل میں یہ بات کھٹکے کہ بے شک میرا مالک منعم ہے۔ جس نے مجھے طرح طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں اور پھر وہ مجھ سے ان نعمتوں کا شکرانہ اور خدمت طلب کرے گا۔

میں ان سے غفلت کروں تو شاید وہ نعمتیں چھین کر مجھے عذاب میں مبتلا کر دے۔ اس کا یہ کیا تھوڑا احسان ہے کہ پیغمبرانِ عظام کو معجزات دے کر ہماری طرف بھیجا اور ان کے ذریعہ ہمیں خبر دی کہ ہمارا رب ایک ہے۔

جو اس بات پر قادر ہے کہ مطیع کو ثواب دے اور مجرم کو سزا۔ نیکی کا حکم دینے والا بھی وہی ہے اور برائی سے روکنے والا بھی وہی۔

انہی خیالات سے بندہ کے دل میں مقام خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے خلاصی کی کوئی راہ نہیں بجز اس کے کہ اپنے صانع کی صنعت کو دیکھ کر اس کے وجود پر استدلال نہ ہو۔ اوصاف مذکورہ کی وجہ سے بندہ کو اپنے رب کے وجود کا یقین حاصل ہو جاتا ہے۔

(۲) اسی کو عقبۂ علم و معرفت کہتے ہیں۔ یہی وہ پہلا عقبہ ہے جو سلوک کو راہ طے کرتے وقت درپیش ہوتا ہے۔ اور اسی کی بدولت علم کے حصول کی بصیرت اور علماء آخرت سے سوال کرنا نصیب ہوتا ہے۔

جب اسے اپنے رب کے وجود کا یقین ہو جاتا ہے تو عبادت کے لیے معرفت اسے برانگیختہ کرتی ہے۔ لیکن وہ عبادت کے طریقہ سے لا

علم ہوتا ہے۔ پھر فرائض شرعی ظاہری وباطنی (جو اس پر لازم ہیں)
سیکھتا ہے۔
جب علم معرفت کی فرائض سے تکمیل کی تو عبادت کے لیے تیار ہو
جاتا ہے۔
مگر اپنی بد کرداریوں سے شرمسار ہوتا ہے۔ دل میں کہتا ہے کہ میں
اطاعت کے کب لائق ہوں جب کہ مجھ سے بار بار گناہ ہوئے اور جرائم
میں سرتاپا ملوّث ہوں۔ اسی سے اسے خیال آتا ہے کہ کیوں نہ اب تمام
بُرائیوں سے تائب ہو جاؤں تاکہ گناہوں کی قید سے چھوٹ جاؤں اور
اپنی برائیوں سے پاک وصاف ہو کر عبادت کے لائق ہو جاؤں۔
یہی وہ عقبہ ہے جو راہ سلوک طے کرتے وقت بندے کے سامنے
ہوتا ہے۔
جب سالک کو اپنے حقوق وشرائط کے ساتھ سچی توبہ نصیب ہو جاتی
ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ اسے چاروں طرف سے اسے چند عوائق گھیرے
ہوئے ہیں جو اسے عبادت سے مانع ہو رہے ہیں۔ غور سے دیکھنے سے یہ
چار چیزیں معلوم ہوئیں۔
(۱) دنیا (۲) خلقِ خدا (۳) شیطان (۴) نفس
(۳) اس کو عقبہ عوائق کہتے ہیں۔ اسی عقبہ کو طے کرنے کے لیے چار
چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔

(۱) دنیا سے کنارہ کشی۔ (۲) خلقِ خدا سے علیحدگی۔

(۳) نفس سے جنگ۔ (۴) شیطان سے جنگ۔

ان سب امور میں نفس کے ساتھ جنگ کرنا سخت مشکل ہے۔ کیوں کہ اس سے علیحدگی بھی مشکل ہے۔ اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ یکبارگی سختی کر کے تابع کیا جائے۔ (جیسا کہ شیطان کو تابع کرنا مشکل ہے)

کیوں کہ یہ تو ہر وقت سوار اور ہر برائی کا آلہ ہے۔ اور اس سے اطاعتِ الٰہیہ پر موافقت کی بھی امید نہیں۔ کیوں کہ یہ بُرائی کا خوگر ہے۔

یہی امور خواہشات اور اسی کے متعلقات کے اصل الاصول ہیں۔

ہمی تازد ایں نفس سرکش چناں
کہ عقلش تواند گرفتن عناں
کہ تا نفس و شیطان برآید بزور
مصاف پلنگاں بناید زمور

ترجمہ: اس نفس سرکش کی جنگ کے لیے تقویٰ کی لگام کی ضرورت پڑتی ہے۔ تا کہ اسے تابع کر کے نیکی کی راہوں پر بآسانی چلایا جا سکے۔ اور برائی کے مقامات سے اسے روکا جا سکے۔

سالک جب یہ منزل طے کرنے کے بعد فارغ ہوتا ہے تو چند ایسی چیزیں عارض ہوتی ہیں جو عبادت سے رکاوٹ کا موجب بنتی ہیں۔ غور سے دیکھا جائے تو یہ چار چیزیں ہیں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۱)رزق کم جس کی طلب میں نفس دوڑتا پھرتا ہے۔

(۲)ہر اُس شے سے خائف ہونا کہ جس سے وہ ڈرتا بھی ہے۔

(۳)وہ شدائد وتکالیف جو اس کو ہر سو گھیر لیتی ہیں۔

(۴)قضائے الٰہی کے مختلف امتحانات۔

(۴)اسی کانام عقبہ عوارض ہے۔

جب سالک کو یہ عقبہ پیش آئے تو اس کے قطع کرنے کے لیے ان چار چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔

(۱)رزق کے لیے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا۔

(۲)اپنے جمیع امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا۔

(۳)صبر کرنا۔ (۴)قضائے الٰہی پر راضی ہونا۔

جب سالک اس عقبہ کو طے کرلیتا ہے تو اپنے نفس کا جائزہ لیتا ہے تو اس کو انتہائی درجہ کا کاہل وسست پاتا ہے۔نہ عبادت میں اس کا جی لگتا ہے اور نہ اس سے اس کو خوشی ہوتی ہے۔ بلکہ یہ غفلت، دھوکہ بازی اور گمراہی کی طرف منہمک ہے۔اور اسراف و فضول کا خوگر ہے(نفس کی اس بڑی خرابی کو دور کرنے کے لیے)اسے ایک راہنما کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو اس کو اطاعت کی راہنمائی کرے اور گناہوں سے اسے باز رکھے۔اس کے رہنما خوف ورجاء ہیں۔

رجاء ان کرامات کے لیے ہے جو سالک کو بھلائی کا وعدہ دیا گیا ہے۔

اور

خوف ان صعوبتوں سے ہے جو اس کی عقوبات اور اہانات سے دھمکایا گیا ہے۔

(۵) یہ عقبہ بواعث ہے جو سالک کو طے کرنا پڑتا ہے۔ اس عقبہ کو طے کرتے وقت وہ ان دونوں (خوف ورجاء) کا محتاج ہوتا ہے۔

جب اس عقبہ سے فراغت پاتا ہے تو بعد ازاں نہ کوئی شے رکاوٹ پیدا کرتی ہے اور نہ کوئی مشغلہ۔

بلکہ عبادت کے موجب و باعث حاصل ہو جائیں گے کہ جن کے سبب سے عبادت بڑے شوق سے کرنے کو جی چاہے گا۔ لیکن تھوڑے سے تاّمل سے معلوم ہو گا کہ ابھی دو بڑی آفتیں باقی ہیں، جن کا نام رِیاء و عُجب (خود بینی) ہے۔ (اگرچہ عبادت میں جی خوش ہو گا مگر) کبھی اطاعت لوگوں کو دکھاوے کی غرض پر کرے گا، کبھی عبادت کو عظیم الشان تصوّر کر کے اپنے آپ کو مکرم ترین سمجھے گا۔ اسی عقبہ کو

(۶) عقبہ قوادح کہا جاتا ہے۔ اس کو قطع کرنے کے لیے خلوص اور باری تعالیٰ کے احسانات مدّ نظر رکھنا ضروری ہے۔

جب اس عقبہ کو باری تعالیٰ کی حُسنِ عصمت و تائید سے طے کرے گا تو اسے عبادت کماحقہٗ ادا کرنے کی توفیق نصیب ہو گی۔

اس حال میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے دریا میں ڈوبا ہوا

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

دیکھ کر خائف ہو گا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے شُکر کی ادائیگی میں غفلت ہو جائے اور کُفَران نعمت سے موصوف ہو کر مرتبۂ رُفیعہ (جو کہ صالحین کی روحانی غذا ہے) سے گر جائے۔ (اس کی وفا کے لیے حمد و شکر کا دامن تھامے رکھے۔)

(۷) یہی عقبہ حمد و شکر ہے۔

جو سالک کی راہ میں درپیش ہوتا ہے۔ اور سالک اس کے ورد کی کثرت سے عقبہ ہٰذا کو طے کرتا ہے۔ جب اس عقبہ سے فارغ ہوتا ہے تو اپنے مطلوب و مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔

پھر بقیہ عمر اسی نعمت میں بسر کرتا ہے۔ اس کا ظاہری جسم دنیا میں ہوتا ہے لیکن اس کا دل آخرت میں معلق رہتا ہے۔ اور ہر روز لبیکِ اجل کا انتظار کرتا ہے اور دنیا سے متنفر رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کا شوق اس کو ملاء اعلیٰ تک پہنچا دیتا ہے۔

اب رب العالمین کا قاصد آ کر اسے رب تعالیٰ کی خوش نودی کی بشارت دے کر کہتا ہے (اے سالک!) تیرا رب تجھ سے ناراض نہیں۔ اسی حالت میں ملائکہ اس سے بہت خوش حالت میں ملاقات کرتے ہیں۔[1]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱

الحمد کا الف لام جنسی بھی ہو سکتا ہے اور استغراقی بھی۔ جنسی کی

[1] تفسیر روح البیان ج۱، ص ۵۱

صورت میں ترجمہ ہو گا کہ:

جنسِ حمد اللہ کے لیے ثابت ہے۔

اور اِسْتِغْرَاقِی کی صورت میں ترجمہ ہو گا کہ:

تمام افرادِ حمد اللہ کے لیے مختص ہے۔ کیوں کہ جس قدر خیر ہے سب کا عطاء کرنے والا اللہ ہے۔ اب وہ عطاء بلا واسطہ ہو یا بالواسطہ ہو۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَ مَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ (سورہ النحل آیت ۵۳)

تمام نعمتیں اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔

ترجمہ آیت ۱

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ "سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے۔"

فائدہ مخلوقات کی الگ الگ جنس ایک ایک عالم کہلاتا ہے۔ مثلاً عالمِ ملائکہ، عالمِ انسان، عالمِ جن۔ (بیان القرآن للتھانوی رحمہ اللہ، ص ۲)

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱

جو پالنے والا ہے سارے جہاں کا

حضرت وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اٹھارہ ہزار عالم ہیں اور یہ دنیا ان میں سے ایک ہے اور اس کی آبادی اس کے ویرانہ کے

مقابلہ میں اتنی مقدار رکھتی ہے جتنی جنگل میں ایک خیمہ۔(تفسیر روح البیان ج ۱، ص ۵۲)

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
عالم کا صحیح اندازہ محال ہے۔
کما قال اللہ تعالیٰ۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ[1]
اور تیرا رب اپنے لشکر خود جانتا ہے۔(تفسیر روح البیان ج ۱، ص ۵۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اوّلاً مخلوق کو چار قسم بنایا۔

(۱) ملائکہ (۲) شیطان (۳) جنات (۴) انسان

پھر ان سب کے دس اجزاء بنائے۔ ان میں سے نو حصے سالم فرشتگان ہیں۔ باقی ایک جز جن وانسان وشیاطین ہیں۔

پھر ان کے دس اجزاء ہوئے۔ ان میں سے نو حصے شیاطین ہیں۔ باقی ایک حصہ انسان وجنّات کا ہے۔

پھر ان دونوں کو دس اجزاء پر تقسیم فرمایا۔ ان میں نو حصّے جنّات کے، ایک حصہ انسان کا ہوا۔

پھر انسان کو ایک سو پچیس اجزاء پر تقسیم فرمایا۔ ایک حصہ بنی نوع

---

[1] سورہ مدثر آیت ۳۱

انسان سے اہل توحید کا ہے۔ باقی سب کافر و مشرک ہیں۔

پھر اہل توحید بھی تہتّر فرقے ہوں گے۔ بہتّر (۷۲) سب کے سب خسارہ میں، یعنی جو اہل بدعت و ضلالت ہیں۔ صرف ایک ان میں ناجی (نجات پانے والا) ہے۔ اور وہ اہل السنت والجماعت ہیں۔

اور گمراہ فرقوں کا حساب اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔ جنہیں چاہے بخش دے، جنہیں چاہے عذاب میں مبتلا کرے۔[1]

شرح الفاظ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ

مجموعۂ مخلوقات کو عالم کہتے ہیں اور اسی لیے اس کی جمع نہیں لاتے۔

مگر آیت میں عالم سے مراد ہر ہر جنس (مثلاً عالمِ جن، عالم ملائکہ، عالم انس وغیرہ وغیرہ) ہیں۔

اس لیے جمع لائے تاکہ جملہ افرادِ عالم کا مخلوقِ جناب باری ہونا خوب ظاہر ہو جائے۔ (تفسیر عثمانی، از علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۲)

ترجمہ آیت ۲

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝۲

جو بڑے مہربان اور نہایت رحم والے ہیں۔

فائدہ رحمٰن اور رحیم دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں اور رحمٰن میں رحیم

---

1 تفسیر روح البیان (تلخیص) ج ۱، ص ۵۳

سے زیادہ مبالغہ ہے۔

رحمٰن: بڑا مہربان، بخشش کرنے والا۔

رحیم: بڑا بخشنے والا، نہایت رحم والا۔ رحیم کی جمع رُحَمَآءُ ہے۔

رُحَمَآءُ: بہت مہربان، رحم دل۔

ترجمہ آیت ۳

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳

جو مالک ہیں روز جزا کے۔

فائدہ روز جزاء سے مراد قیامت کا دن ہے کہ اس میں سب اپنے کیے ہوئے کا بدلہ پاویں گے۔ (تفسیر بیان القرآن للتھانوی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۲)

اس کے خاص کرنے کی اوّل وجہ تو یہی ہے کہ اس دن بڑے بڑے امور پیش آئیں گے۔ ایسا خوف ناک روز نہ پہلے ہوا نہ آگے کو ہو گا۔ دوسرے اس روز بجز ذاتِ پاک حق تعالیٰ کے کسی کو ملک و حکومت ظاہری بھی تو نصیب نہ ہو گی۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ؟ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ (تفسیر عثمانی از علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۲)

آج کے دن کس کی حکومت ہو گی، بس اللہ کی ہی ہو گی، جو یکتا اور غالب ہے۔ (سورہ المومن آیت ۱۶)

آیت ۴

اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ؃۴

ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کرتے ہیں۔

فائدہ یہ بندہ کی طرف سے جنابِ باری میں خطاب ہے۔[1]

(۲) "تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔"[2]

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے۔ ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطۂ رحمتِ الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اُس سے کرے تو جائز ہے کہ یہ استعانت در حقیقت حق تعالیٰ سے استعانت ہے۔ (تفسیر عثمانی از علامہ شبیر احمد عثمانی، ص ۲)

آیت ۵

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ؃۵

بتلا دیجیے ہم کو رستہ سیدھا۔

فائدہ مراد دین کا راستہ ہے۔ (بیان القرآن للتھانوی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۲)

"صِرَاطِ مُسۡتَقِیۡم" اس واضح اور کشادہ راستہ کو کہا جاتا ہے

---

1 تفسیر بیان القرآن للتھانوی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۲

2 ترجمہ شیخ الہند علامہ محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ

جس میں کجی اور ٹیڑھا پن نہ ہو۔

اور ہر کس وناکس اِدھر اُدھر بھٹکے بغیر بآسانی اس پر سے گزر جاتا ہو۔

آج کل ایسے راستہ کو شارع عام، شاہراہ اور مین روڈ کہتے ہیں۔

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ صراط مستقیم ہر ایسے قول یا فعل کو کہتے ہیں جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہو۔ یعنی جس قول یا فعل سے اللہ جلّ شانہٗ خوش ہوتے ہوں اس کو ''صِرَاطِ مُسْتَقِيم'' کہا جاتا ہے۔

''صراط مستقیم'' کے مصداق کون ہیں؟

(۱) رسول اکرم ﷺ کی شریعتِ مطہرہ اور ملّتِ حنفیہ صراط مستقیم کا مصداق ہے۔ کیوں کہ شریعتِ مصطفیٰ ﷺ میں نہ افراط (حد سے زیادتی) ہے اور نہ تفریط (حد سے کمی) ہے۔ بلکہ انتہائی اعتدال اور میانہ روی ہے۔ (قوت الاخیار، ص ۳۰)

صراط مستقیم وہی راستہ ہے جو شاہراہ پر ہوتا ہے۔ اور اس پر ہر شخص چلتا ہے۔ بغیر اس کے کہ اس میں دائیں بائیں جانب توجہ ہو اور وہ افراط اور تفریط کے بین درمیانی راہ ہوتی ہے۔

اور یہ صراط مستقیم محمد ﷺ کی شریعت پر صادق آتا ہے۔ کیوں کہ آپ کی شریعت اس افراط کے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین میں تھی اور اس تفریط کے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین میں تھی، بیچوں بیچ ہے۔

(۲) اور اہل السنت والجماعت کے عقائد پر صادق آتا ہے۔ کیوں کہ ان کے عقائد فرقہ جبریہ اور فرقہ قدریہ کے عقائد کے بَین بَین ہے اور روافض اور خوارج کے عقائد کے بَین بَین اور فرقہ مُشَبَّہ اور معطلہ کے عقائد کے بَین بَین ہے۔ (قوّت الاخیار شرح اردو نور الانوار، ص ۲۹)

(۳) اہلُ السنّت والجماعت کے عقائد صراط مستقیم کا مصداق ہیں کیوں کہ جبریہ اور قدریہ کے عقائد کی بہ نسبت اہل السنّت والجماعت کے عقائد میں اعتدال اور میانہ روی ہے۔

اس طور پر کہ فرقہ قدریہ کے عقائد میں افراط ہے۔ انہوں نے بندوں کے لیے قدرت کاسبہ اور قدرت خالقہ دونوں کو ثابت کیا ہے۔

یعنی قدریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ بندہ اپنے افعال کا ''کاسب'' بھی ہے اور ''خالق'' بھی۔ حالاں کہ قرآن پاک کی آیت

''وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَ مَا تَعْمَلُوْن'' (سورہ الصافات آیت ۹۶)

''اللہ تعالیٰ تمہارا اور تمہارے اعمال کا خالق ہے''

بندے کے خالقِ افعال ہونے کی تردید کرتی ہے۔

اور رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے

''اَلْقَدْرِيَةُ مَجُوْسُ هٰذِهِ الْاُمَّة۔''

قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں۔

جبریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ بندہ جماد محض اور پتھر محض ہے۔ نہ اس کو

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

کسب کی قدرت حاصل ہے اور نہ خلق کی قدرت حاصل ہے۔
یعنی بندہ نہ کسی فعل کو پیدا کر سکتا ہے اور نہ اس کا کسب کر سکتا ہے۔

ان دونوں کے بر خلاف اہل السنت و الجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ بندہ کے لیے قدرت خالقہ تو ثابت نہیں، البتہ قدرت کاسبہ ثابت ہے۔
یعنی بندہ اگرچہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتا لیکن اس کا کسب کر سکتا ہے۔

پس جبریہ اور قدریہ کے عقائد کی بہ نسبت اہلُ السنّت و الجماعت کے عقائد میں چوں کہ اعتدال ہے اس لیے صراط مستقیم کا مصداق اہل السنّت و الجماعت کے عقائد کو قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح روافض اور خوارج کے عقائد کی بہ نسبت اہلُ السنّت و الجماعت کے عقائد میں اعتدال اور میانہ روی ہے۔ اس طور پر کہ:
روافض نے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑا، شیخین (ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ) کی امامت کا انکار کیا، مسح عَلَی الْخُفَّیْن (جرابوں پر مسح) کے جواز کا انکار کیا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء پر سبّ و شتم کیا۔
پس ان حضرات نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت و مودّت میں افراط اور غلّو سے کام لیا۔

اور خوارج نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں تفریط سے کام لیا۔ حتیٰ کہ یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طریقہ صیحہ سے نکل گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ

کے مقابلہ میں جنگ کی اور آں حضرت ﷺ کے دو دامادوں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو سب و شتم کیا۔

ان کے برخلاف "اہلُ السنّت و الجماعت" نے اس بارے میں سکوت کیا اور اس پر یقین کیا کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہ عُدولِ اُمّت اور خیارِ اُمّت ہیں۔

شیخین (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کی امامت اور خلافت بھی تسلیم ہے اور دو دامادوں (حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ و حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) سے محبت و خلافت بھی بجا اور برحق ہے۔

اسی طرح فرقہ مشبّہ اور معطلہ کے عقائد کی بہ نسبت اہل السنّت و الجماعت کے عقائد میں اعتدال اور میانہ روی ہے۔

فرقہ مشبہ کے عقائد

کیوں کہ فرقہ مشبہ کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے مشابہ قرار دیا اور اس کے لیے جسم اور جہت کو ثابت کیا، ان میں بعض نے کہا کہ مخلوق کے اجسام کی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے لیے خون، گوشت اور ہڈیوں کا جسم رکھتے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ اللہ کا جسم تو ہے مگر مخلوق کے اجسام کی طرح خون اور گوشت سے مرکب نہیں ہے۔

فرقہ مَعَطِّلَه کے عقائد

اور فرقہ معطلہ کے لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ معطل اور بیکار ہیں جیسا کہ حکماء نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے عقل اوّل صادر ہوئی۔ پھر عقل ثانی پھر عقل ثالث حتیٰ کہ عقلِ عاشر صادر ہوئی۔ اور پورا نظامِ عالم انہیں عقولِ عشرہ پر مبنی ہے۔ یعنی نظام عالم کو عقولِ عشرہ چلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بے کار محض اور معطل ہیں (نعوذ باللہ منہ)

اہل السنت والجماعت کا عقیدہ

ان کے بر خلاف اہلُ السنّت و الجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جہت اور جسم سے منزّہ ہیں۔ اور تمام مخلوقات کی پیشانیاں اللہ کی قدرت میں ہیں۔ (قوت الاخیار شرح اردو نور الانوار ص ۳۱)

تہتر فرقوں میں سے ایک جنتی باقی دوزخی ہیں:

سورت فاتحہ میں اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ○ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ کے الفاظ سے جو دعا کی گئی تھی صراطِ مستقیم کی نشاندہی کرتے ہوئے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِىۡ مُسۡتَقِيۡمًا فَاتَّبِعُوۡهُ‌ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمۡ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ‌ؕ ذٰلِكُمۡ وَصّٰكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ (سورۃ انعام، آیت ۱۵۳)

خادم اہلسنت عبدالوحید

ترجمہ: اور حکم کیا کہ یہ میری سیدھی راہ ہے۔ سو اسی پر چلو اور دوسرے رستوں پر مت چلو۔ کیوں کہ وہ تمہیں اللہ کے رستہ سے دور کر دیں گے۔ اس نے تمہیں یہ حکم دے دیا ہے تاکہ تم بچتے رہو۔

تفسیر اس آیت کے تحت علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قرأت حفص میں اَنَّ مُشَدَّد ہے۔ مفتوح ہے۔ اور لام مقدر ہے کیوں کہ یہ فَاتَّبِعُوْہ کی علت ہے۔

هٰذَا کا مشار الیہ توحید، نبوت اور دیگر احکام ہیں جن کا تذکرہ سورۃ میں پہلے ہو چکا ہے۔

یعنی مذکورہ بالا تمام اشیاء و احکام اور عقائد میری سیدھی راہ ہیں۔ اسی پر چلو اور رسومِ بدعیہ ادیانِ متقدمہ اور عقائدِ باطلہ کی غلط راہیں اختیار نہ کرو۔

جو مذاہب و عقائد، دینِ اسلام کے منافی ہیں۔ ان سے دور رہو ورنہ وہ تمہیں وحی و برہان کی سیدھی راہ سے دور لے جائیں گے۔ آیت کا مضمون یہی ہے اور واضح ہے۔

ایک سیدھی لکیر کھینچی

اس لحاظ سے بظاہر آیت میں مشہور فرقوں کا کوئی ذکر نہیں لیکن صاحب تفسیر مدارک لکھتے ہیں:

کہ نبی علیہ السلام نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور فرمایا یہ ہدایت کا راستہ اور صراط مستقیم ہے۔ اسی پر چلو۔ پھر اس سیدھی لکیر کے دونوں جانب چھ چھ لکیریں اِدھر اُدھر جانے والی کھینچیں۔ پھر فرمایا یہ متعدد راہیں ہیں اور ان میں سے ہر ایک پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔ لہٰذا ان راہوں سے دور رہو۔ پھر آپ ﷺ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

پھر ان بارہ (۱۲) میں سے ہر ایک چھ (۶) چھ (۶) راہیں بن جاتا ہے۔ اور مجموعہ ۷۲ ہو جاتا ہے۔ ہٰذا کلمہ دیگر کئی مفسرین نے بھی یہی لکھا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے لکیریں کھینچتے وقت اس آیت کی تلاوت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک راہ اور متعدد راہوں سے یہ مراد ہے کہ آپ ﷺ کی امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں سے بہتر (۷۲) ہلاک اور تباہ ہوں گے۔ اور ایک نجات پائے گا۔[1]

حدیث رسول اللہ درج ذیل حدیث مشہور سے بھی یہی واضح ہے۔

علامہ عبدالکریم شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۵۴۸ھ) نے یہ روایت نقل کی ہے۔

وَ اَخْبِرِ النَّبِیّ علیہ السلام سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّ سَبْعِیْنَ

1احکام القرآن، علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ، ص ۴۷۲

فِرقَةُ النَّاجِیَةُ مِنھَا وَاحِدَۃ وَ الْبَاقُوْنَ ھُلْکٰی۔ قِیْلَ وَ
مَنْ النَّاجِیَۃُ قَالَ اَھْلُ السُّنَۃِ وَ الْجَمَاعَۃَ قِیْلَ وَ مَنْ
السُّنَّۃَ وَالْجَمَاعَۃَ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ الْیَوم وَ اَصْحَابِیْ۔ [1]

ترجمہ: اور نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے کہ عنقریب میری امّت میں ۷۳ فرقے بنیں گے کہ ان میں سے ناجی ایک ہی ہو گا۔ اور باقی ہلاک ہوں گے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ نجات پانے والا فرقہ کون ہو گا۔ تو ارشاد فرمایا اہل السنت والجماعت۔ پھر دریافت کیا گیا کہ اہل السنت و الجماعت کون ہیں؟ تو ارشاد فرمایا جو لوگ اس طریقہ پر ہوں گے جس پر آج میں اور میرے اصحاب ہیں۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

صِرَاطَ	الَّذِیْنَ	اَنْعَمْتَ	عَلَیْھِمْ ۵ۙ ۶
راستہ	ان لوگوں کا کہ	انعام کیا تونے	اُن پر

جن لوگوں پر انعام کیا گیا

سورۃ النساء میں اُن کی نشاندہی کر دی گئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ	لَھَدَیْنٰھُمْ	صِرَاطًا	مُّسْتَقِیْمًا ۶۸
اور	ہم انہیں ہدایت دیتے ہیں	سیدھے	راستہ کی

---

[1] الملل والنحل ج ۱، ص ۹

وَ مَنۡ	يُّطِعِ اللّٰهَ	وَ الرَّسُوۡلَ	فَاُولٰٓئِكَ	مَعَ
اور جو	اطاعت کرے اللہ کی	اور رسول کی	تو یہی لوگ	ساتھ

الَّذِيۡنَ	اَنۡعَمَ اللّٰهُ	عَلَيۡهِمۡ	مِّنَ النَّبِيّٖنَ
ان لوگوں کے ہوں گے کہ	انعام کیا اللہ نے	ان پر	یعنی انبیاء علیہم السلام

وَ	الصِّدِّيۡقِيۡنَ	وَ الشُّهَدَآءِ	وَ الصّٰلِحِيۡنَ	وَ
اور	صدیقین	اور شہداء	اور صالحین	اور

حَسُنَ	اُولٰٓئِكَ	رَفِيۡقًا ؕ۶۹
اچھے ہیں	یہ لوگ	ساتھی

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت حافظ

انعام یافتہ لوگ:

(۱) النّبیّن (۲) الصّدیقین (۳) الشّھداء (۴) الصّالحین

قرآن مجید میں ہدایت یافتہ لوگوں کو جن کی رفاقت نصیب ہو گی ان میں پہلے درجہ میں انبیاء کرام ہیں اور حضور ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱) النّبیین

پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب

مَا كَانَ	مُحَمَّدٌ	اَبَآ اَحَدٍ	مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ
نہیں ہیں	محمد ﷺ	باپ کسی کے	تمہارے مردوں میں سے

وَلٰكِنْ	رَّسُوْلَ اللّٰهِ	وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ
اور لیکن	اللہ کے رسول	اور سب نبیوں پر مہر (آخری نبی) ہیں

وَكَانَ	اللّٰهُ	بِكُلِّ شَیْءٍ	عَلِيْمًا ۝۴۰
اور ہے	اللہ	ہر شے کا	جاننے والا

آیت مَعیّت

سورت فتح کی آیت معیّت یعنی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ سے حضرات خلفائے راشدین خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا خلیفہ برحق ہونا اور محبوبِ پروردگار ہونا ثابت ہوتا ہے۔ انعام یافتہ شخصیتوں میں سب سے اوّل انبیاء کرام بتائے گئے ہیں، پھر ان کی معیّت میں دوسرے درجہ میں مقامِ صدیقیّت بتایا گیا ہے چناں چہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دنیا میں ہی نصیب ہو گئی تو سب کو مقام صدیقیت نصیب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ	اللّٰهِ	وَالَّذِيْنَ	مَعَهٗۤ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول	اللہ کے ہیں۔	اور جو لوگ کہ	ساتھ اس کے ہیں

خادم اہلسنت عبدالحمید

اَشِدَّآءُ	عَلَى	الْكُفَّارِ	رُحَمَآءُ	بَيْنَهُمْ
سخت ہیں	اوپر	کفار کے	رحمدل ہیں	درمیان اپنے

تَرٰىهُمْ	رُكَّعًا	سُجَّدًا
دیکھتا ہے تو ان کو	رکوع کرنے والے	سجدہ کرنے والے

يَّبْتَغُوْنَ	فَضْلًا	مِّنَ اللّٰهِ	وَ	رِضْوَانًا
چاہتے ہیں وہ	فضل	اللہ کا	اور	رضامندی اس کی

سِيْمَاهُمْ	فِيْ وُجُوْهِهِمْ	مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ	ذٰلِكَ
نشانی ان کی	ان کے چہروں پر ہے	سجدے کے اثر سے	یہی

مَثَلُهُمْ	فِي التَّوْرٰىةِ	وَ	مَثَلُهُمْ	فِي الْاِنْجِيْلِ
ان کی صفت ہے	تورات میں	اور	ان کی صفت	انجیل میں

كَزَرْعٍ	اَخْرَجَ	شَطْـَٔهٗ	فَاٰزَرَهٗ
جیسے کھیتی	کہ نکالے	اپنی سوئی	پھر مضبوط کرے اس کو

فَاسْتَغْلَظَ	فَاسْتَوٰى	عَلٰى سُوْقِهٖ
پھر وہ موٹی ہو جائے	پھر کھڑی ہو جائے	اپنی جگہ پر

يُعْجِبُ	الزُّرَّاعَ	لِيَغِيْظَ
خوش کرنے لگے	کھیتی کرنے والوں کو	تا کہ غصہ میں لائے

بِهِمُ	الْكُفَّارَ	وَعَدَ	اللّٰهُ
اللہ بسبب اُن مسلمانوں کے	کافروں کو	وعدہ کیا ہے	اللہ نے

الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَ	عَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ
ان لوگوں سے	کہ جو ایمان لائے	اور	کام کیے	اچھے

مِنْهُمْ	مَّغْفِرَةً	وَّ	اَجْرًا	عَظِيْمًا○
ان میں سے	بخشش کا	اور	ثواب	بڑے کا

جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت

یہ آیت قرآن مجید کی اس صفائی و صراحت کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب بیان کر رہی ہے کہ جس کا قرآن مجید پر ایمان ہو، جو قرآن کو کلامِ خدا جانتا ہو، اس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت و فضیلت میں ذرہ برابر شک نہیں ہو سکتا۔ اور یقیناً اس آیت کے سننے کے بعد ان کے تقدس کا انکار کرنے کو وہ بدترین کفر سمجھے گا۔[1]

انعام یافتہ لوگ، انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد انبیاء پر ایمان لانے والے:

(۱) الصّدیقین (۲) الشھداء

وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	بِاللّٰهِ	وَرُسُلِهٖٓ
اور جو لوگ کہ	ایمان لائے	اللہ پر	اور اس کے رسول ﷺ پر

1 تفسیر مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ، تحفہ خلافت ص ۵۰۹

أُولٰٓئِكَ	هُمُ	الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ	وَ	الشُّهَدَآءُ	عِنْدَ
یہی لوگ ہیں	وہ	سچے	اور	شہداء	نزدیک

رَبِّهِمْ ؕ	لَهُمْ	اَجْرُهُمْ	وَ	نُوْرُهُمْ ؕ[1]
ان کے رب کے	ان کے لیے	ثواب ان کا	اور	نور ان کا

مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم اور انصار رضی اللہ عنہم آپس میں دوست ہیں۔

غیر مہاجر صحابہ رضی اللہ عنہم پر مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کی نصرت لازم ہے۔[2]

اِنَّ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَ	هَاجَرُوْا
بے شک	جو لوگ	ایمان لائے	اور	ہجرت کی

وَ	جٰهَدُوْا	بِاَمْوَالِهِمْ	وَاَنْفُسِهِمْ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اور	جہاد کیا	اپنے مالوں میں سے	اور جانوں سے	اللہ کے راستہ میں

وَالَّذِيْنَ	اٰوَوْا	وَّنَصَرُوْٓا	اُولٰٓئِكَ
اور وہ لوگ	کہ جنہوں نے جگہ دی	اور مدد کی	یہ لوگ

بَعْضُهُمْ	اَوْلِيَآءُ	بَعْضٍ ؕ	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
بعض ان کا	دوست ہے	بعض کا	اور جو لوگ کہ	ایمان لائے

[1] پ ۲۷ سورۃ حدید آیت ۱۹

[2] سورت انفال آخری رکوع پارہ ۱۰

وَ	لَمۡ	يُهَاجِرُوۡا	مَا لَكُمۡ	مِّنۡ وَّلَايَتِهِمۡ
اور	نہیں	ہجرت کی	نہیں ہے تم کو	ان کی رِفاقت سے

مِّنۡ	شَيۡءٍ	حَتّٰى	يُهَاجِرُوۡا ۚ	وَاِنِ
کچھ	کام	جب تک کہ	ہجرت نہ کریں	اور اگر

اسۡتَنۡصَرُوۡكُمۡ	فِى الدِّيۡنِ	فَعَلَيۡكُمُ	النَّصۡرُ
مدد مانگیں وہ تم سے	دین کے بارے میں	تو لازم ہے تم پر	مدد کرنا

اِلَّا	عَلٰى قَوۡمٍۢ بَيۡنَكُمۡ	وَبَيۡنَهُمۡ	مِّيۡثَاقٌ
مگر	اس قوم کے مقابلہ میں نہیں کہ تم میں	اور ان میں	عہد ہو

وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ۝۷۲	وَالَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡا
اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو، دیکھ رہا ہے۔	اور جو لوگ	کافر ہیں

بَعۡضُهُمۡ	اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ ؕ	اِلَّا تَفۡعَلُوۡهُ
بعض ان کے	دوست ہیں بعض کے	اگر تم ایسا نہ کرو گے

تَكُنۡ فِتۡنَةٌ	فِى الۡاَرۡضِ	وَفَسَادٌ كَبِيۡرٌ ۝۷۳ ؕ
تو ہو جائے گا فتنہ	زمین میں	اور فساد بڑا

مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم اور انصار رضی اللہ عنہم سچے مومن ہیں اور جو ان کی معیت میں آئیں، وہ بھی ان کے ساتھ ہیں۔

وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَهَاجَرُوْا	وَجٰهَدُوْا
اور جو لوگ	ایمان لائے	اور وطن چھوڑا	اور جہاد کیا

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَالَّذِيْنَ	اٰوَوْا	وَّنَصَرُوْٓا
اللہ کی راہ میں	اور وہ لوگ	کہ جنہوں نے جگہ دی	اور مدد کی

اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْمُؤْمِنُوْنَ	حَقًّا
یہی لوگ	وہ سب	مومن ہیں	سچے

لَهُمْ	مَّغْفِرَةٌ	وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۷۴
ان کے لیے	بخشش	اور عزت کی روزی ہے۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مِنْۢ بَعْدُ	وَهَاجَرُوْا
اور جو لوگ کہ	ایمان لائے	بعد (کے زمانہ میں)	اور وطن چھوڑا

وَجٰهَدُوْا	مَعَكُمْ	فَاُولٰٓئِكَ	مِنْكُمْ
اوجہاد کیا	ساتھ تمہارے	تو یہ لوگ	تم میں شمار ہوں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب الصادقین ہیں۔ اور الصّٰدقین کو بشارت

قَالَ	اللّٰهُ	هٰذَا	يَوْمُ	يَنْفَعُ
فرمائے گا	اللہ	یہ	وہ دن ہے	نفع دے گا

الصّٰدِقِيْنَ	صِدْقُهُمْ	لَهُمْ	جَنّٰتٌ
سچوں کو	سچ ان کا	ان کے لیے	بہشتیں ہیں

تَجۡرِیۡ	مِنۡ تَحۡتِهَا	الۡاَنۡهٰرُ	خٰلِدِیۡنَ
بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں	ہمیشہ رہیں گے

فِیۡهَاۤ	اَبَدًا ؕ	رَضِیَ	اللّٰهُ	عَنۡهُمۡ	وَ
ان میں	ہمیشہ	راضی اور خوش ہو گا	اللہ تعالیٰ	ان سے	اور

رَضُوۡا عَنۡهُ ؕ	ذٰلِكَ	الۡفَوۡزُ	الۡعَظِیۡمُ ○[1]
راضی اور خوش ہوں گے وہ اس سے	یہی	کامیابی ہے	بڑی

مخلوق میں سب سے اچھے لوگ

جن سے اللہ راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ ان کے لیے باغات ہیں جن میں ہمیشہ رہیں گے۔[2]

اِنَّ	الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡا	وَ	عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ
یقیناً	جو لوگ	ایمان لے آئے	اور	اچھے عمل کیے

اُولٰٓئِكَ	هُمۡ	خَیۡرُ الۡبَرِیَّةِ ؕ○
یہی لوگ ہیں	جو	بہتر خلق کے ہیں

جَزَآؤُهُمۡ	عِنۡدَ رَبِّهِمۡ	جَنّٰتُ عَدۡنٍ
ان کا صلہ	ان کے رب کے پاس ہے	باغ ہیں سدا بہار

---

[1] سورت مائدہ مدنی آیت ۱۱۹

[2] پ ۳۰ سورۃ البینہ آیت ۷ تا ۸

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِیْنَ فِیْهَا	اَبَدًا ؕ
جن کے نیچے بہتی رہتی ہیں نہریں	وہ لوگ رہیں گے جنت میں	ہمیشہ ہمیشہ

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ	وَرَضُوْا عَنْهُ
راضی ہوا اللہ ان سے	اور وہ بھی راضی ہوئے اللہ سے

ذٰلِكَ	لِمَنْ	خَشِیَ	رَبَّهٗ ۝
یہ	اس کے لیے ہے	جو ڈرتا ہے	اپنے رب سے

مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع کرنے والوں کو رضا اور جنت کی بشارت

وَ	السّٰبِقُوْنَ	الْاَوَّلُوْنَ	مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ
اور	آگے بڑھ جانے والے	پہلے	مہاجرین میں سے

وَ	الْاَنْصَارِ	وَالَّذِیْنَ	اتَّبَعُوْهُمْ	بِاِحْسَانٍ ۙ
اور	انصار	اور جن لوگوں نے	ان کی اتباع کی	نیکی کے ساتھ

رَّضِیَ	اللّٰهُ	عَنْهُمْ	وَ	رَضُوْا	عَنْهُ
راضی ہوا	اللہ	ان سے	اور	وہ راضی ہوئے	اللہ سے

وَ	اَعَدَّ لَهُمْ	جَنّٰتٍ	تَجْرِیْ	تَحْتَهَا
اور	تیار کیں ان کے لیے	بہشتیں	جاری ہیں	ان کے نیچے

الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَآ	اَبَدًا ؕ
نہریں	سدا رہیں گے	اس میں	ہمیشہ

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۰۰
یہی بڑی کامیابی ہے

(پ ۱۱، سورۃ التوبہ آیت ۱۰۰)

فضیلت مہاجرین وانصار واتباع شان

ترجمہ آیت ۱۰۰ سورہ التوبہ

اور جو مہاجرین رضی اللہ عنہم اور انصار رضی اللہ عنہم سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا۔ اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیّا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔ (ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

خلاصہ تفسیر آیت ۱۰۰ سورہ التوبہ

اور جو مہاجرین رضی اللہ عنہم اور انصار رضی اللہ عنہم (ایمان لانے میں سب امت سے) سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ (ایمان لانے میں) ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا (کہ ان کا ایمان مقبول فرمایا جس پر جزا ملے گی) اور وہ سب اس (اللہ) سے راضی ہوئے (کہ اطاعت اختیار کی جس کی جزاء سے یہ رضا اور زائد ہو

گی) اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ (اور) یہ بڑی کامیابی ہے۔ (تفسیر بیان القرآن مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

فائدہ سابقون اوّلوں میں سب مہاجرین رضی اللہ عنہم اور انصار رضی اللہ عنہم آ گئے اور اَلَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ میں بقیہ مؤمنین جن میں اوّل درجہ تو ان کا ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ گو مہاجر و انصار رضی اللہ عنہم نہیں کیوں کہ اخیر میں ہجرت فرض نہ رہی تھی۔

دوسرا درجہ تابعین بالمعنیٰ الاصطلاحی کا ہے۔ پھر غیر صحابہ رضی اللہ عنہم و غیر تابعین کا (یعنی جن کو صحابی بننے یا صحابی کی زیارت کا شرف نصیب نہیں ہوا)۔

پھر خود اس اخیر درجہ میں بھی تفاوت ہے کہ
تبع تابعین افضل ہیں اوروں سے مقدم ہیں۔

جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم میں مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔

اور اوّلیت کا موجب فضل ہونا معاصرین سے تو اس لیے کہ معاصرین باوجود قدرت کے متأخر رہے۔

اور غیر معاصرین اس لیے کہ وہ حضرات بانی اور منادی ہو کر مصداق مَنۡ سَنَّ سنة حَسَنَةً وَ الدَّالَ عَلَى الۡخَيۡرِ كَفَاعَلَه کے ہوئے۔ گو

یہ غیر معاصرین زمانہ متقدمہ میں بوجہ موجود نہ ہونے ایمان پر قادر نہ تھے۔ اور جیسا جیسا تفاوت مراتب میں مذکورہ میں ہو گا ویسا ہی مراتب جزاء میں ہو گا مثل رضوان وجنت سابقین کے لیے اوروں سے اعلیٰ واسنیٰ ہو گی۔ وَ عَلٰی هٰذَا الْقِیَاسُ۔ اور سابقون میں قید احسان کی اس لیے نہیں ذکر فرمائی کہ ان کا مہاجر اور ناصر ہونا کافی دلیل ہے وجودِ احسان کی۔[1]

اہل السنت والجماعت کا عقیدہ

مُنْعَمُ عَلَیْهِمْ اَنْبِیَاء، صِدِّیْقِیْن، شُهَدَاء وصَالِحِیْن ہیں۔ صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْم کے بعد صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِم کے ارشاد میں صراط کے تکرار میں اس طرف اشارہ ہے کہ صراط دراصل دو ہیں:

(۱) عبد سے رب کی طرف

(۲) رَبّ سے عبد کی طرف

راستہ عبد سے رب کی طرف

وہ رستہ جو عبد سے رب کی طرف ہے وہ خطرناک ہے کہ بہت سے قافلے اسی میں کٹ گئے اور بہت راہ گیر اس میں رہ گئے اور منادی عزّت، اہلِ عزّت کو ندا دیتا ہے کہ اس راہ کی طلب مردود اور راہ مسدود ہے۔ کیوں کہ اس راستے پر جانے والے پر ڈاکہ زنی ہوتی ہے۔ چناں چہ

---

1 تفسیر بیان القرآن مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ج ۱، ص ۴۱۵

شیطان کا قول ہے

قَالَ فَبِمَآ اَغۡوَیۡتَنِیۡ لَاَقۡعُدَنَّ لَهُمۡ صِرَاطَكَ الۡمُسۡتَقِيۡمَۙ○ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَ مِنۡ خَلۡفِهِمۡ وَ عَنۡ اَيۡمَانِهِمۡ وَ عَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ‌ؕ وَ لَا تَجِدُ اَكۡثَرَهُمۡ شٰكِرِيۡنَ○ (سورہ اعراف آیت ۱۶،۱۷)

وہ کہنے لگا کہ سبب اس کے کہ آپ نے مجھ کو گمراہ کیا ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لیے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا۔ پھر اُن پر حملہ کروں گا۔ اُن کے آگے سے بھی اور اُن کے پیچھے سے بھی اور اُن کے داہنے جانب سے بھی اور اُن کے بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں سے اکثروں کو احسان ماننے والا نہ پائیں گے۔

راستہ رَب سے عَبۡد تک

لیکن وہ راہ جو رَبّ سے عبد کی طرف ہے، پُر امن ہے اس راہ پر چلنے والے سلامت جاتے ہیں۔ اور ان کی منزلیں نعمتوں سے پُر ہیں۔ اس راہ پر چلنے والوں کو آسانی میسر ہوتی ہے۔ ان کے قائدین انبیاء و صدیقین اور شہداء و صالحین ہیں۔ یہ وہ قائدین ہیں جن کے قلوب اللہ تعالیٰ کے انوار سے پُر اسرار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فیوضات و تجلیات کی بارش کے مورد ہیں۔ شیطان کے مکر و فریب و عیاریوں سے انہیں معصوم و محفوظ و مامون فرما دیا گیا ہے۔

فائدہ نعمتیں ظاہری ہیں یا باطنی۔ جیسے انبیاء علیہم السلام کو مع کتابوں کے بھیجنا اور ان کی دعوت کو قبول کرنے کی توفیق بخشنا۔ اور اتباعِ سُنّت و اجتنابِ بدعت اور پھر نفس کو اَوَامِر و نَوَاہِیْ کا پابند کر دینا اور صدق پر ثابت قدمی عنایت فرمانا اور عبودیت کا لزوم عطا فرمانا وغیرہ۔

آیت ۷

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷

"نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا۔ اور نہ اُن لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے۔"

یہ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے بدل ہے۔ معنیٰ یہ ہوئے کہ مُنْعَمْ عَلَيْهِمْ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے غضب سے بچ گئے اور گمراہی سے بچ گئے۔ کیوں کہ مُنْعَمْ عَلَيْهِمْ وہ لوگ ہیں جو جامع بَيْنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ ہیں۔

اب ان کی نقیض وہ لوگ ہیں جو ان دو قوتوں عاقلہ و عاملہ میں سے کسی ایک میں ناقص ہوں۔ پس عمل سے ناقص مَغْضُوْب عَلَيْه ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ قائل بالعمل کے متعلق فرماتا ہے

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ (سورہ یونس آیت ۳۲)

"تو حق کے بعد گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔"

فائدہ راہ ہدایت کے چھوڑنے کی دو وجہ ہوا کرتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ

اس کی پوری تحقیقات نہ کرے۔ ضَآلِیْن سے مراد ایسے لوگ ہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ باوجود تحقیقات کے اس پر عمل نہ کرے مَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ سے مراد ایسے لوگ ہیں۔ (کیوں کہ اچھی طرح جان بُوجھ کر خلاف کرنے میں ناراضی ہوا کرتی ہے) (تفسیر بیان القرآن للتھانوی رحمہ اللہ ص ۲)

(۲) غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّین۔

جن پر نہ تیرا غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔ (ترجمہ شیخ الہند رحمہ اللہ ص ۲)

فائدہ **غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ ... الخ اَلَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ ...** کا بدل ہے یا اس کی صفت ہے اس لیے اس کے مناسب ترجمہ کیا گیا ہے۔ بعض تراجم دہلویہ میں جو اس کا ترجمہ کیا ہے، خلاف ترکیب و خلافِ مقصود ہے۔[1]

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۲) **حدیث** حضور ﷺ نے ایک طویل حدیث میں فرمایا: میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، ان میں سے ایک فرقہ نجات پانے والا ہو گا اور باقی ہلاک ہونے والے ہیں یا آپ ﷺ نے فرمایا:

"ایک کے سوا سب دوزخ میں جائیں گے۔"

چوں کہ حدیث میں نبی ﷺ نے ایک سیدھی لکیر کھینچ کر فرمایا کہ یہ ہدایت کا راستہ اور صراط مستقیم ہے اس پر چلو اور پھر اس سیدھی لکیر کے دونوں جانب چھ چھ لکیریں کھینچیں پھر فرمایا یہ متعدد راہیں ہیں اور ان

---

1 تفسیر عثمان از علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ

میں سے ہر ایک پر ایک ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔ لٰہذا ان راہوں سے دور رہو۔

ہلاک ہونے والے فرقوں کا بیان

حدیث رسول ﷺ میں کی گئی پیشگوئی کے مطابق ۷۳ فرقوں میں نجات پانے والے فرقہ کا نام خود آں حضرت ﷺ نے اہل السنت و الجماعت ارشاد فرمایا۔ جو کہ سنتِ رسول ﷺ اور جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہ کے پیرو ہوں گے۔ اور اسی فرقہ کو صراطِ مستقیم پر چلنے والا قرار دیا۔

گمراہ فرقے

دراصل چھ ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی بارہ شاخیں ہیں اس طرح مجموعہ بہتر ہے۔

(۱) روافض۔ اس کی ۱۲ شاخیں مثلاً شیعہ، امامیہ زیدیہ

(۲) خوارج۔ اس کی ۱۲ شاخیں مثلاً معتزلہ

(۳) جبریہ۔ اس کی ۱۲ شاخیں

(۴) قدریہ۔ اس کی ۱۲ شاخیں

(۵) جہنیہ۔ اس کی ۱۲ شاخیں

(۶) مُرجیۂ۔ اس کی ۱۲ شاخیں

اور حدیث کی روشنی میں بعض کے نزدیک اصولی بارہ فرقے ہیں اور

عبدالوحید خادم اہلسنّت

ان میں سے ہر ایک کی چھ چھ شاخیں ہیں، کئی مفسرین کے کلام سے اس طرف اشارہ ملتا ہے۔ مزید چھ یہ ہیں:

(اس طرح دوزخی اصل بارہ ہیں، جن کی چھ چھ شاخیں ہیں۔ اس طرح ۷۲ ہوئے)

(۷)معتزلہ (۸)شیعہ (۹)مشبہ

(۱۰)بخاریہ (۱۱)ضراریہ (۱۲)کلابیہ

یہ ۷۲ فرقوں کے اصل بنیادی فرقوں کے نام ہیں۔ ان سب کے عقائد باطل اور مذاہب فاسد ہیں۔

مذکورہ مذاہب باطلہ کے بنیادی عقائد فاسدہ

(۱)روافض

(۱) یہ حضرت علیؓ اور حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ، حضرت مقدادؓ، حضرت سلیمان فارسیؓ، عمار بن یاسرؓ اور دو اور آدمیوں کے سوا باقی صحابہؓ کو نعوذ باللہ ملعون سمجھتے ہیں۔ اور ان پر لعنت کرتے ہیں۔

(۲)حضرت فاطمہؓ کو حضرت عائشہؓ پر فضیلت دیتے ہیں۔

(۳)حضرت علی المرتضیٰؓ کو خلیفہ بلا فصل قرار دیتے ہوئے، کلمہ میں توحید ورسالت کے ساتھ امامت کو اصول میں قرار دے کر، پہلے

تینوں خلفاء کے خلاف تبراء کرتے ہیں۔

(۴) روافض (۱) نماز باجماعت (۲) اقامت (۳) مسح علی الخفین (۴) تراویح (۵) نماز میں دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر رکھنا (۶) جلدی روزہ کھولنا (۷) نماز مغرب جلدی پڑھنا، ان میں سے کسی کو سُنّت نہیں سمجھتے۔

(۵) یکبارگی ایک لفظ سے دی ہوئی تین طلاقوں کے واقع ہونے کو تین طلاقیں نہیں سمجھتے جب تک کہ علیحدہ علیحدہ تین طلاقیں نہ دے وغیرہ، یہ روافض کے عقائد ہیں۔

رافضی کی وجہ تسمیہ

یہ ہے کہ انہوں نے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ دیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو نہیں مانا بعض لوگوں نے رافضی کی وجہ تسمیہ یہ بتائی ہے کہ جب زید بن علی رضی اللہ عنہ (حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے لڑکے) نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مودّت کا اظہار کیا اور دونوں بزرگوں کی دوستی کا اعتراف کیا تو ان لوگوں نے حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ دیا حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

ان لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا، اس لیے ان کو "رافضی" کہا جانے لگا۔

رافضیوں کے تمام گروہ اور فرقے اس امر پر متفق ہیں کہ خلافت کا

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

ثبوت عقلی ہے اور (اجماعی نہیں) نص کی محتاج ہے۔ تمام امام ہر غلطی، نسیان اور خطاء سے معصوم ہیں۔ مفضول کی امامت افضل کے ہوتے ہوئے جائز نہیں۔ تمام رافضی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل جانتے ہیں۔ اور حضور ﷺ کے بعد آپ کی خلافت کو منصوص کہتے ہیں۔ اور حضور ﷺ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو بلافصل کہتے ہیں۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے تبرا کرتے ہیں۔ صرف زیدیہ اس حکم سے مستثنٰی ہیں، وہ اس بات کے مخالف ہیں۔ رافضی اس بات پر بھی متفق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت ترک کرنے کی وجہ سے (رسول اللہ ﷺ کے بعد) سوائے چھ آدمیوں کے تمام صحابی رضی اللہ عنہم مرتد ہوگئے (نعوذ باللہ)

رافضی کہتے ہیں کہ تقیہ کی حالت میں امام کہہ سکتا ہے کہ میں امام نہیں ہوں۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ کسی چیز کے موجود ہونے سے پہلے اللہ کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ (نعوذ باللہ)

روز حساب سے پہلے مردے دنیا میں دوبارہ لوٹ کر آئیں گے، رافضیوں میں غالیہ فرقہ تو حساب اور حشر کا بھی منکر ہے۔ رافضیوں کا یہ بھی خیال ہے کہ امام ہر گذشتہ اور آئندہ چیز کو جانتا ہے۔ خواہ وہ کوئی دنیوی چیز ہو یا دینی۔ یہاں تک کہ کنکریوں، بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں کی تعداد سے واقف ہوتا ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

انبیاء علیہ السلام کی طرح ائمہ کے ہاتھوں سے بھی معجزات ظاہر ہوتے ہیں۔
بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جن لوگوں نے جنگ کی وہ کافر ہو گئے۔

رافضیوں کے ایک گروہ غالیہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

رافضیوں کے ایک گروہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نبی ہیں، جبریل نے وحی پہنچانے میں غلطی کی۔ (نعوذ باللہ)

ایک اور گروہ اس بات کا بھی مدعی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ، الٰہ تھے۔ (نعوذ باللہ)

ان رافضیوں میں سے ایک گروہ غالیہ کی ایک شاخ بنانیہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ کی شکل انسان کی طرح ہے۔ (نعوذ باللہ)

یہ جھوٹے ہیں اللہ اس تشبیہ سے پاک ہے۔ اس نے خود فرمایا ہے

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (سورۃ الشوریٰ آیت ۱۱)

"کوئی چیز اس کی مثل نہیں"

رافضیوں کی شاخ غالیہ کی شاخ طیاریہ، تناسخ کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ آدم کی روح، اللہ کی روح تھی جو آدم کے اندر داخل ہو گئی تھی۔ (نعوذ باللہ)[1]

ظاہر ہے کہ ان عقائد فاسدہ اور اقوالِ باطلیہ سے بہت سی آیات،

---

[1] غنیۃ الطالبین از شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

احادیث اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رضی اللہ عنہم کا انکار لازم آتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل السنت والجماعت کے عقیدہ پر ثابت قدم رکھے۔ اور بدعات و گمراہی سے ہمیں محفوظ رکھے۔ ان شاء اللہ حتی الوسع و الامکان ان میں سے ہر ایک گروہ کی ہم قرآن پاک سے تردید کریں گے۔ (تفسیر احکام القرآن علامہ جیون ص ۴۷۶)

فرقہ ناجیہ (نجات پانے والا جنتی فرقہ)

چوں کہ (صراط مستقیم کے تحت) تذکرہ اسلامی فرقوں اور ان کی نجات اور ہلاکت کا آگیا۔ لہٰذا اسی آیت کے تحت ذی علم و ذی شعور بھائیوں کے تذکرہ و تبصرہ کے لیے ان فرقوں میں سے بعض کے نام اور عقائد و اقوال ذکر کر دیے۔

اگرچہ فرقہ ناجیہ کی علامات کا اجمالی تذکرہ پہلے کر دیا گیا ہے۔ مزید تفصیل ان شاء اللہ آگے ذکر کریں گے۔ سچی اور تحقیقی بات یہی ہے کہ فرقہ ناجیہ وہی ہے جو اہل السنت والجماعت کے طریق پر ہو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور سلف صالحین رضی اللہ عنہم کی پیروی کرتا ہو۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرقہ ناجیہ وہ ہے جو درج ذیل دس خصائل کا حامل ہو۔

(۱) تفضیل الشیخین۔ یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو باقی امت

سے افضل جانے۔

(۲)توقیر الختنین۔ حضرت عثمان ؓ اور حضرت علی ؓ کا ادب و احترام کرے۔

(۳)تعظیم القبلتین۔ بیت اللہ اور بیت المقدس دونوں کی تعظیم کرے۔

(۴)والصلوٰۃ علی الجنازتین۔ نیک و بد مسلم دونوں کی نماز جنازہ پڑھے۔

(۵)والصلوٰۃ خلف الامامین۔ صالح و فاسق دونوں اماموں کے پیچھے نماز پڑھے۔

(۶)ترک الخروج علی الامامین۔ نیک و بد دونوں طرح کے حکام کے خلاف بغاوت نہ کرے۔

(۷)والمسح علی الخفین۔ سفر و حضر میں موزوں پر مسح کا قائل ہو۔

(۸)القول بالتقدیرین۔ اچھی اور بری تقدیر کو من جانب اللہ سمجھے۔

(۹)الامساک عن الشہادتین۔ عشرہ مبشرہ یا ایسے اصحاب ؓ کے علاوہ کسی کے متعلق بعینہٖ جنتی اور دوزخی ہونے کی شہادت نہ دے۔

(۱۰)اداء الفریضتین۔ نماز اور زکوٰۃ دونوں فرائض ادا کرے۔

اہل السنت و الجماعت کے بڑے بڑے مسائل یہی ہیں۔ ورنہ عذاب قبر کی حقانیت کا اعتقاد، رویۃ باری تعالیٰ کا اعتقاد وغیرہ کئی ایک مسائل اور بھی ہیں جو اہل السنت والجماعت کے ساتھ خاص ہیں۔ یا یہ کہ مذکورہ بالا دس صفات اہل السنت والجماعت کی شرائط ہیں۔ ان کے علاوہ

اور کئی ایک مسائل اگرچہ اہل السنت والجماعت کے ساتھ خاص ہیں۔ لیکن شرائط میں داخل نہیں۔[1]

مسائل السلوک سورہ فاتحہ

سالک۔ واقف۔ راجع

فوائد الفوائد میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالک وہ ہے جو راہ چلے۔ واقف وہ ہے جو بیچ میں اٹک جائے۔ پس جب سالک عبادت میں کوتاہی کرتا ہے، اگر جلدی سے توبہ اور استغفار کر کے بدستور پھر سرگرم ہو گیا تو پھر سالک بن جائے گا۔ اگر خدانخواستہ وہی غفلت رہی تو اندیشہ ہے کہ کہیں راجع یعنی واپس نہ ہو جائے۔

اس راہِ (سلوک) کی لغزش کے سات درجے ہیں۔

(۱) اعراض (۲) حجاب (۳) تفاصل (۴) سلب مزید (۵) سلب قدیم (۶) تسلی (۷) عداوت

اوّل اعراض ہوتا ہے اگر معذرت و توبہ نہ کی حجاب ہو گیا۔ اگر پھر بھی اصرار رہا تو تفاصل ہو گیا۔ اگر اب بھی استغفار نہ کیا تو عبادت میں جو ایک زائد کیفیت ذوق و شوق کی تھی وہ سلب ہو گئی، یہ سلب مزید ہے۔ اگر اب بھی اپنی بے ہودگی نہ چھوڑی تو جو راحت و حلاوت کہ زیادتی کے قبل اصل

---

1 تفسیر احکام القرآن علامہ احمد جیون ج ۱، ص ۴۷۳

عبادت میں تھی، وہ بھی سلب ہو گئی۔ اس کو سلب قدیم کہتے ہیں۔

اگر اس پر بھی توبہ میں تقصیر کی تو جدائی کو دل گوارا کرنے لگا، یہ تسلی ہے۔ اگر اب بھی وہی غفلت رہی تو محبت، مندل بعَداوت ہو گئی۔ (نعوذ باللہ منہا) (شریعت و طریقت للتھانوی رحمہ اللہ ص ۳۵۹)

مسائل سلوک

سالکین کا مقام اِیَّاكَ نَعْبُدُ پر تمام ہو جاتا ہے اس کے بعد اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ سے تمکین کا طالب ہوتا ہے۔ بیان اس کا یہ ہے کہ مرید کی ابتدائی حرکت حمد ہے۔

کیوں کہ جب سالک کا نفس مزکّی اور اس کا قلب مجلّی ہو جاتا ہے پھر اس میں انوار عنایت جو کہ مقام ولایت کا مؤجب ہے درخشاں ہوتے ہیں۔ تو یہ نفس مُزکّی طلب (مقصود) کے لیے خالص ہو جاتا ہے۔ پس اپنے اوپر انعاماتِ الٰہیہ کے آثار کو کامل اور اس کے الطاف کو غیر متناہی دیکھتا ہے۔ سو اس پر وہ حمد کرتا ہے۔ اور ذکر کو اختیار کرتا ہے۔ پس سرا پر دہائے عزت کے پیچھے سے اس کے لیے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کے معنیٰ کا حجاب مکشوف ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ ماسویٰ اللہ کو محلِ فناء میں اور اپنے آپ کو تربیت میں بقا دہندہ کا محتاج دیکھتا ہے۔[1]

1 تفسیر بیان القرآن۔ سورۃ فاتحہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

تفسیر سورۃ البقرہ

سورہ فاتحہ سے سورۃ البقرہ کا ربط

ربط سورہ فاتحہ سے اس سورۃ کا ربط یہ ہے کہ اُس میں راہِ ہدایت کی درخواست کی گئی تھی اور اِس میں اُس درخواست کی منظوری ہے کہ لو یہ کتاب ہدایت ہے، اس پر چلو۔

فضائل سورۂ بقرہ

(۱) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سورہ بقرہ قرآن کی کوہان ہے۔ اس کی بلندی ہے۔ اس کی ایک آیت کے ساتھ اسی (۸۰) اسّی (۸۰) فرشتے نازل ہوتے تھے۔ اور بالخصوص آیت الکرسی تو خاص عرش تلے سے نازل ہوئی اور اس سورت کے ساتھ ملائی گئی۔

سورہ یٰسٓ قرآن کا دل ہے جو شخص اسے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور آخرت طلبی کے لیے پڑھے، اُسے بخش دیا جاتا ہے۔اس سورت کو مرنے والوں کے سامنے پڑھا کرو۔ (مسند احمد۔ بحوالہ ابنِ کثیر)

یہ حدیث اسی طرح ابوداؤد، نسائی اور ابنِ ماجہ میں بھی ہے۔

(۲) حدیث میں ہے کہ:

اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ، جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے وہاں شیطان داخل نہیں ہو سکتا۔ (مسند احمد، صحیح مسلم، ترمذی، نسائی)

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح بتلایا ہے۔

(۳) ایک حدیث میں ہے کہ جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (ابنِ مردویہ، ابنِ کثیر)

(۴) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جو شخص سورہ بقرہ کی پہلی چار آیات اور آیت الکرسی اور دو آیتیں اس کے بعد کی اور تین آیتیں سب سے آخر کی، یہ جملہ دس آیتیں رات کے وقت پڑھ لے، اس کے گھر میں شیطان اس رات نہیں جا سکتا اور اسے اور اس کے گھر والوں کو اس دن شیطان یا کوئی اور بُری چیز ستا نہیں سکتی۔

یہ آیتیں مجنون پر پڑھی جائیں تو اس کا دیوانہ پن بھی دور ہو جاتا ہے۔ (ابنِ کثیر)

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس طرح ہر چیز کی بلندی ہوتی ہے، قرآن کی بلندی سورۂ بقرہ ہے۔ جو شخص رات کے وقت اپنے گھر میں پڑھے، تین راتوں تک شیطان اُس گھر میں نہیں جا سکتا۔ اور دن کو اگر گھر میں پڑھ لے تو تین دن تک شیطان اس گھر میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ (طبرانی، ابنِ حبان، ابنِ مردویہ، ابنِ کثیر)

آیاتھا ۲۸۶	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○	رکوعاتھا ۴۰

الٓمّٓ ○	ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ
الف۔لام۔میم	یہی وہ خاص کتاب ہے۔

لَا رَیۡبَ	فِیۡهِ	هُدًى
نہیں ہے کوئی شبہ	اس میں	راہ بتلاتی ہے

لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ○ ۲	الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ
اللہ سے ڈرنے والوں کو	جو ایمان لائے (یقین کرتے) ہیں

بِالۡغَیۡبِ	وَیُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ
بے دیکھی چیزوں پر	اور قائم رکھتے ہیں نماز کو

وَمِمَّا	رَزَقۡنٰهُمۡ	یُنۡفِقُوۡنَ ○ ۳
اور اس میں سے جو	دیا ہے ہم نے ان کو	خرچ کرتے ہیں۔

وَالَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ	بِمَآ اُنۡزِلَ
اور جو ایمان لاتے ہیں	اُس پر جو نازل ہوا

اِلَیۡكَ	وَمَآ	اُنۡزِلَ	مِنۡ قَبۡلِكَ
تیری طرف	اور اس پر جو	نازل ہوا	تجھ سے پہلے

وَبِالۡاٰخِرَۃِ	هُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ○ ۴
اور آخرت کو	وہ یقینی جانتے ہیں

اُولٰٓئِكَ	عَلٰی	هُدًی	مِّنْ رَّبِّهِمْ
یہ لوگ	اوپر	ہدایت کے ہیں	اپنے رب کی طرف سے

وَ اُولٰٓئِكَ	هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝۵
اور یہ لوگ	وہی ہیں چھٹکارا پانے والے

آیت ۱۔ حروف مقطعات

الٓمٓ۔ (۱)

تفسیر ان حروف کے معانی سے عام لوگوں کو اطلاع نہیں دی گئی۔ شاید رسول اللہ ﷺ کو بتلا دیے گئے ہوں۔ ہم کو اللہ و رسول ﷺ نے اہتمام کے ساتھ وہی باتیں بتلائی ہیں جن کے نہ جاننے سے کوئی حرج دین میں واقع ہوتا ہو۔ چوں کہ ان کے نہ جاننے سے کوئی حرج نہیں، اس لیے ہم کو بھی ایسے اُمور کی تفتیش نہ چاہیے۔[1]

آیت ۲ یہ کتاب ایسی ہے، جس میں کوئی شبہ نہیں۔ راہ (ہدایت) بتلانے والی ہے، تمہارے ڈرنے والوں کو۔ (۲)

آیت ۳ وہ اللہ سے ڈرنے والے لوگ ایسے ہیں کہ یقین لاتے ہیں چھپی ہوئی چیزوں پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو، اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اُن کو اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

---

[1] تلخیص بیان القرآن للتھانوی رحمہ اللہ

لغات القرآن

الٓمّٓ (۱)

(۱) حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ جو کہ تابعی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ الٓمّٓ اور حٰمٓ اور الٓمّٓصٓ اور صٓ، یہ سب سورتوں کی ابتدا ہے، جس سے یہ سورتیں شروع ہوتی ہیں۔ انہیں سے یہ بھی منقول ہے کہ الٓمّٓ قرآن کے ناموں میں سے ایک نام ہے (تفسیر ابنِ کثیر)

(۲) حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ، سالم رحمۃ اللہ علیہ بن عبداللہ، اسمٰعیل ابنِ عبدالرحمٰن سدی کبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ (تفسیر ابنِ کثیر)

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ الٓمّٓ اللہ تعالیٰ کا بڑا نام ہے۔ اور روایت میں ہے کہ حٰمٓ، طٰسٓ اور الٓمّٓ یہ سب اللہ تعالیٰ کے بڑے نام ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ دونوں سے یہ مروی ہے۔ (ابنِ کثیر)

(۴) ابنِ عباس رضی اللہ عنہ جو کہ اسلاف میں علم قرآن کی وجہ سے مشہور ہیں، الٓمّٓ کے معنیٰ اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ یعنی "میں اللہ بہت جاننے والا ہوں" کرتے ہیں۔ (تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ)

(۵) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بھی بعض مقطعات کی تشریح منقول ہے۔ انہوں نے الٓمّٓ کے معنیٰ کیے ہیں انا اللّٰہ المجید

یعنی ”میں اللہ ہوں بہت بزرگی والا“

(٦) بعض ان کی تشریح حروف معجم جمل کے حساب سے کرتے ہیں۔

جمل کے حساب سے حروف تہجی کے مندرجہ ذیل اعداد ہیں۔

ا	ب	ج	د	ھ	و	ز	ح	ط	ی
١	٢	٣	٤	٥	٦	٧	٨	٩	١٠
ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	ق	
٢٠	٣٠	٤٠	٥٠	٦٠	٧٠	٨٠	٩٠	١٠٠	
ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ	
٢٠٠	٣٠٠	٤٠٠	٥٠٠	٦٠٠	٧٠٠	٨٠٠	٩٠٠	١٠٠٠	

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ان کا کہنا ہے کہ یہ اسلامی تاریخی مشہور واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ)

آیت ٢۔ کتابِ ہدایت

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝٢

یہی ہے وہ کتابِ موعود جو ہر نقص سے پاک ہے، یہ ہدایت ہے متقیوں کے لیے۔

لغات القرآن

ذٰلِكَ اسم اشارہ بعید غائب واحد مذکر ہے۔ اس کے معنٰی ہیں ”وہ“۔

اس کی تثنیہ ذٰنِكَ یاذَیْنِكَ یاذَانَكَ ہے اور جمع اُولٰئِكَ مؤنث واحد تِلْكَ
تثنیہ تانك یاتَآنِّكَ اور جمع اُولٰئِكَ ہے۔ اس کا استعمال بطور اشارہ قریب
حاضر کے بھی اکثر ہوتا ہے۔ چناں چہ کہتے ہیں

اِذَا کَانَ ذٰلِكَ کَذٰلِكَ...

اگر یہ بات اس طرح ہوگی

قرآن مجید میں یہ کئی جگہ اشارہ قریب کے معنوں میں استعمال ہوا
ہے۔ مثلاً ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ (۳۔۴۵)

(۲) تِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰهَآ اِبْرٰهِیْمَ (۶۔۸۴)

(۳) تِلْكَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ (۲۷۔۲)

(۴) تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ (۴۵۔۷)

(۵) ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ (۶۰۔۱۱)

امام فخر الدین رازی ؒ کہتے ہیں کہ ھذا اور ذلک میں اصل لفظ ذا
ہے جو کہ حرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (۲۔۲۴۶)

ھا توجہ دلانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

پس جب کوئی چیز قریب ہوتی ہے تو اس کو ھٰذا سے بیان کرتے ہیں۔
یعنی اے مخاطب۔ یہ مشارٌ الیہ چیز لیکن جب کوئی چیز دُور ہوتی ہے تو
مخاطب کو یہ بتلانے کے لیے کہ وہ چیز تجھ سے دور ہے۔ اسمِ اشارہ ذا کے

ساتھ کاف خطاب اور لام تاکید لگا دیتے ہیں۔ اور اس سے تاخیر کا مفہوم لے لیتے ہیں۔ پس اگرچہ عُرفِ عام میں ذٰلِكَ کو اشارہ بعید کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں، اس کے بنیادی معنوں میں یہ مفہوم نہیں پایا جاتا۔

جس طرح ھٰذا کا لفظ بعض دفعہ تنقیص کے لیے بولتے ہیں جیسے قرآن میں آیا ہے۔

اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِىْ هُوَ مُهِيْنٌ۔ (الزخرف آیت ۵۲)

ترجمہ: بلکہ میں افضل ہوں اس شخص سے جو کہ کم قدر ہے۔

اسی طرح ذٰلِک کا لفظ تعظیم اور تفخیم کے لیے بولتے ہیں۔

اَلْكِتٰبُ کے مندرجہ ذیل معانی ہوسکتے ہیں۔

ا۔ ال معہود ذہنی کے لیے ہے۔ یعنی یہ وہ کتاب ہے، جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ (یہ معنٰی روح البیان، نفسی، رازی، کشاف اور بیضاوی نے کیے ہیں)

ب۔ ال تخصیص کے لیے آیا ہے یعنی یہ ایسی جامع کامل کتاب ہے کہ جو کچھ کتاب کہلانے کا مستحق ہے وہ سب اس میں موجود ہے۔

گویا ال میں علاوہ دیگر مضامین کے یہ مضمون بھی آ گیا کہ یہ وہ مجموعہ صحائف ہے کہ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (سورہ بیّنہ آیت ۳)

جن میں سے درست مضامین لکھے ہوں۔

یہ معنیٰ کشاف میں ہیں۔

آیت ۳ متقین کی صفات

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳

تفسیر یہ جملہ متقین کی صفت مقیدہ ہے۔

ایمان تصدیق بالقلب کو کہتے ہیں اور ایمان بمعنیٰ امن دنیا۔ چوں کہ تصدیق کنندہ مصدّق (جس کی تصدیق کی جاتی ہے) کو امن دیتا ہے۔ یعنی اپنی تکذیب سے اسے امن والا بنا دیتا ہے۔ یا اس لیے کہ تصدیق کنندہ اس فعل سے اپنے آپ کو عذابِ الٰہی سے بچالیتا ہے۔ (اس لیے ایمان کو ایمان کہتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ کو (صفاتی ناموں میں) مومن اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اپنے فضل سے اپنے بندوں کو عذاب سے امان دینے والا ہے۔

(۲) شریعت میں ایمان تین چیزوں کا نام ہے۔

(۱) تصدیق بالجنان۔ (دل سے)

(۲) اقرار باللسان۔ (زبان سے)

(۳) عمل بالارکان۔ (اعضاء سے)

پس جس کے اعتقاد میں خلل ہے، وہ منافق ہے۔ اور جس کے اقرار میں نقص ہے، وہ کافر ہے۔ اور جس کے عمل میں کمی ہے، وہ ہمارے نزدیک بالاتفاق فاسق ہے۔

اسلام کیا ہے؟

ایمان و اسلام اور احسان کیا ہے؟ اور قیامت کب آئے گی؟

(۲) اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ یَحْیٰ بِنْ یَعْمُرٍ قَالَ بَیْنَا مَعَ صَاحِبٍ لِیْ بِمَدِیْنَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ بَصُرْنَا بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقُلْتُ لِصَاحِبِیْ هَلْ لَکَ اَنْ تَأْتِیَهِ فَنَسْأَلُهٗ عَنِ الْقَدْرِ قَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ دَعْنِیْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَنَا الَّذِیْ اَسْأَلُهٗ فَاِنِّیْ اَعْرَفُ بِهٖ مِنْکَ قَالَ فَانْتَهَیْنَا اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ فَقُلْتُ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّا نَتَقَلَّبُ فِیْ هٰذِهِ الْاَرْضِ فَرُبَّمَا قَدِمْنَا الْبَلْ©دَةَ بِهَا قَوْمٌ یَقُوْلُوْنَ لَا قَدْرَ فَبِمَا نَرُدُّ عَلَیْهِمْ قَالَ اَبْلِغْهُمْ فِیْ اَنِّیْ مِنْهُمْ بَرِیْءٌ وَ لَوْ اَنِّیْ وَجَدْتُ اَعْوَانًا لَجَاهَدْتُهُمْ ثُمَّ اَنْشَأَ یُحَدِّثُنَا قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ مَعَهٗ رَهْطٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ اِذْ اَقْبَلَ شَابٌّ جَمِیْلٌ اَبْیَضُ حَسَنُ اللِّمَّةِ طَیِّبُ الرِّیْحِ عَلَیْهِ ثِیَابٌ بِیْضٌ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ قَالَ فَرَدَّ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ رَدَدْنَا مَعَهٗ فَقَالَ اُدْنُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اُدْنُ فَدَنَا دُنُوَةً

اَوْ دُنُوْتَیْنِ ثُمَّ قَامَ مُوَقِّرًا لَهٗ ثُمَّ قَالَ اُدْنُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
فَقَالَ اُدْنُهْ فَدَنَا حَتّٰی اَلْصَقَ رُكْبَتَهٗ بِرُكْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ
اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلَاءِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ لِقَاءِهٖ
وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْقَدْرِ خَیْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ فَقَالَ
صَدَقْتَ قَالَ فَعَجِبْنَا مِنْ تَصْدِیْقِهٖ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ قَوْلِهٖ صَدَقْتَ كَاَنَّهٗ یَعْلَمُ قَالَ
فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ شَرَاءِعِ الْاِسْلَامِ مَا هِیَ قَالَ اِقَامُ الصَّلٰوةِ
وَ اِیْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَ حَجُّ الْبَیْتِ لِمَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا وَ
صَوْمُ رَمَضَانَ وَالْاِغْتِسَالُ مِنَ الْجَنَابَةِ قَالَ صَدَقْتَ
فَعَجِبْنَا لِقَوْلِهٖ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ مَا
هُوَ قَالَ الْاِحْسَانُ اَنْ تَعْمَلَ لِلّٰهِ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ
تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاكَ قَالَ فَاِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَاَنَا مُحْسِنٌ قَالَ
نَعَمْ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَةِ مَتٰی هِیَ
قَالَ مَا الْمَسْءُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّاءِلِ وَ لٰكِنْ لَهَا
شَرَاءِطُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ یُنَزِّلُ
الْغَیْثَ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا
تَكْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ

عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ قَالَ صَدَقْتَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَنَحْنُ نَرَاهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ بِالرَّجُلِ فَقُمْنَا فِيْ اَثَرِهٖ فَمَا نَدْرِيْ اَيْنَ تَوَجَّهَ وَلَا رَأَيْنَا شَيْءًا فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذَا جِبْرَاءِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ مَعَالِمَ دِيْنِكُمْ وَ اللّٰهِ مَا اَتَانِيْ بِصُوْرَةٍ اِلَّا وَ اَنَا اَعْرِفُهٗ فِيْهَا اِلَّا هٰذِهِ الصُّوْرَةِ[1]

ترجمہ: ابو حنیفہ رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں علقمہ سے، وہ روایت کرتے ہیں یحیٰ بن یعمر سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ہمراہی کے ساتھ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں قیام پذیر تھا کہ اچانک عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نظر پڑے۔ میں نے ساتھی سے کہ کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم ان کے پاس جا کر قدر کا مسئلہ حل کریں؟ انہوں نے کہا: ہاں! تو میں نے کہا: اچھا! مجھے سوال کرنے دو۔ کیوں کہ میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ یحیٰ کہتے ہیں کہ پھر ہم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دی اور میں نے عرض کیا: اے ابو عبد الرحمن! (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) ہم اس ملک میں چلتے پھرتے ہیں۔ چنانچہ بعض اوقات ایسے شہر میں بھی ہمارا گذر ہوتا ہے، جس کے باشندے قدر کے قائل نہیں ہیں۔ تو ایسے لوگوں کو ہم کیا جواب دیں؟

---

1 مسند امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ حدیث ۲

تقدیر کے منکروں سے بیزاری

آپ نے فرمایا: ان کو میری طرف سے یہ بات پہنچادو کہ میں ان سے بیزار ہوں اور بری۔ اور اگر میں کچھ مددگار پالوں تو ان سے جہاد کروں۔ آپ نے یہ حدیث بیان کرنی شروع کی:

صحابہ رضی اللہ عنہم کو جبرئیل علیہ السلام کی زیارت

فرمایا کہ ہم صحابہ رضی اللہ عنہم دس پانچ کی تعداد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے کہ ناگاہ ایک جوان، خوشرو، گوراچٹا، عمدہ کاکلین، خوشبو میں مہکتا ہوا، سفید پوش سامنے سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ قریب آکر اس نے السلام علیک یارسول اللہ! السلام علیکم اے اہل مجلس! کہا۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے سلام کا جواب دیا اور ہم نے بھی۔ پھر اس نے (وقار اور عظمت کالحاظ رکھتے ہوئے) کہا کہ کیا میں قریب آسکتا ہوں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب آجاؤ۔ تو وہ ایک دو قدم اور نزدیک ہوا۔ پھر کھڑے ہو کر وقار و عظمت کا اظہار کرتے ہوئے دوبارہ پوچھا: کیا اور قریب حاضر ہو جاؤں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اور قریب آجاؤ۔ چنانچہ وہ قریب ہو کر بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملا لئے۔ پھر

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے بولا: ایمان کی حقیقت بتائیں؟

ایمان کی حقیقت کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر ایمان لائے، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور اس پر کہ بروز قیامت اس کا دیدار ہو گا۔ اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ جو تقدیر بھلی ہے یا بری، وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ حضرت عبد اللہ کہتے ہیں کہ اس کا "صَدَقْتَ" کہہ کر رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنا ہماری سخت حیرانی کا باعث ہوا۔ کیوں کہ اس سے پتہ چلتا تھا کہ وہ پہلے سے جانتا ہے۔ پھر کہنے لگا کہ شرائع اسلام بتایئے کہ وہ کیا ہیں؟

شرائع اسلام کیا ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: نماز پڑھنا، زکوۃ دینی، بیت اللہ کا حج ادا کرنا اگر قدرت ہو، رمضان کے روزے رکھنا اور غسل جنابت کرنا۔

یہ سن کر اس نے پھر کہا کہ سچ کہا آپ ﷺ نے۔ ہم حاضرین کو اس کے قول "صَدَقْتَ" پر پھر تعجب ہوا۔ پھر کہا کہ احسان کی حقیقت سمجھایئے کہ وہ کس سے عبارت ہے؟

احسان کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: احسان اس چیز کا نام ہے کہ تو عمل کو اس

کیفیت سے سرانجام دے کہ گویا تو اللہ کو دیکھ رہا ہے۔ اگر تجھ کو یہ درجہ نصیب نہ ہو تو کم از کم یہ ہو کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا: اگر میں نے ایسا کیا تو کیا میں محسن ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! بے شک۔ کہنے لگا: سچ فرمایا آپ ﷺ نے۔ پھر اس نے کہا کہ مجھ کو قیامت کا پتہ دیجیے کہ وہ کب آئے گی؟

علاماتِ قیامت کیا ہیں؟

آپ ﷺ نے کہا کہ جس سے تم سوال کرتے ہو وہ اس بارے میں سائل سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتا۔ البتہ اس کی چند علامتیں ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ[1] ان چیزوں کو اللہ ہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی؟ بارش کب ہو گی؟ عورت کے رحم میں کیا ہے؟ کل انسان کیا کرے گا؟ اور یہ کہ انسان کس جگہ مرے گا؟ البتہ اللہ ہی ان کو جاننے والا اور ان سے باخبر ہے۔

اس نے کہا: سچ کہا ہے آپ نے اور یہ کہہ کر ہماری نظروں کے سامنے سے وہ واپس چل دیا۔

یہ جبرئیل علیہ السلام تھے

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلانا اس آدمی کو۔ ہم اس کے پیچھے دوڑے، مگر ہم نے اس کا کوئی نشان نہ پایا۔ اور نہ سمجھے کہ وہ کدھر غائب

[1] آیت: اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ... الخ (سورۃ لقمان آیت ۳۴)

ہو گیا ہے۔ یہی بات ہم نے نبی ﷺ سے کہہ دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرئیل علیہ السلام تھے کہ تم کو تمہارے امورِ دینی سکھلانے آئے تھے۔ قسم ہے اللہ کی! اس موقع کے علاوہ وہ جب کبھی کسی صورت میں نمودار ہوئے، میں ان کو پہچان گیا۔[1]

آیت ٦۔ کافروں کی گمراہی اور بدحالی

اِنَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	سَوَآءٌ
تحقیق	جو لوگ کہ	کافر ہوئے	برابر ہے

عَلَيْهِمْ	ءَاَنْذَرْتَهُمْ	اَمْ	لَمْ
ان کے لیے	خواہ ڈرائیں آپ ان کو	یا	نہ

تُنْذِرْ	هُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝٦
ڈرائیں	ان کو	نہیں ایمان لائیں گے

خادم السنّت حافظ عبدالوحید

آیت ٧۔ کفر کا نتیجہ

خَتَمَ	اللّٰهُ	عَلٰى	قُلُوْبِهِمْ
مہر کر دی ہے	اللہ نے	اوپر	دلوں ان کے

وَعَلٰى	سَمْعِهِمْ	وَعَلٰٓى	اَبْصَارِهِمْ
اور اوپر	کانوں ان کے	اور اوپر	آنکھوں ان کے

[1] مسند امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کتاب الایمان حدیث ٢

غِشَاوَةٌ	وَّلَهُمْ	عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝٧
پردہ ہے	اور واسطے ان کے	سزا بڑی ہے

آیت ۸۔ منافقوں کا دعویٰ ایمانی۔ منافقوں کا دھوکہ

وَمِنَ	النَّاسِ	مَنْ	يَّقُوْلُ
اور بعض	لوگ	جو	کہتے ہیں

اٰمَنَّا	بِاللّٰهِ	وَبِالْيَوْمِ	الْاٰخِرِ
ہم ایمان لائے	اللہ پر	اور روزِ	قیامت پر

وَمَا	هُمْ	بِمُؤْمِنِيْنَ ۝٨
اور نہیں	وہ	ایمان لانے والے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

آیت ۹۔ نفاق کے اسباب

يُخٰدِعُوْنَ	اللّٰهَ	وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
فریب دینا چاہتے ہیں وہ	اللہ کو	اور ان کو جو ایمان لائے ہیں

وَمَا	يَخْدَعُوْنَ	اِلَّآ	اَنْفُسَهُمْ
اور نہیں	فریب دیتے	مگر	جانوں اپنی کو

وَ	مَا	يَشْعُرُوْنَ ۝٩
اور	نہیں	سمجھتے

آیت ٦۔ کافروں کی گمراہی اور بدحالی

ترجمہ: بے شک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں، برابر ہے ان کے حق میں خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

فائدہ کوئی شبہ نہ کرے کہ کافر تو بہت سے ایمان لے آتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اس آیت میں سب کافروں کا بیان نہیں بلکہ خاص ان کافروں کا ذکر ہے جن کی نسبت اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ ان کا خاتمہ کفر پر ہو گا۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ان کے ایمان لانے کی فکر نہ کریں اور ان کے ایمان نہ لانے سے مغموم نہ ہوں۔ ان کے ایمان لانے کی امید نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر شخص میں اس کی پیدائش کے ساتھ استعداد قبول حق کی رکھی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ مگر یہ شخص خود اپنی نفسانی وخود غرضی کی وجہ سے حق کی مخالفت کرتا ہے حتیٰ کہ ایک روز وہ استعداد فنا ہو جاتی ہے۔

جیسا کہ طبیب کسی مریض کی بیماری کو دیکھ کر کہے کہ اس کی بیماری درجہ چہارم میں پہنچ گئی ہے، یہ اب اچھا نہ ہو گا۔ سو ظاہر ہے کہ وہ مریض اس طبیب کے اس کہنے سے مریض نہیں ہوا۔ بیمار تو اپنی کسی بے احتیاطی کے سبب پہلے سے ہے بلکہ طبیب کا یہ کہنا خود اس کے بیمار ہونے کی وجہ سے ہوا ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

آیت ۷

ترجمہ: بند لگا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور اُن کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور اُن کے لیے سزا بڑی ہے۔

فائدہ اس میں کوئی شبہ نہ کرے کہ جب حق تعالیٰ نے خود اُن کے حواس کو خراب کر دیا ہے تو پھر وہ معذور ہوں گے۔ بات یہ ہے کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ انہوں نے شرارت و عناد اختیار کر کے خود اپنی استعداد برباد کرلی ہے۔ سو اس تباہی استعداد کے سبب وہ خود بنے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ تمام افعال کا خدا تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے جب بندہ کوئی اچھا یا برا کام کرنا چاہتا ہے تو حق تعالیٰ اس کام کو پورا کر دیتے ہیں۔

اس لیے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خالق ہونے کا بیان فرمایا ہے کہ جب انہوں نے اپنی استعداد اور قابلیت کو برباد کرنے کا قصد کر لیا، ہم نے بھی بد استعدادی کی کیفیت ان کے قلوب وغیرہ میں پیدا کر دی۔

بند لگانے سے اسی بد استعدادی کا پیدا کرنا مراد ہے۔ سو یہاں بھی ان کا یہ فعل اور قصد اس ختم کا سبب بنا۔ ختمِ الٰہی اس بد استعدادی کا سبب نہیں ہوا۔ پس ان کی معذوری کی کوئی وجہ نہیں

آیت ۸

ترجمہ: اور لوگوں میں بعضے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخری دن پر، حالاں کہ وہ بالکل ایمان والے نہیں۔

آیت ۹

ترجمہ: چالبازی کرتے ہیں اللہ سے اور اُن لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں۔ (یعنی محض چالبازی کی راہ سے وہ ایمان کا اظہار کرتے ہیں) اور واقع میں کسی کے ساتھ بھی چالبازی نہیں کرتے بجز اپنی ذات کے اور وہ اس کا شعور نہیں رکھتے۔

فائدہ یعنی اس چالبازی کا انجام بد خود اپنے ہی کو بھگتنا پڑے گا۔

آیت ۱۰

ترجمہ: اُن کے دلوں میں بڑا مرض ہے۔ سو اور بھی بڑھا دیا اللہ تعالیٰ نے اُن کا مرض اور اُن کے لیے سزا دردناک ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

آیت ۱۰۔ منافقوں کا روگ

فِىْ قُلُوْبِهِمْ	مَّرَضٌ	فَزَادَهُمُ	اللّٰهُ
ان کے دلوں میں	بیماری ہے	پھر بڑھائی ان کی	اللہ نے

مَرَضًا ۚ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ	اَلِيْمٌ
بیماری	اور واسطے ان کے	عذاب ہے	درد دینے والا

بِمَا كَانُوْا	يَكْذِبُوْنَ ۝۱۰
سبب اس کے کہ	جھوٹ بولتے تھے

آیت ۱۱۔ منافقوں کی مفسدانہ چالیں

وَاِذَا	قِيْلَ لَهُمْ	لَا تُفْسِدُوْا
اور جب	اُن سے کہا جاتا ہے	کہ مت فساد کرو

فِي الْاَرْضِ	قَالُوْٓا	اِنَّمَا	نَحْنُ
زمین میں	تو کہتے ہیں	یقیناً	ہم تو

مُصْلِحُوْنَ ۝۱۱
اصلاح کرنے والے ہیں

آیت ۱۲۔ منافق فساد کرنے والے ہیں

اَلَآ	اِنَّهُمْ	هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ
خبردار رہو	تحقیق وہی ہیں	وہ فساد کرنے والے

وَلٰكِنْ	لَّا	يَشْعُرُوْنَ ۝۱۲
اور لیکن	نہیں	سمجھتے

آیت ۱۳۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ایمان لانے کا حکم اور منافقوں کی بے عقلی

وَاِذَا	قِيْلَ	لَهُمْ	اٰمِنُوْا
اور جب	کہا جاتا ہے	واسطے ان کے	ایمان لاؤ

كَمَآ	اٰمَنَ	النَّاسُ	قَالُوْٓا
جیسا	ایمان لائے ہیں	لوگ	کہتے ہیں

اَنُؤْمِنُ	كَمَآ	اٰمَنَ	السُّفَهَآءُ
کیا ایمان لاویں ہم	جیسا	ایمان لائے ہیں	بیوقوف

اللہ کا جواب کہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو بے وقوف کہے وہ خود بے وقوف ہے

اَلَآ	اِنَّهُمْ	هُمُ	السُّفَهَآءُ
خبردار	بے شک وہی ہیں	وہ	بیوقوف لوگ

وَلٰكِنْ	لَّا	يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣﴾
اور لیکن	نہیں	جانتے

آیت ۱۴۔ منافقوں کا ہنسی اڑانا

وَ	اِذَا	لَقُوا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
اور	جب	ملتے ہیں	اُن لوگوں سے	جو ایمان لائے

قَالُوْٓا	اٰمَنَّا	وَاِذَا	خَلَوْا	اِلٰى
کہتے ہیں	ایمان لائے ہم	اور جب	اکیلے ہوتے ہیں	طرف

شَيٰطِيۡنِهِمۡ	قَالُوۡۤا	اِنَّا	مَعَكُمۡ
شیطانوں اپنے کے	کہتے ہیں	بے شک ہم	ساتھ تمہارے ہیں

اِنَّمَا	نَحۡنُ	مُسۡتَهۡزِءُوۡنَ ۝۱۴
سوائے اس کے نہیں ہے	کہ ہم تو	ہنسی کرتے ہیں

آیت ۱۵۔ منافقوں کی ہنسی کا جواب

اَللّٰهُ يَسۡتَهۡزِئُ	بِهِمۡ	وَيَمُدُّهُمۡ
اللہ (بھی) ہنسی کرتا ہے	ساتھ ان کے	اور ترقی دیتا ہے ان کو

فِىۡ	طُغۡيَانِهِمۡ	يَعۡمَهُوۡنَ ۝۱۵
بیچ	سرکشی ان کی کے	(حالت یہ ہے کہ وہ عقل کے) اندھے ہیں

آیت ۱۶۔ گمراہی اور خسارا

اُولٰٓئِكَ	الَّذِيۡنَ	اشۡتَرَوُا	الضَّلٰلَةَ
یہی لوگ ہیں	جنہوں نے	خریدی	گمراہی

بِالۡهُدٰى	فَمَا	رَبِحَتۡ	تِّجَارَتُهُمۡ
بدلے ہدایت کے	پھر نہیں	نفع دیا	تجارت ان کی نے

وَمَا	كَانُوۡا	مُهۡتَدِيۡنَ ۝۱۶
اور نہیں	تھے وہ	ہدایت پانے والے

آیت ۱۷۔ منافقوں کی پہلی مثال

مَثَلُهُمْ	كَمَثَلِ	الَّذِی	اسْتَوْقَدَ
مثال اُن کی	جیسے مثال	اس شخص کی ہے	جس نے جلائی ہو

نَارًا	فَلَمَّآ	اَضَآءَتْ	مَاحَوْلَهٗ
آگ	پھر جب	روشن کر دیا اس نے	اپنے آس پاس کو

ذَهَبَ	اللّٰهُ	بِنُوْرِ	هِمْ
سلب کرلی	اللہ نے	روشنی	ان کی

وَتَرَكَهُمْ	فِیْ ظُلُمٰتٍ	لَّا یُبْصِرُوْنَ۝۱۷
اور چھوڑ دیا ان کو	اندھیروں میں	کہ نہیں دیکھتے

عبدالوحید الحنفی

آیت ۱۸۔ منافقوں کا انجام

صُمٌّۢ	بُكْمٌ	عُمْیٌ	فَهُمْ
وہ بہرے ہیں	گونگے ہیں	اَندھے ہیں	اس لیے وہ

لَا	یَرْجِعُوْنَ۝۱۸
نہیں	رجوع کریں گے۔

آیت ۱۹۔ منافقوں کی دوسری مثال

اَوْ كَصَیِّبٍ	مِّنَ السَّمَآءِ	فِیْهِ
یا جیسے بارش ہو	آسمان سے	جس میں

ظُلُمٰتٌ	وَّرَعْدٌ	وَّبَرْقٌ	یَجْعَلُوْنَ
اندھیرے ہیں	اور گرج ہے	اور بجلی	کرتے ہیں

اَصَابِعَهُمْ	فِیْۤ اٰذَانِهِمْ	مِّنَ الصَّوَاعِقِ
انگلیاں وہ	اپنے کانوں میں	کڑک کے سبب

حَذَرَ الْمَوْتِ	وَاللّٰهُ مُحِیْطٌۢ	بِالْكٰفِرِیْنَ ۝۱۹
موت کے ڈر سے	اور اللہ گھیرے ہوئے ہے	کافروں کو

آیت ۲۰۔ منافقوں کا تذبذب

یَكَادُ	الْبَرْقُ	یَخْطَفُ	اَبْصَارَهُمْ
نزدیک ہے	کہ بجلی	اُچک لے	آنکھیں ان کی

كُلَّمَاۤ	اَضَآءَ	لَهُمْ	مَّشَوْا	فِیْهِ
جب بھی	روشنی دیتی ہے	ان کو	چلتے ہیں	اس میں

وَاِذَاۤ	اَظْلَمَ	عَلَیْهِمْ	قَامُوْا
اور جب	اندھیرا کرتی ہے	ان پر	کھڑے ہو رہتے ہیں

وَلَوْ شَآءَ	اللّٰهُ	لَذَهَبَ	بِسَمْعِهِمْ
اور اگر چاہے	اللہ	چھین لے	کان ان کے

وَاَبۡصَارِ	هِمۡ	اِنَّ	اللّٰهَ	عَلٰی
اور آنکھیں	ان کی	یقیناً	اللہ	اوپر

كُلِّ	شَیۡءٍ	قَدِيۡرٌ ۝٢٠
ہر	چیز کے	قدرت رکھتا ہے

آیت ۲۱۔ عبادت کا مطالبہ

يٰۤاَيُّهَا	النَّاسُ	اعۡبُدُوۡا	رَبَّكُمُ
اے	لوگو!	عبادت کرو	رب اپنے کی

الَّذِىۡ	خَلَقَكُمۡ	وَالَّذِيۡنَ	مِنۡ قَبۡلِكُمۡ
جس نے	پیدا کیا تم کو	اور اُن کو	جو پہلے تم سے تھے

لَعَلَّكُمۡ	تَتَّقُوۡنَۙ ۝٢١
تاکہ تم	پرہیزگار ہو جاؤ۔

آیت ۲۲۔ شرک کی ممانعت

الَّذِىۡ	جَعَلَ	لَكُمُ	الۡاَرۡضَ
جس نے	بنایا	تمہارے لیے	زمین کو

فِرَاشًا	وَّالسَّمَآءَ	بِنَآءً
فرش	اور آسمان کو	چھت

وَّ اَنْزَلَ	مِنَ السَّمَآءِ	مَآءً	فَاَخْرَجَ
اور اتارا	آسمان سے	پانی	پھر نکالے

بِهٖ	مِنَ الثَّمَرٰتِ	رِزْقًا	لَّكُمْ
اس کے ذریعہ	پھلوں سے	رزق	واسطے تمہارے

فَلَا تَجْعَلُوْا	لِلّٰهِ	اَنْدَادًا	وَّ اَنْتُمْ
سو مت مقرر کرو	اللہ کے لیے	کوئی شریک	اور تم

تَعْلَمُوْنَ ۲۲
جانتے ہو

آیت ۲۳۔ کلام اللہ کی سچائی کا دعویٰ

وَاِنْ	كُنْتُمْ	فِيْ رَيْبٍ	مِّمَّا
اور اگر	ہو تم	شک میں	اس چیز سے

نَزَّلْنَا	عَلٰى	عَبْدِنَا	فَاْتُوْا	بِسُوْرَةٍ
کہ اتاری ہے ہم نے	اوپر	بندے اپنے کے	تو لے آؤ	ایک سورت

مِّنْ	مِّثْلِهٖ	وَ ادْعُوْا	شُهَدَآءَكُمْ
جو	اُس جیسی ہو	اور بلالو	اپنے مددگار

مِّنْ	دُوْنِ اللّٰهِ	اِنْ كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ ۲۳
جو	سوائے اللہ کے ہیں	اگر ہو تم	سچے

آیت ۲۴۔ مخالفین کی بے بسی

فَاِنْ	لَّمْ	تَفْعَلُوْا	وَلَنْ	تَفْعَلُوْا
پھر اگر تم	نہ	کر سکو	اور ہرگز نہ	کر سکو گے تم

فَاتَّقُوا	النَّارَ	الَّتِیْ	وَقُوْدُهَا
تو ڈرو	اس آگ سے	جس کا	ایندھن

النَّاسُ	وَالْحِجَارَةُ	اُعِدَّتْ	لِلْكٰفِرِیْنَ ۝۲۴
انسان	اور پتھر ہیں	تیار کی گئی ہے	کافروں کے لیے

آیت ۲۵۔ مومنوں کو خوش خبری

وَبَشِّرِ	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا
اور خوشخبری دے	ان لوگوں کو	جو ایمان لائے	اور کام کیے

الصّٰلِحٰتِ	اَنَّ	لَهُمْ	جَنّٰتٍ
اچھے	بے شک	ان کے واسطے	بہشتیں ہیں

تَجْرِیْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ
کہ چلتی ہیں	ان کے نیچے سے	نہریں

كُلَّمَا	رُزِقُوْا	مِنْهَا	مِنْ ثَمَرَةٍ
جب بھی	کھانے کو دیا جائے گا	اس سے	کوئی پھل

رِزْقًا	قَالُوْا	هٰذَا	الَّذِيْ
کھانے کو	کہیں گے	یہ	جو

رُزِقْنَا	مِنْ قَبْلُ	وَ اُتُوْا	بِهٖ
کھلایا گیا تھا ہم کو	اس سے پہلے	اور دیے جائیں گے	اس سے

مُتَشَابِهًا	وَ	لَهُمْ	فِيْهَآ
ملتے جلتے	اور	واسطے اُن کے	جنت میں

اَزْوَاجٌ	مُّطَهَّرَةٌ	وَّ هُمْ	فِيْهَا
بیویاں ہوں گی	پاکیزہ	اور وہ لوگ	جنت میں

خٰلِدُوْنَ ۝٢٥
ہمیشہ رہیں گے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

آیت ۲۶۔ قرآن مجید کی مثالیں

اِنَّ	اللّٰهَ	لَا	يَسْتَحْيٖٓ
بے شک	اللہ	نہیں	شرماتا

اَنْ	يَّضْرِبَ	مَثَلًا	مَّا
اس بات سے	کہ بیان کرے	کوئی مثال	جو

بَعُوْضَةً	فَمَا	فَوْقَهَا
مچھر کی ہو	خواہ جو	اس سے بھی حقیر چیز کی ہو

فَاَمَّا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	فَيَعْلَمُوْنَ
پھر جو	لوگ	ایمان لے آئے	تو وہ جانتے ہیں

اَنَّهُ	الْحَقُّ	مِنْ رَّبِّهِمْ	وَ اَمَّا
بے شک وہ مثال	سچی ہے	ان کے رب کی طرف سے	اور جو

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	فَيَقُوْلُوْنَ	مَاذَآ اَرَادَ	اللّٰهُ
لوگ	منکر ہیں	تو کہتے ہیں کہ	کیا مقصد ہے؟	اللہ کا

بِهٰذَا	مَثَلًا	يُضِلُّ	بِهٖ
اس (حقیر)	مثال سے	بے راہ کرتا ہے	اس (مثال) سے

كَثِيْرًا	وَّيَهْدِيْ	بِهٖ
بہت لوگوں کو	اور ہدایت کرتا ہے	اس (مثال) سے

كَثِيْرًا	وَ	مَا	يُضِلُّ
بہت لوگوں کو	اور	نہیں	گمراہ ہوتے

بِهٖٓ	اِلَّا	الْفٰسِقِيْنَ ۝۲۶
اس (مثال) سے	مگر وہی	لوگ جو نافرمان ہیں

عبدالوحید الحنفی

آیت ۲۷۔ گمراہ کون ہوتے ہیں؟

الَّذِيْنَ	يَنْقُضُوْنَ	عَهْدَ	اللّٰهِ
جو لوگ	توڑتے ہیں	قول	اللہ کا

مِنْۢ بَعْدِ	مِيْثَاقِهٖ
بعد	مضبوطی اس کی کے

وَيَقْطَعُوْنَ	مَآ	اَمَرَ	اللّٰهُ بِهٖٓ
اور کاٹتے ہیں	جو	حکم	اللہ نے دیا جس کا

اَنْ	يُّوْصَلَ	وَيُفْسِدُوْنَ	فِي الْاَرْضِ
کہ	جو جوڑے رکھیں	اور فساد کرتے ہیں	زمین میں

اُولٰٓئِكَ هُمُ	الْخٰسِرُوْنَ ۲۷
یہی لوگ ہیں	نقصان اٹھانے والے

آیت ۲۸۔ اللہ کا انکار کیسے؟

كَيْفَ	تَكْفُرُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَكُنْتُمْ
کیوں کر	تم کفر کرتے ہو	اللہ کا	اور تھے تم

اَمْوَاتًا	فَاَحْيَاكُمْ	ثُمَّ	يُمِيْتُكُمْ
بے جان	تو اس نے تمہیں زندگی بخشی	پھر	مارے گا تم کو

ثُمَّ	يُحۡيِيۡكُمۡ	ثُمَّ اِلَيۡهِ	تُرۡجَعُوۡنَ ۲۸
پھر	زندہ کرے گا تم کو	پھر اسی کی طرف	واپس لوٹائے جاؤ گے

آیت ۲۹۔ اللہ کی نشانیاں

هُوَ	الَّذِىۡ	خَلَقَ	لَكُمۡ
وہ (اللہ)	جس نے	پیدا کیا	واسطے تمہارے

مَّا	فِى الۡاَرۡضِ	جَمِيۡعًا	ثُمَّ
جو کچھ	زمین میں ہے	سب کا سب	پھر

اسۡتَوٰۤى	اِلَى السَّمَآءِ	فَسَوّٰٮهُنَّ	سَبۡعَ
قصد کیا	آسمان کی طرف	پھر درست بنا دیا	سات

سَمٰوٰتٍ	وَهُوَ	بِكُلِّ شَىۡءٍ	عَلِيۡمٌ ۲۹
آسمان	اور وہ (اللہ)	ہر چیز کا	جاننے والا ہے

احکام القرآن

(۱) مسئلہ: ہر مفید شے اصل میں مباح ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا (سورہ ق آیت ۲۹)

جو کچھ زمین میں ہے، سب کا سب اسی نے تمہارے لیے پیدا کیا ہے۔

یہ ایک ایسی نعمت کا بیان ہے جس سے صرف کفار یا صرف مومنین یا ہر دو کو مخاطب کیا ہے۔

لَكُمْ کا لام انتفاع کے لیے ہے۔

مطلب یہ ہے کہ زمین میں جو کچھ ہے سب کا سب اس لیے پیدا کیا ہے تا کہ تم اس سے دنیا میں جسمانی مصالح میں نفع حاصل کرو۔ اور اس سے دینی نفع یہ ہے کہ تم اس میں غور و فکر کر کے ذاتِ باری تعالیٰ کے وجود پر استدلال کرو۔ عزت حاصل کرو اور آخرت کے انعامات اور جزا و سزا کی پہچان کرو۔

القصہ آیت مذکورہ اس بات کی دلیل ہے کہ اصل میں ہر شے مباح ہے۔ جیسا کہ علامہ زمخشری صاحب کشاف نے بھی واضح کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قول خَلَقَ لَكُمْ اس بات کی دلیل ہے کہ ہر قابل نفع چیز جو عقلاً ممنوعات کے زمرے میں نہیں آتی دراصل مباح ہے۔ ہر

ایک اسے حاصل کر کے اس سے نفع اٹھا سکتا ہے۔

(۲)صاحب تفسیر مدارک کا کہنا ہے کہ:

امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو بکر رازی رحمۃ اللہ علیہ اور معتزلہ نے اللہ تعالیٰ کے قول ''خَلَقَ لَكُمْ'' کو ہر مفید چیز کے مباح ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔

(۳)امام فخر الاسلام رحمۃ اللہ علیہ معارضہ کی بحث میں لکھتے ہیں کہ:

جب مُبیح اور مُحرم کا معارضہ ہو تو محرّم کو ترجیح ہو گی۔ اس لیے کہ مُحرِّم محضر ہونے کی وجہ سے مُبیح کا ناسخ ہو گا۔ کیوں کہ ہر شے اصل میں مباح ہے۔

اور اگر ہم مُبِیح کو موخر قرار دیں تو نسخ کا تکرار لازم آئے گا۔ چوں کہ ہر شے میں اصل اباحت ہے۔ لہٰذا مُحرِّم اس کا ناسخ ہو گا۔ پھر مبیح عارضی اس کا ناسخ ہو گا اور اس طرح تکرار نسخ آئے گا۔

پھر امام فخر الاسلام لکھتے ہیں کہ:

اس کا مدار اس قانون پر ہے کہ اصل ہر شے میں اباحت ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہر شے اپنی اصل وضع میں مباح ہے۔ کیوں کہ انسان کسی زمانہ میں بھی غیر مکلف نہیں رہا۔

یہ قانون تو زمانہ فترۃ کا ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اور ہماری شریعت کے آنے سے پہلے کا ہے۔

یعنی مُحرِسم کو ناسخ بنانے کا مدار، امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ، امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فقہائے احناف رحمۃ اللہ علیہ وشوافع رحمۃ اللہ علیہ کی ایک جماعت اور جمہور معتزلہ کا یہ قانون ہے کہ "اصل شے میں اباحت ہے"۔

ہمارا مطلب یہ نہیں کہ وضع میں ہر شے مباح ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے بندے کبھی غیر مکلف نہیں رہے۔ اگر وضعًا ہر شے مباح ہوتی تو انسان غیر مکلف ہوتے اور ایسا کبھی نہیں ہوا۔

ہم جو مبیح کو اصل اور مُحرسم کو ناسخ بناتے ہیں تو اس کا مدار حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا درمیانی زمانہ ہے جسے زمانۂ فترت کہتے ہیں۔ اس دور میں ہر شے میں اصل اباحت تھی۔ پھر ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور انہوں نے ان اشیاء کی وضاحت کر دی جو حرام ہیں۔ باقی تمام اشیاء اپنی اصل کے مطابق مباح رہیں۔

(۴) واضح رہے کہ ہمارا یہ قانون کہ اصل ہر شے میں اباحت ہے اس کے منافی نہیں کہ کوئی چیز حرام بعینہٖ ہے۔ جیسے زنا، شراب وغیرہ یا کوئی چیز حرام لغیرہٖ ہے جیسے دوسرے کا مال کھانا۔ یا مکروہ تنزیہی یا مکروہ تحریمی ہے۔ جیسے گھوڑے کا گوشت، بلی کا جوٹھا وغیرہ۔ اس لیے کہ یہ سب کچھ تو دلائل قطعیہ یا دلائل ظنیہ سے ثابت ہے۔

اختلاف صرف اس صورت میں ہے جب کوئی دلیل موجود نہ ہو۔

(۵) امام زاہد کی تصریح کے مطابق بعض مباح کنندگان کا یہ کہنا کہ تمام

مسلمانوں کا مال ہر ایک کے لیے مباح ہے اور اسے جو چاہے لے سکتا ہے۔ ...... معاذ اللہ یہ غلط استدلال ہے۔ مفسر قرآن قاضی بیضادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ اس کا اقتضاء یہ ہے کہ تمام مفید اشیاء مباح ہیں۔ اور عارضی اسباب کی بنا پر بعض اشیاء کا بعض افراد کے ساتھ مختص ہونا کوئی مخل نہیں۔ کیوں کہ آیت کا مدلول یہ ہے کہ تمام اشیاء تمام افراد کے لیے نہیں نہ کہ ہر شے ہر فرد کے لیے ہے۔ بعض اشیاء کا بیان عنقریب آئے گا۔

فقہ کی تعریف حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حلال و حرام اور جائز و ناجائز کو جاننے کا نام فقہ ہے۔ (نور الانوار از علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ ج ۱، ص ۱۸)

فقہ احکام شرعیہ فرعیہ کے اس علم کو کہتے ہیں جو احکام کے ادلۂ تفصیلیہ سے حاصل ہو۔ جن احکام کا تعلق عمل سے ہوتا ہے، ان کو احکام فرعی کہتے ہیں۔ اور جن کا تعلق اعتقاد سے ہوتا ہے، ان کو احکام اصلی کہتے ہیں۔ (نور الانوار ج ۱، ص ۱۸)

شریعت اُس پسندیدہ طریقہ کو کہا جاتا ہے، جس کو رب العزّت نے وضع کیا ہو۔

احکام حکم کی جمع ہے۔ "حکم" باری تعالیٰ کا وہ خطاب ہے جو مکلف بندوں کے اَفعال کے ساتھ اقتضاءً یا تخییراً متعلق ہو (یعنی مطالبہ کیا گیا، یا اختیار دیا گیا ہو)۔

اور کبھی باری تعالیٰ کے خطاب سے ثابت شدہ چیز پر بھی لفظ حکم بولا جاتا ہے جیسے وجوب، حرمت وغیرہ۔ یہاں احکام سے یہی معنٰی مراد ہیں۔(نورالانوار ص۱۹)

آیت ۳۰۔ حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کا اعلان

وَاِذْ قَالَ	رَبُّكَ	لِلْمَلٰٓئِكَةِ
اور جب کہا	رب تیرے نے	واسطے فرشتوں کے

اِنِّیْ	جَاعِلٌ	فِی الْاَرْضِ	خَلِیْفَةً ؕ
کہ بے شک میں	بنانے والا ہوں	زمین میں	نائب

قَالُوْٓا	اَتَجْعَلُ	فِیْهَا	مَنْ یُّفْسِدُ
کہاانہوں نے	کیابناتا ہے	اس میں	جوفساد کرے گا

فِیْهَا	وَیَسْفِكُ	الدِّمَآءَ
اس میں	اور بہائے گا	خون

وَنَحْنُ	نُسَبِّحُ	بِحَمْدِكَ
حالاں کہ ہم	تسبیح کرتے ہیں	تیری تعریف کے ساتھ

وَ	نُقَدِّسُ لَكَ ؕ	قَالَ
اور	پاکی بیان کرتے ہیں تیری	کہا(اللہ نے

اِنِّیْٓ اَعْلَمُ	مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝
یقیناً میں زیادہ جانتا ہوں	اس کو جو تم نہیں جانتے

آیت ۳۱۔ علم کی برتری

وَ عَلَّمَ	اٰدَمَ	الْاَسْمَآءَ	كُلَّهَا
اور سکھائے	آدم علیہ السلام کو	نام	سب چیزوں کے

ثُمَّ	عَرَضَهُمْ	عَلَى	الْمَلٰٓئِكَةِ
پھر	سامنے کیا اُن کو	اوپر	فرشتوں کے

فَقَالَ	اَنْۢبِـُٔوْنِیْ	بِاَسْمَآءِ	هٰٓؤُلَآءِ
پھر کہا (اللہ نے)	بتاؤ مجھ کو	نام	اُن کے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِیْنَ۝۳۱
اگر	ہو تم	سچے

آیت ۳۲۔ فرشتوں کا عجز اور اقرار

قَالُوْا	سُبْحٰنَكَ	لَا عِلْمَ	لَنَآ
کہا (فرشتوں نے)	پاک ہے تو	نہیں ہے علم	ہم کو

اِلَّا	مَا	عَلَّمْتَنَا
مگر	جو	سکھایا تو نے ہم کو

اِنَّكَ	اَنْتَ	الْعَلِيْمُ	الْحَكِيْمُ ۝۳۲
بے شک تو ہی	تو ہے	جاننے والا	حکمت والا

آیت ۳۳۔ حضرت آدم علیہ السلام کا علم و فضل ظاہر ہونا

قَالَ	يٰۤاٰدَمُ	اَنْۢبِئْهُمْ	بِاَسْمَآئِهِمْ
کہا (اللہ نے)	اے آدم علیہ السلام	بتادے ان کو	نام ان کے

فَلَمَّاۤ	اَنْۢبَاَهُمْ	بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ
تو جب (آدم علیہ السلام نے)	بتادیے ان کو	نام ان کے

قَالَ	اَلَمْ اَقُلْ	لَّكُمْ
کہا (اللہ نے)	کیا نہیں میں نے کہا تھا	تم کو

اِنِّیْۤ	اَعْلَمُ	غَيْبَ	السَّمٰوٰتِ
بے شک میں	زیادہ جانتا ہوں	پوشیدہ چیزیں	آسمان کی

وَ	الْاَرْضِ ۙ	وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ
اور	زمین کی	اور زیادہ جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو

وَمَا	كُنْتُمْ	تَكْتُمُوْنَ ۝۳۳
اور جو	تم	چھپاتے ہو

آیت ۳۴۔ فرشتوں کا سجدہ۔ ابلیس کا انکار

اسْجُدُوْا	لِلْمَلٰٓئِكَةِ	قُلْنَا	وَاِذْ
سجدہ کرو	فرشتوں کو کہ	کہا ہم نے	اور جب

اِبْلِيْسَ	اِلَّآ	فَسَجَدُوْٓا	لِاٰدَمَ
شیطان کے	سوائے	تو سب نے سجدہ کیا	آدم علیہ السلام کو

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۴	وَكَانَ	وَاسْتَكْبَرَ ؗ	اَبٰى
کافروں سے	اور تھا	اور تکبر کیا	نہ مانا

آیت ۳۵۔ حضرت آدم جنت میں

اَنْتَ	اسْكُنْ	يٰٓاٰدَمُ	وَقُلْنَا
تو	رہ	اے آدم علیہ السلام	اور کہا ہم نے

وَكُلَا مِنْهَا	الْجَنَّةَ	وَزَوْجُكَ
اور کھاؤ تم اس میں سے	جنت میں	اور بیوی تیری

حَيْثُ شِئْتُمَا	رَغَدًا
جہاں سے چاہو	اطمینان سے

الشَّجَرَةَ	هٰذِهِ	تَقْرَبَا	وَلَا
درخت کے	اس	قریب جانا تم دونوں	اور نہ

فَتَكُوْنَا	مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۝۳۵
پھر ہو جاؤ گے تم	ظالموں میں سے

آیت ۳۶۔ جنت سے نکلنا

فَاَزَلَّهُمَا	الشَّيْطٰنُ	عَنْهَا
پھر ان دونوں کو ڈگمگایا	شیطان نے	اس سے

فَاَخْرَجَهُمَا	مِمَّا كَانَا فِيْهِ
تو نکلوا دیا دونوں کو	اس جنت سے کہ جہاں وہ رہتے تھے

وَ قُلْنَا	اهْبِطُوْا	بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
اور کہا ہم نے	تم نیچے اتر جاؤ	بعض تمہارے واسطے بعض کے

عَدُوٌّ ۚ	وَ لَكُمْ	فِي الْاَرْضِ	مُسْتَقَرٌّ
دشمن ہوں گے	اور واسطے تمہارے	زمیں میں	ٹھکانہ ہے

وَّ مَتَاعٌ	اِلٰى حِيْنٍ۝۳۶
اور فائدہ ہے	ایک وقت تک

آیت ۳۷۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ

فَتَلَقّٰى	اٰدَمُ	مِنْ رَّبِّهٖ	كَلِمٰتٍ
پھر سیکھ لیں	آدم علیہ السلام نے	اپنے رب سے	کچھ باتیں

عبدالوحید

فَتَابَ عَلَيۡهِ ؕ	اِنَّهٗ	هُوَ
پھر اس نے توبہ قبول کی	بے شک وہ	وہی ہے

التَّوَّابُ	الرَّحِيۡمُ ۳۷○
توبہ قبول کرنے والا	مہربان

آیت ۳۸۔ وحی کی ضرورت

قُلۡنَا	اهۡبِطُوۡا	مِنۡهَا	جَمِيۡعًا ۚ
کہا ہم نے	نیچے اُترو	اس سے	سب کے سب

فَاِمَّا	يَاۡتِيَنَّكُمۡ	مِّنِّىۡ	هُدًى
پھر اگر	آئے تمہارے پاس	میری طرف سے	ہدایت

فَمَنۡ	تَبِعَ	هُدَاىَ	فَلَا
تو جو کوئی	پیروی کرے گا	میری ہدایت کی	پھر نہیں

خَوۡفٌ	عَلَيۡهِمۡ	وَلَا	هُمۡ	يَحۡزَنُوۡنَ ۳۸○
کوئی ڈر ہو گا	اوپر اُن کے	اور نہ	وہ	غمگین ہوں گے

آیت ۳۹۔ منکرین وحی کا انجام

وَالَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡا	وَكَذَّبُوۡا	بِاٰيٰتِنَاۤ
اور جو لوگ	کافر ہوئے	اور جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو

اُولٰٓئِكَ	اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ	هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۝٣٩
یہ لوگ	رہنے والے آگ کے ہیں	وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

آیت ۴۰۔بنی اسرائیل پر انعامات

يٰبَنِىۡٓ	اِسۡرَآءِيۡلَ	اذۡكُرُوۡا	نِعۡمَتِىَ
اے بیٹو!	یعقوب علیہ السلام کے	یاد کرو تم	احسان میرا

الَّتِىۡٓ	اَنۡعَمۡتُ	عَلَيۡكُمۡ	وَاَوۡفُوۡا
جو	انعام کیا میں نے	تم پر	اور پورا کرو تم

بِعَهۡدِىۡٓ	اُوۡفِ بِعَهۡدِكُمۡ ۚ
میرا اقرار	پورا کروں گا میں اقرار تمہارا

وَاِيَّاىَ فَارۡهَبُوۡنِ ۝٤٠
اور مجھ ہی سے پھر ڈرو

آیت ۴۱۔دعوتِ قرآن

وَاٰمِنُوۡا	بِمَآ اَنۡزَلۡتُ	مُصَدِّقًا
اور ایمان لاؤ	ساتھ اس (کتاب) کے جو اتاری ہے میں نے	تصدیق کرتی ہے

لِّمَا مَعَكُمۡ	وَلَا تَكُوۡنُوۡٓا	اَوَّلَ
اس (کتاب) کی جو تمہارے پاس ہے	اور نہ ہو جاؤ تم	پہلے

كَافِرٍ بِهٖ	وَلَا تَشْتَرُوْا	بِاٰيٰتِيْ
کافر اس (کتاب) کے	اور نہ لو تم عوض	میری آیتوں کے

ثَمَنًا قَلِيْلًا	وَاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝۴۱
قیمت تھوڑی	اور صرف مجھ ہی سے ڈرتے رہو

آیت ۴۲۔ حق چھپانے کی ممانعت

وَلَا تَلْبِسُوا	الْحَقَّ	بِالْبَاطِلِ
اور نہ ملاؤ	سچ کو	جھوٹ کے ساتھ

وَتَكْتُمُوا	الْحَقَّ	وَاَنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ ۝۴۲
اور نہ چھپاؤ	سچی بات کو	حالاں کہ تم	جانتے ہو

آیت ۴۳۔ نماز، زکوٰۃ اور اتحاد کا حکم

وَاَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	وَاٰتُوا	الزَّكٰوةَ
اور قائم رکھو	نماز	اور دیا کرو	زکوٰۃ

وَارْكَعُوْا	مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝۴۳
اور رکوع کرو	رکوع کرنے والوں کے ساتھ

احکام القرآن

(۲)مسئلہ نماز اور زکوٰۃ اور نماز میں رکوع کا فرض ہونا وجوب جماعت

آیت ۴۳۔ سورۃ البقرہ۔

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۴۳

نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور نماز میں رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

معلوم ہونا چاہیے کہ اس آیت میں اہل کتاب کو نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور نماز میں رکوع کرنے کا حکم ہے۔

چوں کہ امر وجوب کے لیے ہوتا ہے، اس لیے یہ آیت وجوب جماعت کی دلیل ہے۔

خطاب کا حاصل یہ ہے کہ اہل کتاب کو حکم ہے کہ وہ مسلمانوں کی پیروی کریں۔

ان کی طرح خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں، ان کی طرح زکوٰۃ ادا کریں اور نماز میں مسلمانوں کی طرح رکوع کریں۔

کیوں کہ یہود کی نماز میں رکوع نہیں تھا۔ صرف قیام ہی تھا۔ نبی

کریم ﷺ بھی کئی سال تک اسی طرح کرتے رہے۔ پھر سورہ حج میں رکوع، سجود کا حکم نازل ہوا۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا۔ (سورہ حج آیت ۷۷)

اے ایمان والو! تم رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو۔

باقی رہا ہمارے دین میں نماز کا فرض ہونا، زکوٰۃ کا فرض ہونا تو یہ ایک بدیہی بات ہے، کسی دلیل کی محتاج نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن پاک میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اسی طرح نمازوں کے پانچ ہونے کا بیان بھی متعدد جگہ آیا ہے۔

ان کی شرائط و ارکان کا بیان ان شاء اللہ آئند صفحات میں آئے گا۔

اسی طرح سونے، چاندی کی زکوٰۃ، اس کی مقدار و مصارف کا ذکر بھی ان شاء اللہ آئندہ آئے گا۔

صلوٰۃ کے لغوی معنیٰ دعاء کے ہیں۔ اور شرع میں ارکان معلومہ کو صلوٰۃ کہتے ہیں۔ یعنی دعا میں صلوٰۃ حقیقۃ لغویہ۔ اور ارکانِ معلومہ میں مجاز لغوی ہے۔ اور ارکان معلومہ میں حقیقت شرعیہ ہے۔ اور دعا میں مجاز شرعی ہے۔ جیسا کہ کتب اصول میں مفصل مذکور ہے۔

زکوٰۃ کے لغوی معنیٰ طہارت اور نشوونما کے ہیں اور شریعت میں صاحب مال و دولت پر سال گزرنے کے بعد نصاب میں سے ایک مخصوص مقدار ادا کرنے کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔

رکوع کے لغوی معنیٰ جھکنے کے ہیں۔

سجدہ کے لغوی معنیٰ پیشانی زمین پر رکھنے کو لُغت میں سجدہ کہتے ہیں۔

ہمارے مسلک (احناف) میں اس سے فرض ادا ہو جاتا ہے، رہی تعدیل رکوع و سجود تو وہ واجب ہے۔ کیوں کہ اس کا ثبوت خبر واحد سے ہے۔ تو اس میں اسی کا لحاظ ہو گا۔ اسے فرض قرار نہیں دیا جائے گا۔ جیسا کہ امام شافعی علیہ الرحمہ اور دیگر حضرات نے اُسے فرض کہا ہے۔

وجوب جماعت بعض مفسرین کے نزدیک یہاں جماعت کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ اس طرح کہ نماز کی تعبیر رکوع سے کی گئی ہے۔ یعنی نماز پڑھنے والوں کے ساتھ مل کر باجماعت نماز پڑھو۔ بیضاوی علیہ الرحمہ نے اِسی کو اختیار کیا۔

لیکن ہمارے مسلک (احناف) میں جماعت سُنّت مؤکدہ ہے۔ (یعنی نہ واجب ہے، نہ مستحب، نہ مباح)

لہٰذا اعتراض وارد ہوتا ہے کہ امر یا تو وجوب کے لیے ہوتا ہے یا استحباب کے لیے یا اباحت کے لیے۔ تو جماعت سُنّت مؤکدہ کیسے ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جماعت سنت مؤکدہ ہے، لیکن واجب کے قریب ہے۔ جیسا کہ کتب فقہ (فتاویٰ شامی) میں صراحۃً مذکور ہے۔

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ استحباب سے مافوق الاستحباب سنت، واجب وغیرہ کی نفی نہیں ہوتی۔ پس جماعت سُنّت مؤکدہ ہوتے ہوئے

بھی استحباب کے افراد کا ایک فرد رہے گی۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ آیت کا مدلول اگرچہ فرضیت جماعت ہے، لیکن جماعت دوسروں کے تعاون پر موقوف ہے۔ کیوں کہ جماعت میں کم از کم دو افراد ایک امام اور ایک مقتدی کا ہونا لازمی ہے۔ اور دوسروں کے تعاون یا بالفاظ دیگر قدرت بالغیر کا اعتبار نہیں۔ لہٰذا ظاہر کتاب کو اضطراراً چھوڑنا پڑے گا۔

لیکن تیسرے جواب پر پھر اشکال وارد ہوتا ہے کہ نماز جمعہ میں جماعت فرض ہے۔ وہاں بھی دوسروں کا تعاون یا قدرت بالغیر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ انعقاد جمعہ تب ہو گا، جب جماعت کے لیے آدمی موجود ہوں گے۔ اور قدرت بالغیر کا سوال اُٹھ جائے گا۔

امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ منقول ہے کہ اہل کتاب اکیلے اکیلے نماز پڑھا کرتے تھے۔ انہیں حکم ہوا کہ مومنین کے ساتھ مل کر نماز ادا کریں۔ لہٰذا آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز باجماعت واجب ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ''مَعَ الرّٰكِعِيْنَ'' رکوع کرنے والوں کے ساتھ، فرمایا ہے۔ ''كَالرّٰكِعِيْنَ'' رکوع کرنے والوں کی طرح نہیں فرمایا۔

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ''تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ'' بھی اسی کی مانند ہے۔

لہٰذا اس آیت سے ثابت ہوا کہ پانچوں وقت کی نماز میں جماعت واجب ہے اور جمعہ میں جماعت فرض ہے۔ کیوں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝ (سورہ جمعہ، آیت ۹)

(اے ایمان والو! جب پکارا جائے نماز کے لیے، دن جمعہ کے پس دوڑو اللہ کی یاد کی طرف اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو، یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے، اگر تم کو کچھ سمجھ ہو۔

ہم احناف یہ کہتے ہیں کہ کفار کو ایمان لانے، معاملات اور عقوبات میں تو خطاب کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ادائے عبادات میں خطاب نہیں کیا جاسکتا۔

عبادات میں کفار کو خطاب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ تارک عبادت ہوئے تو روز قیامت ان سے مواخدہ ہو گا۔ صاحب تفسیر مدارک نے لکھا ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اسلام لے آؤ اور اہل اسلام کے سے اعمال اختیار کرو۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایمان تو عبادت کا اصل ہے۔ اسے وَ ارْكَعُوْا میں اقتضاءً تابع کیسے بنا دیا۔

جواب یہ ہے کہ ایمان یہاں تابع نہیں بلکہ اس سے پہلے صراحۃً مذکور ہے۔

وَ اٰمِنُوْا بِمَاۤ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَ لَا تَكُوْنُوْۤا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ...... الخ[1] (تفسیر احکام القرآن ج۱، ص۳۳)

مسئلہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

حدیث حضور ﷺ فرماتے ہیں

مَا اجْتَمَعَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِیْ جَمَاعَةٍ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا اِلَّا وَ فِيْهِمْ رَجُلٌ مَغْفُوْرٌ لَهٗ فاللّٰه تعالٰی اَكْرَمُ اَنْ يَغْفِرَ لَهٗ۔

ترجمہ: جہاں بھی مسلمانوں کی جماعت کے چالیس آدمی جمع ہوں گے، وہاں اُن میں سے ایک ضرور بخشا ہوا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے شان میں نہیں ہے کہ اُسے تو بخش دے اور باقیوں کو محروم و خاسر لوٹا دے۔

نکتہ نماز باجماعت کو تنہا پڑھنے سے ستائیس درجے اس لیے فضیلت دی گئی ہے کہ جماعت جمع سے ماخوذ ہے اور جمع کو کم از کم تین پر اطلاق ضرور ہوتا ہے۔ تنہا نماز پڑھنے سے دس نیکیاں ضرور ملتی ہیں ایک اصل نیکی ان دس میں اور باقی نو فضل کریم سے عطا ہوئیں۔ جب یہ تضعیفات آپس میں جمع ہوں گے تو ستائیس ہو جائیں گے۔

آیت ۴۴۔ نصیحت پر خود عمل کیوں نہیں کرتے

وَ	بِالْبِرِّ	النَّاسَ	اَتَاْمُرُوْنَ

[1] سورہ بقرہ آیت ۴۱

کیا تم حکم دیتے ہو	لوگوں کو	نیکی کا	اور

تَنْسَوْنَ	اَنْفُسَكُمْ	وَ اَنْتُمْ
تم بھول جاتے ہو	اپنے آپ کو	حال یہ کہ تم

تَتْلُوْنَ	الْكِتٰبَ	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾
پڑھتے ہو	کتاب کو	کیا پھر تم نہیں سمجھتے؟

آیت ۴۵۔ صبر اور نماز سے مدد

وَ	اسْتَعِيْنُوْا	بِالصَّبْرِ	وَ الصَّلٰوةِ
اور	تم مدد حاصل کرو	صبر سے	اور نماز سے

وَ اِنَّهَا	لَكَبِيْرَةٌ
اور بے شک وہ (نماز)	بڑی (دشوار ہے)

اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾
مگر جن کے قلوب میں عاجزی ہے، ان پر دشوار نہیں

آیت ۴۶۔ آخرت کا تصور

الَّذِيْنَ	يَظُنُّوْنَ	اَنَّهُمْ	مُّلٰقُوْا
وہ جو	یقین رکھتے ہیں	کہ بے شک وہ	ملاقات کریں گے

رَبِّهِمْ	وَ اَنَّهُمْ	اِلَيْهِ	رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾
اپنے رب سے	اور بے شک وہ	اس کی طرف	لوٹنے والے ہیں

آیت ۴۷۔ بنی اسرائیل کی فضیلت

يٰبَنِىٓ اِسۡرَآءِيۡلَ	اذۡكُرُوۡا	نِعۡمَتِىَ
اے اولادِ یعقوب علیہ السلام	تم یاد کرو	میری نعمت

الَّتِىۡٓ	اَنۡعَمۡتُ	عَلَيۡكُمۡ	وَاَنِّىۡ
جو	انعام کی میں نے	تم پر	اور یہ کہ

فَضَّلۡتُكُمۡ	عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ۴۷
(بزرگی) فضیلت دی میں نے تم کو	تمام جہان والوں پر

آیت ۴۸۔ قیامت کے دن کیا کام آئے گا

وَاتَّقُوۡا	يَوۡمًا	لَّا	تَجۡزِىۡ
اور ڈرو تم	اس دن سے	کہ نہ	کام آسکے گا

نَفۡسٌ	عَنۡ نَّفۡسٍ	شَيۡـًٔـا
کوئی شخص	کسی شخص کے	کچھ بھی

وَّ	لَا يُقۡبَلُ	مِنۡهَا	شَفَاعَةٌ
اور	نہ قبول کی جائے گی	اُس کی طرف سے	کوئی سفارش

وَّ	لَا يُؤۡخَذُ	مِنۡهَا	عَدۡلٌ
اور	نہ لیا جائے گا	اُس کی جانب سے	کوئی بدلہ

وَّ	لَا	هُمْ	يُنْصَرُوْنَ ۝۴۸
اور	نہ	اُن کی	مدد کی جائے گی

آیت ۴۹۔ بنی اسرائیل پر مصائب

وَ	اِذْ	نَجَّيْنٰكُمْ	مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ
اور	جب	نجات دی ہم نے تم کو	قومِ فرعون سے

يَسُوْمُوْنَكُمْ	سُوْٓءَ	الْعَذَابِ
وہ دیتے تھے تم کو	بُری	تکلیفیں

يُذَبِّحُوْنَ	اَبْنَآءَكُمْ
ذبح کرتے تھے	تمہارے بیٹے

وَ	يَسْتَحْيُوْنَ	نِسَآءَكُمْ ؕ
اور	زندہ چھوڑ دیتے تھے	تمہاری عورتیں

وَ	فِيْ ذٰلِكُمْ	بَلَآءٌ
اور	اس میں	آزمائش تھی

مِّنْ رَّبِّكُمْ	عَظِيْمٌ ۝۴۹
تمہارے رب کی	بہت بڑی

آیت ۵۰۔ فرعون کی غرقابی

وَاِذْ	فَرَقْنَا	بِكُمُ الْبَحْرَ

اور جب	پھاڑ دیا ہم نے	تمہارے لیے دریا

فَاَنْجَیْنٰکُمْ	وَ اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ
پس بچالیا ہم نے تم کو	اور ڈبو دیا ہم نے فرعون والوں کو

وَ	اَنْتُمْ	تَنْظُرُوْنَ۝۵۰
اور	تم خود	دیکھ رہے تھے

آیت ۵۱۔ بچھڑے کی پوجا

وَ	اِذْ	وٰعَدْنَا	مُوْسٰٓی
اور	جب	وعدہ کیا ہم نے	موسیٰ علیہ السلام سے

اَرْبَعِیْنَ	لَیْلَةً	ثُمَّ	اتَّخَذْتُمُ
چالیس	رات کا	پھر	بنالیا تم نے

الْعِجْلَ	مِنْۢ بَعْدِهٖ
بچھڑے کو	اس (موسیٰ علیہ السلام) کے جانے کے بعد

وَ	اَنْتُمْ	ظٰلِمُوْنَ۝۵۱
اور	تم	ظلم کرنے والے تھے

آیت ۵۲۔ معافی کا اعلان

ثُمَّ	عَفَوْنَا	عَنْكُمْ	مِّنْۢ	بَعْدِ	ذٰلِكَ

عبدالوحید الحنفی

پھر	معاف کیا ہم نے	تم کو	اس کے	بعد	یہ (بھی)

لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ ۝۵۲
تاکہ تم	شکر کرو

آیت ۵۳۔ کتاب اور فرقان

وَاِذْ	اٰتَيْنَا	مُوْسَى	الْكِتٰبَ
اور جب	عطا کی ہم نے	موسیٰ علیہ السلام کو	کتاب (توراۃ)

وَالْفُرْقَانَ	لَعَلَّكُمْ	تَهْتَدُوْنَ ۝۵۳
اور معجزہ	تاکہ تم	ہدایت پاؤ

آیت ۵۴۔ شرک کی سزا

وَاِذْ	قَالَ	مُوْسٰى	لِقَوْمِهٖ
اور جب	کہا	موسیٰ علیہ السلام نے	اپنی قوم سے

يٰقَوْمِ	اِنَّكُمْ	ظَلَمْتُمْ
اے قوم	بے شک تم نے	ظلم کیا

اَنْفُسَكُمْ	بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ
اپنی جانوں پر	بچھڑے کو (معبود) بنا کر

فَتُوْبُوْٓا	اِلٰى بَارِئِكُمْ	فَاقْتُلُوْٓا
سو توبہ کرو تم	اپنے پیدا کرنے والے سے	پس ہلاک کرو تم

اَنۡفُسَكُمۡ	ذٰلِكُمۡ	خَيۡرٌ	لَّكُمۡ
اپنی جانوں کو	یہ (عمل)	بہتر ہے	تمہارے لیے

عِنۡدَ بَارِئِكُمۡ	فَتَابَ عَلَيۡكُمۡ
تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک	پھر توبہ قبول کی تمہاری

اِنَّهٗ	هُوَ	التَّوَّابُ	الرَّحِيۡمُ ○۵۴
بے شک	وہی	توبہ قبول کرنے والا	رحم کرنے والا ہے

آیت ۵۵۔ بنی اسرائیل کی ایک اور گستاخی

وَاِذۡ	قُلۡتُمۡ	يٰمُوۡسٰى	لَنۡ
اور جب	کہا تم نے	اے موسیٰ علیہ السلام	ہم ہرگز نہ

نُّؤۡمِنَ	لَكَ	حَتّٰى	نَرَى اللّٰهَ
ایمان لائیں گے	تجھ پر	جب تک کہ	دیکھ نہ لیں گے اللہ کو

جَهۡرَةً	فَاَخَذَتۡكُمُ	الصّٰعِقَةُ
کھلم کھلا	پھر پکڑا تم کو	بجلی کی کڑک نے

وَ	اَنۡتُمۡ	تَنۡظُرُوۡنَ ○۵۵
اور	تم خود	دیکھ رہے تھے

آیت ۵۶۔ موت کے بعد زندگی

ثُمَّ	بَعَثۡنٰكُمۡ	مِّنۡۢ بَعۡدِ مَوۡتِكُمۡ
پھر	ہم نے زندہ کر دیا تم کو	تمہارے مر جانے کے بعد

لَعَلَّكُمۡ	تَشۡكُرُوۡنَ۝۵۶
تاکہ تم	شکر کرو

آیت ۵۷۔ من اور سلوٰی

وَظَلَّلۡنَا	عَلَيۡكُمُ	الۡغَمَامَ	وَاَنۡزَلۡنَا
اور سایہ کیا ہم نے	تم پر	بادل کا	اور اتارا ہم نے

عَلَيۡكُمُ	الۡمَنَّ	وَالسَّلۡوٰىؕ
تم پر	مَن	اور سَلویٰ

كُلُوۡا	مِنۡ طَيِّبٰتِ	مَا
کھاؤ تم	ان پاکیزہ چیزوں سے	جو

رَزَقۡنٰكُمۡؕ	وَمَا ظَلَمُوۡنَا
دی ہیں ہم نے تم کو	اور انہوں نے ہمارا نقصان نہیں کیا

وَلٰكِنۡ	كَانُوۡٓا	اَنۡفُسَهُمۡ	يَظۡلِمُوۡنَ۝۵۷
اور لیکن	وہ لوگ (اس سے)	خود اپنا	نقصان کرتے تھے

آیت ۵۸۔ بنی اسرائیل کی شہری زندگی

وَاِذْ	قُلْنَا	ادْخُلُوْا	هٰذِهِ	الْقَرْيَةَ
اور جب	کہا ہم نے	داخل ہو جاؤ	اس	بستی میں

فَكُلُوْا	مِنْهَا	حَيْثُ	شِئْتُمْ
پھر کھاؤ	اُس میں سے	جہاں	چاہو تم

رَغَدًا	وَّادْخُلُوا	الْبَابَ	سُجَّدًا
بے فکری کے ساتھ	اور داخل ہو	دروازے میں	سجدہ کرتے ہوئے

وَّ	قُوْلُوْا	حِطَّةٌ	نَّغْفِرْ لَكُمْ
اور	کہو	حِطَّةٌ (توبہ توبہ)	ہم معاف کر دیں گے

خَطٰيٰكُمْ	وَسَنَزِيْدُ	الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۸
تمہاری خطائیں	اور عنقریب زیادہ دیں گے ہم	نیکی کرنے والوں کو

آیت ۵۹۔ کلام الٰہی کی تحریف پر سزاء

فَبَدَّلَ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	قَوْلًا
پھر بدل دیا	جن لوگوں نے	ظلم کیا	قول

غَيْرَ	الَّذِيْ	قِيْلَ لَهُمْ
جو برخلاف تھا	اس قول کے	جس کا حکم دیا گیا تھا اُن کو

فَاَنْزَلْنَا	عَلَى الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا
پھر نازل کیا ہم نے	ان لوگوں پر	جنہوں نے ظلم کیا تھا

رِجْزًا	مِّنَ السَّمَآءِ	بِمَا
ایک عذاب	آسمان سے	اس سبب سے کہ وہ

كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝٥٩
نافرمانی کرتے تھے

آیت ٦٠۔ بارہ چشمے

وَاِذِ	اسْتَسْقٰى	مُوْسٰى	لِقَوْمِهٖ
اور جب	پانی مانگا	موسیٰ علیہ السلام نے	اپنی قوم کے لیے

عبدالوحید الحنفی

فَقُلْنَا	اضْرِبْ	بِّعَصَاكَ	الْحَجَرَ
تو کہا ہم نے	مارو	اپنی لاٹھی کو	پتھر پر

فَانْفَجَرَتْ	مِنْهُ	اثْنَتَا عَشْرَةَ	عَيْنًا
تو پھوٹ پڑے	اُس پتھر سے	بارہ	چشمے

قَدْ عَلِمَ	كُلُّ اُنَاسٍ	مَّشْرَبَهُمْ	كُلُوْا
تحقیق جان لیا	ہر انسان نے	اپنے پانی پینے کا مقام	کھاؤ

وَاشْرَبُوْا	مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ	وَلَا تَعْثَوْا
اور پیو	اللہ تعالیٰ کے رزق سے	اور مت پھرو

فِي الْأَرْضِ	مُفْسِدِينَ ۝٦٠
زمین میں	فساد کرتے ہوئے

آیت ٦١۔ بنی اسرائیل کی بے صبری

وَإِذْ	قُلْتُمْ	يٰمُوسٰى	لَنْ نَّصْبِرَ
اور جب	کہا تم لوگوں نے	اے موسیٰ علیہ السلام	ہرگز نہیں صبر کریں گے

عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ	فَادْعُ	لَنَا
ایک کھانے پر	پس دعا کر	ہمارے لیے

رَبَّكَ	يُخْرِجْ لَنَا	مِمَّا	تُنْبِتُ
اپنے رب سے	کہ نکالے ہمارے لیے	اس میں سے	جو اگاتی ہے

الْأَرْضُ	مِنْ بَقْلِهَا	وَقِثَّآئِهَا
زمین	ساگ اس کا	اور ککڑی اس کی

وَفُومِهَا	وَعَدَسِهَا	وَبَصَلِهَا
اور گیہوں اس کا	اور مسور اس کی	اور پیاز اس کی

قَالَ	أَتَسْتَبْدِلُونَ	الَّذِي	هُوَ أَدْنٰى
فرمایا موسیٰ نے	کیا بدلتے ہو تم	اُس چیز کو	جو ادنیٰ ہے

بِالَّذِیْ	هُوَ	خَيْرٌ
اُس چیز سے	جو	بہتر ہے

اِهْبِطُوْا	مِصْرًا	فَاِنَّ لَكُمْ	مَّا سَاَلْتُمْ
اُترو	کسی شہر میں	پھر یقیناً ملیں گی تم کو	جو تم مانگتے ہو

وَ ضُرِبَتْ	عَلَيْهِمُ	الذِّلَّةُ	وَ الْمَسْكَنَةُ
اور مُسلط کر دی گئی	اُن پر	ذِلّت	اور تنگ دستی

وَ بَآءُوْ	بِغَضَبٍ	مِّنَ اللّٰهِ
اور آ گئے وہ	غُصّے میں	اللہ کے

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ	كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ
یہ (سزا) اُن کو اس سبب سے ملی	کہ وہ انکار کرتے تھے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	وَ يَقْتُلُوْنَ	النَّبِيّٖنَ	بِغَيْرِ الْحَقِّ
اللہ کی آیات کا	اور قتل کرتے تھے	پیغمبروں کو	ناحق

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ	كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ؁۶۱
اس وجہ سے بھی کہ انہوں نے نافرمانی کی	اور حد سے بڑھ گئے تھے

آیت ۶۲۔ ایمان اور عمل صالح کا اجر

اِنَّ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَ الَّذِيْنَ	هَادُوْا
یقیناً	جو لوگ	مسلمان ہیں	اور جو لوگ	یہودی ہیں

وَالنَّصٰرٰی	وَالصّٰبِئِیْنَ	مَنْ
اور جو نصرانی ہیں	اور جو بے دین ہیں	جو شخص

اٰمَنَ بِاللّٰہِ	وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ
یقین رکھتا ہو اللہ پر	اور روز قیامت پر

وَ	عَمِلَ	صٰلِحًا	فَلَھُمْ	اَجْرُھُمْ
اور	عمل کرے	اچھے	تو ایسے لوگوں کے لیے	اُن کا بدلہ ہے

عِنْدَ رَبِّھِمْ	وَلَا	خَوْفٌ	عَلَیْھِمْ
اُن کے رب کے پاس	اور نہ	خوف ہو گا	اُن کو

وَلَا	ھُمْ	یَحْزَنُوْنَ ۝۶۲
اور نہ	وہ	غمگین ہوں گے

آیت ۶۳۔ کوہ طور کا بلند ہونا

وَ	اِذْ	اَخَذْنَا	مِیْثَاقَکُمْ	وَرَفَعْنَا
اور	جب	لیا ہم نے	وعدہ تمہارا	اور اٹھایا ہم نے

فَوْقَکُمُ	الطُّوْرَ	خُذُوْا	مَآ اٰتَیْنٰکُمْ
تمہارے اوپر	طور پہاڑ کو	لے لو	جو دیا ہم نے تم کو

بِقُوَّةٍ	وَّاذْكُرُوْا	مَا فِيْهِ
مضبوطی کے ساتھ	اور یاد کرو تم	جو کچھ اُس میں ہے

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝٦٣
تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ

آیت ٦٤۔ قانون سے منہ موڑنے کی سزا

ثُمَّ	تَوَلَّيْتُمْ	مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ
پھر	پھر گئے تم	اس کے بعد

فَلَوْ	لَا	فَضْلُ	اللّٰهِ	عَلَيْكُمْ
پس اگر	نہ ہوتا	فضل	اللہ کا	تم پر

وَ	رَحْمَتُهٗ	لَكُنْتُمْ	مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝٦٤
اور	رحمت اُس کی	تو یقیناً ہو جاتے تم	گھاٹا پانے والے

آیت ٦٥۔ صورتیں مسخ ہو جانا

وَ	لَقَدْ	عَلِمْتُمُ	الَّذِيْنَ	اعْتَدَوْا
اور	یقیناً	تم جانتے ہو	اُن لوگوں کو	جنہوں نے زیادتی کی

مِنْكُمْ	فِي السَّبْتِ	فَقُلْنَا	لَهُمْ
تم میں سے	ہفتہ کے دن میں	پس کہا ہم نے	اُن سے

كُوْنُوْا	قِرَدَةً	خٰسِـِٕيْنَ ۟ۚ۶۵
کہ ہو جاؤ	بندر	ذلیل

آیت ۶۶۔ سرمایۂ عبرت

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا	لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا	وَ
پھر بنا دیا ہم نے اس واقعہ کو عبرت	اُن لوگوں کے لیے جو موجود تھے	اور

مَا	خَلْفَهَا	وَمَوْعِظَةً	لِّلْمُتَّقِيْنَ ۶۶
جو	اُن کے بعد آنے والے تھے	اور نصیحت	پرہیزگاروں کے لیے

آیت ۶۷۔ ذبحِ گاؤ کا حکم

وَاِذْ قَالَ	مُوْسٰى	لِقَوْمِهٖٓ	اِنَّ اللّٰهَ
اور جس وقت کہا	موسیٰ علیہ السلام نے	اپنی قوم سے	تحقیق اللہ

يَاْمُرُكُمْ	اَنْ تَذْبَحُوْا	بَقَرَةً
حکم دیتا ہے تم کو	کہ ذبح کرو	ایک گائے

قَالُوْٓا	اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا	قَالَ
انہوں نے کہا	کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو۔	کہا موسیٰ علیہ السلام نے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ	اَنْ اَكُوْنَ	مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۶۷

پناہ لیتا ہوں اللہ کی	اس بات سے کہ ہو جاؤں میں	جاہلوں سے

اللہ کے حکم میں حجّت بازی

آیت ۶۸۔(الف) گائے کیسی ہو؟

قَالُوا	ادْعُ لَنَا	رَبَّكَ	يُبَيِّنْ
کہا انہوں نے	دعا کرو ہمارے لیے	اپنے رب سے	کہ بیان کر دے

لَّنَا	مَا هِيَ	قَالَ	اِنَّهٗ يَقُوْلُ
ہم سے	کہ وہ کیسی ہو؟	کہا موسیٰ علیہ السلام نے	کہ اللہ فرماتا ہے

اِنَّهَا بَقَرَةٌ	لَّا	فَارِضٌ	وَّ	لَا بِكْرٌ	عَوَانٌۢ
کہ وہ ایسی گائے ہو	جو نہ	بوڑھی ہو	اور	نہ بچہ	جوان ہو

بَيْنَ ذٰلِكَ	فَافْعَلُوْا	مَا	تُؤْمَرُوْنَ ۝۶۸
اِس کے درمیانی (عمر کی)	پس کرو	جو	حکم دیا جاتا ہے تم کو

آیت ۶۹۔(ب) گائے کا رنگ کیسا ہو؟

قَالُوا	ادْعُ	لَنَا	رَبَّكَ	يُبَيِّنْ
وہ کہنے لگے	دعا کرو	ہمارے لیے	اپنے رب سے	کہ بیان کر دے

لَّنَا	مَا لَوْنُهَا	قَالَ	اِنَّهٗ يَقُوْلُ
ہم سے	کہ کیسا ہو رنگ اس کا؟	کہا موسیٰ علیہ السلام نے	کہ اللہ فرماتا ہے

اِنَّهَا بَقَرَةٌ	صَفْرَآءُ	فَاقِعٌ لَّوْنُهَا
کہ وہ گائے ہے	زرد رنگ کی	کہ تیز رنگ ہو اسکا

تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ۝۶۹
اچھی معلوم ہو، دیکھنے والوں کو

آیت ۷۰۔ (ج) گائے کیسی ہو؟

قَالُوا	ادْعُ	لَنَا	رَبَّكَ	يُبَيِّنْ
وہ کہنے لگے	دعا کرو	ہمارے لیے	اپنے رب سے	کہ بیان کر دے

لَّنَا	مَا	هِيَ ۙ	اِنَّ	الْبَقَرَ
ہم سے	کہ وہ	کیسی ہو	کیوں کہ وہ	گائے

تَشٰبَهَ	عَلَيْنَا ؕ	وَ	اِنَّآ	اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
مشتبہ ہو گئی ہے	ہم پر	اور	یقیناً	اگر چاہا اللہ نے

لَمُهْتَدُوْنَ ۝۷۰
تو راہ پالیں گے

آیت ۷۱۔ گائے کا ذبح کرنا

قَالَ	اِنَّهٗ يَقُوْلُ	اِنَّهَا بَقَرَةٌ
موسیٰ علیہ السلام نے کہا	کہ اللہ فرماتا ہے	وہ گائے

لَّا ذَلُوْلٌ	تُثِيْرُ الْاَرْضَ
نہ جوتی ہوئی ہو	کہ ہل چلائے زمین میں

وَلَا	تَسْقِى الْحَرْثَ	مُسَلَّمَةٌ
اور نہ	پانی دیتی ہو کھیتی کو	تندرست ہو

لَّا شِيَةَ فِيْهَا	قَالُوا الْئٰنَ
جس میں کوئی عیب نہ ہو	کہا انہوں نے کہ اس مرتبہ

جِئْتَ	بِالْحَقِّ	فَذَبَحُوْهَا
تم نے بیان کیا ہے	اچھی طرح	پھر ذبح کیا انہوں نے گائے کو

وَ	مَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ۷۱
اور	وہ ایسا کرنے والے نہ تھے

آیت ۷۲۔ مردے کا زندہ ہونا

وَ	اِذْ	قَتَلْتُمْ	نَفْسًا	فَادّٰرَءْتُمْ
اور	جب	مار ڈالا تم نے	ایک جان کو	پھر اختلاف کرنے لگے تم

فِيْهَا	وَاللّٰهُ	مُخْرِجٌ	مَّا كُنْتُمْ
اس میں	اور اللہ	فاش کرنے والا تھا	اس کو جو تم

تَكْتُمُوْنَ ۷۲
چھپاتے تھے۔

آیت ۷۳۔ اسی طرح اللہ مُردوں کو زندہ کرے گا

فَقُلْنَا	اضْرِبُوْهُ	بِبَعْضِهَا ؕ	كَذٰلِكَ
تو کہا ہم نے	کہ مارو اس کو	ٹکڑا گائے کا	اسی طرح

يُحْيِ	اللّٰهُ	الْمَوْتٰى	وَ	يُرِيْكُمْ
زندہ کرتا ہے	اللہ	مُردوں کو	اور	دکھاتا ہے تم کو

اٰيٰتِهٖ	لَعَلَّكُمْ	تَعْقِلُوْنَ ۝٧٣
اپنی نشانیاں	تاکہ تم	سمجھو

آیت ۷۴۔ یہودؔ کی سنگ دلی

عبدالوحید الحنفی

ثُمَّ	قَسَتْ	قُلُوْبُكُمْ	مِّنْۢ بَعْدِ
پھر	سخت ہو گئے	تمہارے دل	اِس کے بعد

ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ	اَوْ اَشَدُّ
تو وہ دل پتھروں کی مثل ہیں	بلکہ پتھر سے بھی زیادہ

قَسْوَةً	وَ	اِنَّ	مِنَ	الْحِجَارَةِ
سخت	اور	بے شک	بعضے	پتھر ایسے ہیں

لَمَا	يَتَفَجَّرُ	مِنْهُ	الْاَنْهٰرُ ؕ
کہ	پھوٹ نکلتی ہیں	اُن سے	نہریں

وَ	اِنَّ	مِنۡهَا لَمَا	يَشَّقَّقُ
اور	یقیناً	بعضے پتھر	پھٹ جاتے ہیں

فَيَخۡرُجُ	مِنۡهُ	الۡمَآءُ	وَ
پھر نکلنے لگتا ہے	اُن سے	پانی	اور

اِنَّ	مِنۡهَا	لَمَا يَهۡبِطُ
بے شک	بعضے	ان پتھروں میں سے گر پڑتے ہیں

مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ	وَمَا اللّٰهُ
اللہ کے ڈر سے	اور نہیں اللہ

بِغَافِلٍ	عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۝۷۴
بے خبر	تمہارے اعمال سے

آیت ۷۵۔ کلام اللہ میں تحریف

اَفَتَطۡمَعُوۡنَ	اَنۡ	يُّؤۡمِنُوۡا لَكُمۡ
کیا توقع رکھتے ہو تم	کہ وہ	ایمان لے آئیں گے تمہارے کہنے سے

وَقَدۡ	كَانَ فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ
حالاں کہ	ایک جماعت اُن میں سے ہو چکی ہے

يَسۡمَعُوۡنَ	كَلٰمَ اللّٰهِ	ثُمَّ
جو سُنتے تھے	کلامِ الٰہی کو	پھر

يُحَرِّفُوْنَهٗ	مِنْۢ بَعْدِ	مَا عَقَلُوْهُ
بدل ڈالتے تھے اس کو	بعد اِس کے	کہ سمجھ لیا تھا اُس کو

وَهُمْ	يَعْلَمُوْنَ ۝٧٥
حالاں کہ وہ لوگ	علم والے تھے

آیت ۷۶۔ یہود کی منافقت

وَ	اِذَا	لَقُوا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
اور	جب	ملتے ہیں	وہ	مسلمانوں سے

قَالُوْٓا	اٰمَنَّا	وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ
کہتے ہیں	ہم مسلمان ہو گئے	اور جب تنہائی میں ملتے ہیں بعض اُن کے

اِلٰى بَعْضٍ	قَالُوْٓا	اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ
بعض سے	کہتے ہیں	کیا بیان کرتے ہو تم اُن سے

بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ	عَلَيْكُمْ	لِيُحَآجُّوْكُمْ
ایسی باتیں کہ کھول دیا ان کو اللہ نے	تم پر	تاکہ غالب آجائیں

بِهٖ	عِنْدَ رَبِّكُمْ	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝٧٦
وہ تم پر اُن کی وجہ سے	تمہارے رب کے نزدیک	کیا تم بے سمجھ ہو گئے ہو

آیت ۷۷۔ اللہ ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہے

اَوَ لَا یَعْلَمُوْنَ	اَنَّ اللّٰهَ	یَعْلَمُ
کیا نہیں جانتے یہ لوگ اس کو	کہ اللہ	جانتا ہے

مَا	یُسِرُّوْنَ	وَ	مَا	یُعْلِنُوْنَ۷۷
جو	چھپاتے ہیں وہ	اور	جو	ظاہر کرتے ہیں

آیت ۷۸۔ جھوٹی آرزوئیں

وَ	مِنْهُمْ	اُمِّیُّوْنَ	لَا یَعْلَمُوْنَ
اور	ان میں بعضے	بے پڑھے لوگ ہیں کہ	جو علم نہیں رکھتے

الْكِتٰبَ	اِلَّآ	اَمَانِیَّ	وَاِنْ	هُمْ
کتاب کا	سوائے	چند مطلب کی باتوں کے	اور	وہ

اِلَّا	یَظُنُّوْنَ۷۸
صرف	خیالی باتیں بناتے ہیں۔

آیت ۷۹۔ خرابی ہے اُن لوگوں کے لیے

فَوَیْلٌ	لِّلَّذِیْنَ	یَكْتُبُوْنَ	الْكِتٰبَ
پس خرابی ہے	ایسے لوگوں کی	جو لکھتے ہیں	کتاب کو

بِاَیْدِیْهِمْ	ثُمَّ	یَقُوْلُوْنَ	هٰذَا
اپنے ہاتھوں سے	پھر	دعویٰ کرتے ہیں کہ	یہ

مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ	لِيَشۡتَرُوۡا بِهٖ
اللہ کی طرف سے ہے	اس غرض سے کہ معاوضہ میں لے لیں اس کے

ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ	فَوَيۡلٌ لَّهُمۡ	مِّمَّا كَتَبَتۡ
تھوڑی سی قیمت	تو خرابی ہے اُن کی	اس وجہ سے کہ لکھا

اَيۡدِيۡهِمۡ	وَ	وَيۡلٌ	لَّهُمۡ	مِّمَّا يَكۡسِبُوۡنَ ۝۷۹
اُن کے ہاتھوں نے	اور	خرابی	اُن کی	اس کمائی کی وجہ سے

آیت ۸۰۔ جنت کے ٹھیکیدار

وَ قَالُوۡا	لَنۡ تَمَسَّنَا	النَّارُ
اور کہتے ہیں وہ لوگ کہ	ہر گز نہیں چھوئے گی ہم کو	آگ

اِلَّآ	اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدَةً ؕ
سوائے	گنتی کے چند دن

قُلۡ اَتَّخَذۡتُمۡ	عِنۡدَ اللّٰهِ	عَهۡدًا
کہ دے کیا لے لیا ہے تم نے	اللہ سے	کوئی وعدہ

فَلَنۡ يُّخۡلِفَ	اللّٰهُ	عَهۡدَهٗۤ	اَمۡ
کہ نہیں خلاف ورزی کرے گا	اللہ	اپنے اُس وعدہ کی	یا

تَقُوۡلُوۡنَ	عَلَى اللّٰهِ	مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝۸۰
کہتے ہو تم	اللہ پر ایسی بات	جس کا تم کو علم نہیں ہے۔

آیت ۸۱۔ جنت اور دوزخ

بَلٰى	مَنْ	كَسَبَ	سَيِّئَةً	وَّاَحَاطَتْ
ہاں	جو شخص	کرتا ہے	گناہ	اور گھیر لے

بِهٖ	خَطِيْٓـَٔتُهٗ	فَاُولٰٓئِكَ	اَصْحٰبُ النَّارِ
اُس کو	اُس کی خطا	تو یہی لوگ ہیں	آگ والے

هُمْ فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ ۝٨١
وہ اس میں	ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

آیت ۸۲۔ ایمان اور عمل صالح

وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا
اور جو لوگ	ایمان لائے	اور عمل

الصّٰلِحٰتِ	اُولٰٓئِكَ	اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ
اچھے کیے	یہی لوگ ہیں	رہنے والے جنت کے

هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ ۝٨٢
وہ	اُس میں	ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

آیت ۸۳۔ میثاق بنی اسرائیل

وَاِذْ	اَخَذْنَا	مِيْثَاقَ	بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
اور جب	لیا ہم نے	وعدہ	بنی اسرائیل سے

لَا تَعْبُدُوْنَ	اِلَّا اللّٰهَ
کہ نہ عبادت کرنا تم	مگر اللہ کی

وَبِالْوَالِدَيْنِ	اِحْسَانًا	وَّذِی الْقُرْبٰی
اور ماں باپ سے	اچھا سلوک کرنا	اور رشتہ داروں سے

وَالْيَتٰمٰی	وَالْمَسٰكِيْنِ	وَقُوْلُوْا
اور یتیموں سے	اور محتاجوں سے	اور کہو

لِلنَّاسِ حُسْنًا	وَّاَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ
لوگوں سے اچھی بات	اور پابندی کرو	نماز کی

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ	ثُمَّ	تَوَلَّيْتُمْ	اِلَّا
اور دیتے رہو زکوٰۃ	پھر	پھر گئے تم	سوائے

قَلِيْلًا	مِّنْكُمْ	وَاَنْتُمْ	مُّعْرِضُوْنَ ۝۸۳
چند کے	تم میں سے	اور تم لوگ	پھر جانے والے ہی ہو

آیت ۸۴۔ خون ریزی اور جلاوطنی

وَاِذْ	اَخَذْنَا	مِيْثَاقَكُمْ	لَا
اور جب	لیا ہم نے	تم سے وعدہ	کہ نہ

تَسْفِكُوْنَ	دِمَآءَكُمْ	وَلَا	تُخْرِجُوْنَ
بہانا تم	اپنے خون	اور نہ	نکالنا کسی کو

اَنْفُسَكُمْ	مِّنْ دِيَارِكُمْ	ثُمَّ	اَقْرَرْتُمْ
آپس کے لوگوں سے	اپنے وطن سے	پھر	تم نے اقرار کرلیا

وَاَنْتُمْ	تَشْهَدُوْنَ ۝۸۴
اور تم	اِس کے شاہد ہو

آیت ۸۵۔ عہد شکنی اور نافرمانی

ثُمَّ	اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ	تَقْتُلُوْنَ	اَنْفُسَكُمْ
پھر	تم وہ لوگ ہو	کہ قتل کرتے ہو تم	آپس کے لوگوں کو

وَتُخْرِجُوْنَ	فَرِيْقًا	مِّنْكُمْ	مِّنْ دِيَارِهِمْ ز
اور نکال دیتے ہو	ایک جماعت کو	اپنے میں سے	ان کے گھروں سے

تَظٰهَرُوْنَ	عَلَيْهِمْ	بِالْاِثْمِ	وَالْعُدْوَانِ ط
مدد دیتے ہو تم	اُن کے خلاف	ساتھ گناہ	اور زیادتی کے

وَاِنْ	يَّاْتُوْكُمْ	اُسٰرٰى
اور اگر	وہ آتے ہیں تمہارے پاس	قید ہوکر

تُفٰدُوْهُمْ	وَهُوَ	مُحَرَّمٌ	عَلَيْكُمْ
تو بدلہ دیتے ہو اُن کی جان کا	اور وہ	حرام کیا گیا ہے	تم پر

اِخۡرَاجُهُمۡ	اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ	بِبَعۡضِ الۡكِتٰبِ
اُن کا جلاوطن کر دینا	کیا ایمان لاتے ہو تم	کتاب کے کچھ حصہ پر

وَتَكۡفُرُوۡنَ	بِبَعۡضٍ	فَمَا جَزَآءُ
اور انکار کرتے ہو	کچھ حصے کا	تو کیا سزا ہو گی؟

مَنۡ	يَّفۡعَلُ ذٰلِكَ	مِنۡكُمۡ	اِلَّا خِزۡىٌ
اُس شخص کی	جو کرے یہ کام	تم میں سے	سوائے رسوائی کے

فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا	وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ
دنیا کی زندگانی میں	اور روزِ قیامت

يُرَدُّوۡنَ	اِلٰٓى	اَشَدِّ	الۡعَذَابِ
لوٹائے جائیں گے	طرف	سخت	عذاب کے

وَمَا	اللّٰهُ	بِغَافِلٍ	عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۝٨٥
اور نہیں ہے	اللہ	بے خبر	اُن سے جو تم کرتے ہو

آیت ۸۶۔ آخرت کے بدلے دُنیا

اُولٰٓئِكَ	الَّذِيۡنَ	اشۡتَرَوُا	الۡحَيٰوةَ	الدُّنۡيَا
یہی لوگ ہیں	جنہوں نے	خرید لیا ہے	حیاتِ	دنیا کو

بِالۡاٰخِرَةِ	فَلَا	يُخَفَّفُ	عَنۡهُمُ
آخرت کے بدلہ میں	تو نہ	کم کیا جائے گا	اُن سے

الْعَذَابُ	وَلَا هُمْ	يُنْصَرُوْنَ ۝٨٦
عذاب	اور نہ اُن کی	مدد کی جائے گی

آیت ۸۷۔ عیسیٰ علیہ السلام ابنِ مریم علیہ السلام کی آمد

وَلَقَدْ	اٰتَيْنَا	مُوْسَى الْكِتٰبَ
اور تحقیق	دی ہم نے	موسیٰ علیہ السلام کو کتاب

وَقَفَّيْنَا	مِنْۢ بَعْدِهٖ	بِالرُّسُلِ ز
اور پے درپے بھیجا ہم نے	اُس کے بعد	پیغمبروں کو

وَاٰتَيْنَا	عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ	الْبَيِّنٰتِ
اور دیے ہم نے	عیسیٰ علیہ السلام ابنِ مریم کو	کھلے معجزے

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید

وَاَيَّدْنٰهُ	بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط
اور تائید کی ہم نے اُس کی	روح القدس سے

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ	رَسُوْلٌۢ	بِمَا
کیا جب بھی لایا تمہارے پاس	کوئی پیغمبر	ایسے احکام

لَا تَهْوٰٓى	اَنْفُسُكُمُ	اسْتَكْبَرْتُمْ ج
جن کو نہ چاہتا تھا	دل تمہارا	تکبر کیا تم نے

فَفَرِيْقًا	كَذَّبْتُمْ	وَفَرِيْقًا	تَقْتُلُوْنَ ○٨٧
پھر بعضے رسولوں کو	جھٹلایا تم نے	اور بعضوں کو	تم مار ڈالتے تھے

آیت ۸۸۔ بنی اسرائیل کا تعصّب

وَقَالُوْا	قُلُوْبُنَا	غُلْفٌ ؕ
اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ	ہمارے دل	غلاف میں ہیں

بَلْ	لَّعَنَهُمُ	اللّٰهُ	بِكُفْرِهِمْ
بلکہ	پھٹکار ہے اُن کو	اللہ کی	اُن کے کفر کی وجہ سے

فَقَلِيْلًا	مَّا يُؤْمِنُوْنَ ○٨٨
تو تھوڑے ہیں	جو ایمان لاتے ہیں

آیت ۸۹۔ جان بوجھ کر کفر

وَلَمَّا	جَآءَهُمْ	كِتٰبٌ	مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ
اور جب آئی	اُن کے پاس	کتاب (قرآن)	اللہ کی طرف سے

مُصَدِّقٌ	لِّمَا مَعَهُمْ ۙ	وَكَانُوْا
جو تصدیق کرتی ہے	اُس کتاب کی جو اُن کے پاس ہے	اور یہ لوگ

مِنْ قَبْلُ	يَسْتَفْتِحُوْنَ	عَلَى الَّذِيْنَ
اس سے پہلے	فتح مانگتے تھے	اُن لوگوں پر جو

كَفَرُوْا ۚ	فَلَمَّا	جَآءَهُمْ	مَّا عَرَفُوْا
کافر تھے	پھر جب	آئی اُن کے پاس	جس کو پہچان رکھا تھا

كَفَرُوْا	بِهٖ	فَلَعْنَةُ اللّٰهِ
تو انکار کر دیا	اُس کا	پس اللہ کی پھٹکار

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝٨٩
کافروں پر

آیت ۹۰۔ ضد اور تعصب کا نتیجہ

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا	بِهٖٓ	اَنْفُسَهُمْ
بُرے مول خریدا	انہوں نے	اپنی جانوں کو

اَنْ يَّكْفُرُوْا	بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
کہ انکار کرتے ہیں	اُس کا جو نازل کیا اللہ نے

بَغْيًا	اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ	مِنْ فَضْلِهٖ
سرکشی کرکے	اس بات کی کہ نازل کرتا ہے اللہ	اپنے فضل سے

عَلٰى	مَنْ يَّشَآءُ	مِنْ عِبَادِهٖ ۚ
جس پر	چاہے	اپنے بندوں سے

فَبَآءُوْ	بِغَضَبٍ	عَلٰى غَضَبٍ ؕ
پھر آ گئے وہ	(اللہ کے) غضب	در غضب میں

وَلِلْكٰفِرِيْنَ	عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۹۰
اور کافروں کے لیے	عذاب ہے ذلیل کرنے والا

آیت ۹۱۔ دعوتِ ایمان کا انکار

وَاِذَا	قِيْلَ	لَهُمْ	اٰمِنُوْا
اور جب	کہا جاتا ہے	اُن سے کہ	ایمان لاؤ

بِمَآ	اَنْزَلَ اللّٰهُ	قَالُوْا	نُؤْمِنُ
اُس پر	جو اتارا ہے اللہ نے	تو کہتے ہیں	ہم ایمان لاتے ہیں

بِمَآ اُنْزِلَ	عَلَيْنَا	وَيَكْفُرُوْنَ
اُس پر جو اتارا گیا ہے	ہم پر	اور کفر کرتے ہیں

بِمَا وَرَآءَهٗ	وَهُوَ	الْحَقُّ
اُس کا جو سِوا اس کے ہے	حالاں کے وہ (قرآن)	سچا ہے

مُصَدِّقًا لِّمَا	مَعَهُمْ ؕ
تصدیق کرنے والا ہے اس کی	جو اُن کے ساتھ ہے

قُلْ	فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ	اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ
کہہ دو	پھر کیوں قتل کرتے رہے	اللہ کے پیغمبروں کو

مِنْ قَبْلُ	اِنْ كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ ۝٩١
اس سے پہلے	اگر تھے تم	(تورات پر) ایمان لانے والے

آیت ۹۲۔ گوسالہ پرستی

وَلَقَدْ	جَآءَكُمْ	مُّوْسٰى	بِالْبَيِّنٰتِ
اور تحقیق	لائے تمہارے پاس	موسیٰ علیہ السلام	کُھلے کُھلے معجزات

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ	الْعِجْلَ	مِنْۢ بَعْدِهٖ
پھر (معبود) بنالیا تم نے	بچھڑے کو	اس کے بعد

وَاَنْتُمْ	ظٰلِمُوْنَ ۝٩٢
اور تم	ظلم کرنے والے تھے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

آیت ۹۳۔ پکڑو جو ہم نے تمہیں دیا ہے

وَاِذْ	اَخَذْنَا	مِيْثَاقَكُمْ	وَرَفَعْنَا
اور جب	لیا ہم نے	عہد تمہارا	اور اٹھایا ہم نے

فَوْقَكُمُ	الطُّوْرَ	خُذُوْا مَآ	اٰتَيْنٰكُمْ
تم پر	طور پہاڑ کو	لے لو جو کچھ ہم نے	تم کو دیا ہے

بِقُوَّةٍ	وَّاسْمَعُوْا ؕ	قَالُوْا	سَمِعْنَا
مضبوطی کے ساتھ	اور سنو	کہا انہوں نے	ہم نے سُن لیا

وَعَصَيْنَا ۗ	وَاُشْرِبُوْا	فِيْ قُلُوْبِهِمُ
اور نافرمانی کی ہم نے	اور جم گئی تھی	اُن کے دلوں میں

الْعِجْلَ	بِكُفْرِهِمْ ؕ	قُلْ بِئْسَمَا
محبت بچھڑے کی	اُن کے کفر کی وجہ سے	تم کہہ دو بُرا ہے

يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ	اِيْمَانُكُمْ
جس کا تم کو حکم دیتا ہے	تمہارا ایمان

اِنْ كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ ۝٩٣
اگر تم	ایمان والے ہو۔

عبدالوحید الحنفی

آیت ۹۴۔ موت کی تمنا

قُلْ	اِنْ	كَانَتْ	لَكُمُ	الدَّارُ الْاٰخِرَةُ
کہہ	اگر	ہو چکا ہے	تمہارے لیے	عالمِ آخرت

عِنْدَ اللّٰهِ	خَالِصَةً	مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ
اللہ کے نزدیک	خالص	بلا شرکت اور لوگوں کے

فَتَمَنَّوُا	الْمَوْتَ	اِنْ كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ ۝٩٤
توتمنا کرو	موت کی	اگر تم	سچے ہو

آیت ۹۵۔ موت کی تمنا نہیں کریں گے

وَلَنۡ	یَّتَمَنَّوۡہُ	اَبَدًاۢ	بِمَا
اور ہرگز	نہ تمنا کریں گے اس کی	کبھی	سبب اس کے

قَدَّمَتۡ	اَیۡدِیۡھِمۡ ؕ	وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ	بِالظّٰلِمِیۡنَ ۝۹۵
جو آگے بھیج چکے	اُن کے ہاتھ	اور اللہ خوب جانتا ہے	ظالموں کو

آیت ۹۶۔ لمبی عمر کی حرص

وَلَتَجِدَنَّھُمۡ اَحۡرَصَ	النَّاسِ
اور البتہ پائے گا تو اُن کو بہت حرص والا	لوگوں سے

عَلٰی حَیٰوۃٍ	وَمِنَ الَّذِیۡنَ	اَشۡرَکُوۡا ۚۛ
جینے پر	اور اُن لوگوں سے	جنہوں نے شرک کیا

یَوَدُّ اَحَدُھُمۡ	لَوۡ یُعَمَّرُ اَلۡفَ سَنَۃٍ
آرزو مند ہے اُن میں سے ہر ایک	کہ ہو جائے اس کی عمر ہزار سال

وَمَا ھُوَ	بِمُزَحۡزِحِہٖ	مِنَ الۡعَذَابِ
اور نہیں وہ	بچا سکتا اُس کو	اللہ کے عذاب سے

اَنۡ یُّعَمَّرَ ؕ	وَاللّٰہُ	بَصِیۡرٌۢ
یہ کہ بڑھا دی جائے اُس کی عمر	اور اللہ	دیکھتا ہے

بِمَا يَعْمَلُونَ ۝٩٦
ان کے اعمال کو

آیت ۹۷۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی دشمنی

قُلْ	مَنْ كَانَ	عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ
کہہ دے	جو کوئی ہو	دشمن جبریل علیہ السلام کا

فَاِنَّهٗ	نَزَّلَهٗ	عَلٰى قَلْبِكَ	بِاِذْنِ اللّٰهِ
تو بے شک	اُسی نے اتارا ہے اس کو	تیرے دل پر	اللہ کے حکم سے

مُصَدِّقًا لِّمَا	بَيْنَ يَدَيْهِ	وَ هُدًى
تصدیق کرتا ہے اس کی	جو اس سے پہلے ہے	اور ہدایت

وَّ بُشْرٰى	لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝٩٧
اور خوشخبری ہے	ایمان والوں کے لیے

آیت ۹۸۔ جو اللہ کا دشمن ہو

مَنْ كَانَ	عَدُوًّا لِّلّٰهِ	وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ
جو شخص ہے	دشمن اللہ کا	اور اُس کے فرشتوں کا

وَ رُسُلِهٖ	وَ جِبْرِيْلَ	وَ مِيْكٰلَ
اور اُس کے رسولوں کا	اور جبریل علیہ السلام کا	اور میکائیل علیہ السلام کا

فَاِنَّ اللّٰهَ	عَدُوٌّ	لِّلْكٰفِرِيْنَ۝۹۸
تو بے شک اللہ بھی	دشمن ہے	ایسے کافروں کا

آیت ۹۹۔ کلام اللہ کا انکار فسق ہے

وَلَقَدْ	اَنْزَلْنَآ	اِلَيْكَ	اٰيٰتٍ	بَيِّنٰتٍ
اور تحقیق	نازل کی ہم نے	تجھ پر	نشانیاں	واضح

وَمَا يَكْفُرُ	بِهَآ	اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ۝۹۹
اور نہیں انکار کرتے	اس کا	مگر وہی جو بدکار ہیں

آیت ۱۰۰۔ یہودیوں کی عہد شکنی

اَوَكُلَّمَا	عٰهَدُوْا	عَهْدًا	نَّبَذَهٗ
کیا جب کبھی	عہد کیا انہوں نے	کوئی عہد	پھینک دیا اُس کو

فَرِيْقٌ	مِّنْهُمْ	بَلْ اَكْثَرُهُمْ
ایک فرقہ نے	اُن میں سے	بلکہ ان میں سے اکثر لوگ

لَا يُؤْمِنُوْنَ۝۱۰۰
ایمان نہیں لاتے

آیت ۱۰۱۔ جادو کے عمل

وَلَمَّا	جَآءَهُمْ	رَسُوْلٌ	مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ
اور جب	آیا اُن کے پاس	پیغمبر	اللہ کی طرف سے

مُصَدِّقٌ	لِّمَا مَعَهُمْ	نَبَذَ
جو تصدیق کرتا ہے	اُس کی جو اُن کے پاس ہے	پھینک دیا

فَرِيْقٌ	مِّنَ الَّذِيْنَ	اُوْتُوا الْكِتٰبَ
ایک جماعت نے	ان لوگوں میں سے	جن کو کتاب دی گئی ہے

كِتٰبَ اللّٰهِ	وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ
اللہ کی کتاب کو	اپنی پشت کے پیچھے

كَاَنَّهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ ۱۰۱
گویا کہ وہ	جانتے ہی نہیں

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

آیت ۱۰۲۔ھاروت ماروت

وَاتَّبَعُوْا	مَا تَتْلُوا	الشَّيٰطِيْنُ
اور پیروی کرتے ہیں	اس کی کہ پڑھتے تھے	شیطان

عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ	وَمَا كَفَرَ	سُلَيْمٰنُ
زمانہ میں حکومت سلیمان کے	اور نہیں کفر کیا	سلیمان نے

وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ	كَفَرُوْا	يُعَلِّمُوْنَ	النَّاسَ
لیکن شیطانوں نے	کفر کیا تھا	کہ سکھاتے تھے	لوگوں کو

السِّحْرَ	وَمَآ اُنْزِلَ	عَلَى الْمَلَكَيْنِ
جادو	اور نہیں پیروی کی اُس کی جو نازل کی گئی	دونوں فرشتوں پر

بِبَابِلَ	هَارُوْتَ	وَ	مَارُوْتَ
شہر بابل میں	(جن کا نام) ہاروت	اور	ماروت تھا

وَمَا يُعَلِّمٰنِ	مِنْ اَحَدٍ	حَتّٰى
اور وہ دونوں نہ سکھاتے تھے	کسی ایک کو	جب تک

يَقُوْلَآ	اِنَّمَا نَحْنُ	فِتْنَةٌ	فَلَا تَكْفُرْ
(یہ نہ) کہہ دیتے تھے	کہ ہم تو	ایک فتنہ ہیں	پس نہ کافر بنو

فَيَتَعَلَّمُوْنَ	مِنْهُمَا	مَا يُفَرِّقُوْنَ
پھر سیکھتے تھے لوگ	ان دونوں سے	وہ کہ جدائی کرادیں

بِهٖ	بَيْنَ	الْمَرْءِ	وَ	زَوْجِهٖ
اس کے ذریعہ	درمیان	مرد	اور	اس کی بیوی کے

وَ	مَا هُمْ	بِضَآرِّيْنَ	بِهٖ	مِنْ اَحَدٍ
اور	وہ نہیں	نقصان پہنچاسکتے تھے	ساتھ اس کے	کسی کو

اِلَّا	بِاِذْنِ اللّٰهِ	وَ	يَتَعَلَّمُوْنَ
مگر	اللہ ہی کے حکم سے	اور	سیکھتے تھے وہ لوگ

مَا يَضُرُّ	هُمْ	وَ	لَا	يَنْفَعُهُمْ ؕ
ایسی چیز کہ جو نقصان دے	اُن کو	اور	نہ	نفع دے اُن کو

وَ	لَقَدْ	عَلِمُوْا	لَمَنِ اشْتَرٰىهُ
اور	البتہ تحقیق	وہ جانتے تھے کہ	جو شخص خریدے اس کو

مَا لَهٗ	فِي الْاٰخِرَةِ	مِنْ خَلَاقٍ ؕ
نہیں ہے اُس کا	آخرت میں	کوئی حصہ

وَ	لَبِئْسَ مَا	شَرَوْا بِهٖۤ	اَنْفُسَهُمْ ؕ
اور	البتہ برے مول	بیچا انہوں نے	اپنی جانوں کو

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۱۰۲
کاش وہ جانتے ہوتے

عبدالمجید الحنفی

آیت ۱۰۳۔ ایمان اور تقویٰ

وَلَوْ اَنَّهُمْ	اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا	لَمَثُوْبَةٌ
اور اگر وہ لوگ	ایمان لاتے اور پرہیزگار بن جاتے	تو (اس کا) بدلہ

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ	خَيْرٌ ؕ	لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۱۰۳
اللہ کے ہاں	اچھا تھا	اگر وہ جانتے ہوتے

آیت ۱۰۴۔ الفاظ غلط کا استعمال

يَآ	يُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
اے	لوگو	جو	ایمان لائے ہو

لَا	تَقُوْلُوْا	رَاعِنَا	وَ قُوْلُوا	انْظُرْنَا
نہ	کہو	راعنا	اور کہو	انظرنا

وَ	اسْمَعُوْا ط	وَ	لِلْكٰفِرِيْنَ
اور	سُنو	اور	کافروں کے لیے

عَذَابٌ	اَلِيْمٌ ۱۰۴
عذاب ہے	دردناک

عبد الوحید الحنفی

احکام القرآن

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

حکم (۱) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو

امت محمدیہ ﷺ کا ایک منفرد اعزاز

قرآن مجید میں اٹھاسی (۸۸) مقامات پر اللہ تعالیٰ نے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو! سے خطاب کیا ہے۔ کتب سابقہ میں صرف انبیاء کرام کو خطاب ہوتا تھا۔ اللہ نے امتِ محمدیہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ شرف عطا فرمایا ہے۔ اوّلیں طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اور پھر قیامت تک آنے والے مومنوں کو ۸۸ بار قرآن مجید میں براہِ راست خطاب کیا ہے۔

(۱) تفسیر حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب حق تعالیٰ تم سے یٰاَ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے لفظ سے خطاب فرمائے تو ہمہ تن متوجہ ہو کر، کان لگا کر سنو۔ کیوں کہ اس خطاب کے بعد یا تو کسی چیز کے کرنے کا حکم صادر ہو گا یا کسی چیز کے کرنے سے روکا جائے گا۔ (غنیۃ الطالبین ج ۱)

(۲) حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

خادم اہلسنت عبدالوحید

اس پیارے خطاب کی لذت سے عبادت کی تکلیف و مشقت جاتی رہتی ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا میں یٰا حرفِ ندا ہے۔ یٰا سے خطاب اہل دانش کو کیا جاتا ہے۔ اور لفظ اَیُّ سے معیّن منادی مراد ہے۔ اور لفظ هَا منادٰی کی تنبیہ کے لیے لایا گیا ہے۔

اور لفظ اٰمَنُوْا میں اُس معین راز کی طرف اشارہ ہے جو پکارنے والے اور پکارے جانے والے کے درمیان ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ فرمار ہے ہیں کہ اے وہ جو اپنے پُر خلوص راز کے ساتھ، اپنے دل و دماغ کے ساتھ میرے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین از شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

حکم لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا

تم (لفظ) راعنا مت کہا کرو۔ اور اُنظرنا کہہ دیا کرو۔ اور اس (حکم) کو اچھی طرح سن لیجیو۔

وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

اور کافروں کو (تو) سزائے دردناک (ہی) ہوگی۔

تفسیر اے ایمان والو تم لفظ رَاعِنَا مت کہا کرو اور اُنْظُرْنَا کہہ دیا کرو۔ کہ اس کے بھی یہی معنٰی ہیں کہ ہمارے حال پر توجہ فرمائیے اور اس (حکم) کو اچھی طرح سن لیجیو اور اُن کافروں کو (تو) سزائے دردناک ہی ہوگی۔ جو حضور ﷺ کی شان میں چالاکی سے گستاخی کرتے ہیں کہ لفظ

رَاعِنَا سے آپ کو خطاب کرتے ہیں۔ جس کے معنیٰ ان کی عبرانی زبان میں بُرے ہیں اور عربی زبان میں اچھے ہیں کہ ہماری مصلحت کی رعایت فرمائیے۔(بیان القرآن)

(۲)یہودی آکر آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھتے اور حضرت کی باتیں سُنتے۔ بعض بات جو اچھی طرح نہ سُنتے اس کو مکرر تحقیق کرنا چاہتے تو کہتے رَاعِنَا(یعنی ہماری طرف متوجہ ہو اور ہماری رعایت کرو) یہ کلمہ اُن سے سُن کر کبھی مسلمان بھی کہہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ یہ لفظ نہ کہو۔

اگر کہنا ہو تو اُنْظُرْنَا کہو(اس کے معنیٰ بھی یہی ہیں)اور ابتداہی سے متوجہ ہو کر سُنتے رہو تو مکرر پوچھنا ہی نہ پڑے۔ یہود اس لفظ کو بدنیتی اور فریب سے کہتے تھے۔ اس لفظ کو زبان دبا کر کہتے تو رَاعِیْنَا ہو جاتا(یعنی ہمارا چرواہا)اور یہود کی زبان میں رَاعِنَا احمق کو بھی کہتے ہیں۔[1]

(۳) صحابہ اس شرارتِ(یہود) کو نہ سمجھ کر چوں کہ حضور ﷺ کو اسی لفظ سے یاد کرنے لگے تھے، اس لیے ان کو اس سے روکا گیا۔

آیت ۱۰۵۔ کفار کا تعصب

مَا	یَوَدُّ	الَّذِیْنَ	کَفَرُوْا
نہیں	چاہتے	وہ لوگ جو	کافر ہیں

[1] تفسیر عثمانی از علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ۔ ترجمہ مولانا محمود حسن صاحب ؒ شیخ الہند

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ	وَلَا	الْمُشْرِكِيْنَ
اہلِ کتاب سے	اور نہ	مشرکین

اَنْ	يُّنَزَّلَ	عَلَيْكُمْ	مِّنْ	خَيْرٍ
یہ کہ	نازل کی جائے	تم پر	کوئی	بھلائی

مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ	وَاللّٰهُ	يَخْتَصُّ
تمہارے رب کی طرف سے	اور اللہ	خاص کرلیتا ہے

بِرَحْمَتِهٖ	مَنْ	يَّشَآءُ ؕ
اپنی رحمت سے	جس کو	چاہتا ہے

وَ	اللّٰهُ	ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۱۰۵
اور	اللہ	بڑا فضل (کرنے) والا ہے۔

آیت ۱۰۵

ترجمہ وتفسیر

ذرا بھی پسند نہیں کرتے کافر لوگ (خواہ) اہل کتاب میں سے (ہوں) اور (خواہ) مشرکین میں سے۔ اس امر کو کہ تم کو کسی طرح کی بہتری (بھی) نصیب ہو، تمہارے پروردگار کی طرف سے۔ حالاں کہ (ان کے حسد سے کچھ بھی نہیں ہوتا) اللہ تعالیٰ اپنی رحمت (وعنایت) کے ساتھ جس کو منظور ہوتا ہے، مخصوص فرمالیتے ہیں۔ اور اللہ بڑے فضل

(کرنے) والے ہیں۔ (بیان القرآن از مولانا اشرف علی تھانوی ؒ)

تفسیر (۲)

یعنی کفار (یہود ہوں یا مشرکین مکہ) قرآن کے نزول کو تم پر ہرگز پسند نہیں کرتے۔ بلکہ یہود یہ تمنا کرتے ہیں کہ نبی آخر الزمان بنی اسرائیل میں پیدا ہو۔ اور مشرکین مکہ چاہتے ہیں کہ ہماری قوم میں سے ہو۔ مگر یہ تو اللہ کے فضل کی بات ہے کہ اُمّی لوگوں میں نبی آخرالزمان کو پیدا فرمایا۔ (تفسیر عثمانی ص ۲۰)

آیت ۱۰۶۔ آیات کی تنسیخ کی حکمت

مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ	اَوۡ نُنۡسِهَا
جو آیات کہ ہم منسوخ کرتے ہیں	یا اُن کو بھلا دیتے ہیں

نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَآ	اَوۡ	مِثۡلِهَا ؕ
لاتے ہیں ہم اُن سے بہتر	یا	اُن کی مِثل

اَلَمۡ تَعۡلَمۡ	اَنَّ اللّٰهَ
کیا تم نہیں جانتے	کہ اللہ

عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ	قَدِيۡرٌ ۱۰۶
ہر چیز پر	قدرت رکھتا ہے

آیت ۱۰۶۔ قرآن میں نزول وحی میں نسخ کی حکمت

ترجمہ وتفسیر

ہم کسی آیت کا حکم موقوف کر دیتے ہیں۔ یا اُس آیت (ہی) کو (ذہنوں سے) فراموش کر دیتے ہیں۔ تو (یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں کیوں کہ اس میں بھی مصلحت ہوتی ہے چناں چہ) ہم اس آیت سے بہتر یا اُس آیت ہی کی مثل لے آتے ہیں۔

(اے معترض) کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھتے ہیں۔ (پس ایسے قادر کو رعایت مصالح کیا مشکل ہے۔)

(۲) یہ بھی یہود کا طعن تھا کہ "تمہاری کتاب میں بعض آیات منسوخ ہوتی ہیں۔ اگر یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہوتی تو جس عیب کی وجہ سے اب منسوخ ہوئی، اُس عیب کی خبر کیا خدا کو پہلے سے نہ تھی۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "عیب نہ پہلی بات میں تھا، نہ پچھلی میں، حاکم مناسب وقت دیکھ کر جو چاہے حکم کرے۔ اُس وقت وہی مناسب تھا اور اب دوسرا حکم مناسب ہے۔ (تفسیر علامہ شبیر عثمانی)

شانِ نزول

روایت ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رات گزارنے کے بعد صبح کو جب اٹھے تو سُورۃ پڑھیں، لیکن انہیں وہ سورت سوائے بسم اللہ کے اور کچھ یاد نہ تھا۔

حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورت حال بتائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سورۃ اب منسوخ ہو گئی ہے۔ اب نہ اس کی تلاوت ہو گی، نہ ہی اُس کا حکم باقی رہا۔ (تفسیر روح البیان ج ۱، ص ۴۴۸)

(۳) روایت ہے کہ کفار نسخ میں طعن کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ محمد ﷺ کی طرف نہیں دیکھتے کہ اپنے ساتھیوں کو پہلے ایک کام کا حکم دیتا ہے۔ پھر انہیں اس کام سے منع کر کے اس کے برعکس دوسرے کام کا حکم دیتا ہے۔ کفار کا گمان یہ تھا کہ ایسا کرنا ندامت کی دلیل ہے۔

وہ اس کے اسرار و مصالح سے ناواقف تھے۔ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ آيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا ...... الخ

یعنی اگر ہم مصالح مخلوق اور مقتضائے وقت کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں، یا اُسے تیرے دل سے بالکل بھلا دیتے ہیں تو دوسری ایسی آیت لے آتے ہیں جو لوگوں کے لیے نفع و ثواب میں بہتر ہوتی ہے یا ویسی ہی ہوتی ہے۔

اے منکر کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ اس پر قادر ہے کہ کسی آیت کو منسوخ کر دے یا بھلا دے اور پھر منسوخ سے بہتر یا ویسی ہی اور آیت لے آئے۔ (احکام القرآن از علامہ جیون ج ۱، ص ۳۵)

مسئلہ (۳) نزولِ وحی کے دوران تبدیلی آیات کی حکمت

(۴) یہی مضمون اللہ تعالیٰ نے سورہ نحل میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے

وَ اِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝١٠١

اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدل دیتے ہیں۔ اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے تو وہ کہتے ہیں، تو تو بنالاتا ہے۔ یہ بات نہیں پر اکثروں کو ان میں سے خبر نہیں۔

دونوں آیات میں فرق صرف یہ ہے کہ دوسری آیت میں لفظ تبدیل آیا ہے اور پہلی آیت میں نسخ وانساء دوسری آیت میں "وَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ" اور بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ کہہ کہ اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ کفار اسرار نسخ سے بے بہرہ ہیں۔ اور پہلی آیت میں یہی بات

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھتے ہیں۔)

کہہ کر بیان فرمائے تھے۔ (احکام القرآن علامہ جیون ج ۱، ص ۳۵)

آیات میں نزول وحی کے دوران نسخ و تبدیلِ احکام

(۵) القصہ ضروری ہے کہ یہاں نسخ و تبدیل کی وضاحت کر دی جائے تو سُنیئے نسخ لغت میں بدلنے کو کہتے ہیں۔ اور شرع میں نسخ ایک حکم مطلق

کی انتہا ہے جو ہمارے ذہنوں میں ہمیشہ رہنے والا تھا۔ یا ہمارے اوہام میں تھا کہ یہ حکم ہمیشہ رہے گا۔

نسخ ہمارے لیے تو تبدیلی ہے لیکن صاحب شرع کے لیے محض ایک چیز کا بیان کر دینا ہے۔ جیسا کہ مقتول کے بارے میں ہوتا ہے۔

محل نسخ وہ حکم ہوتا ہے جو فی نفسہٖ وجود وعدم کا متحمل ہو۔

یعنی وہ حکم واجب لذاتہٖ نہ ہو جیسے وجوب ایمان اور ممتنع لذاتہٖ بھی نہ ہو جیسے حرمت کفر۔ نیز اس حکم کے ساتھ کوئی ایسی توقیت یا تائید (ہمیشگی) بھی ملحق نہ ہو۔ جو نسخ کے منافی ہو۔ اور نص سے یا دلالۃ سے ثابت ہو۔ توقیت کی نظیر تو شرع میں نہیں ہے۔

اور تابئید جو نص سے ثابت ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے خَالِدِیْنَ فِیْهَا اَبَداً

اور وہ تابئید جو دلالۃً ثابت ہے وہ جملہ احکام و شرائع ہیں جن پر رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ نیز نسخ کے لیے شرط یہ ہے کہ ناسخ و منسوخ میں اتنا وقفہ ہو جس میں منسوخ کا اعتقاد دل میں پختہ ہو جائے، پھر ناسخ آئے۔

وَلَا بِشَترط زَمَان التمکن من فعلَ الْمَنْسُوْخ خلاَفا لِلْمُعْتَزِلَه

یہ شرط نہیں کہ اتنا وقت ہو جس میں منسوخ کا فعل ہو بھی سکے بخلاف معتزلہ

یہ بات طے شدہ ہے کہ قیاس کسی حکم کا ناسخ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اکثر فقہاء کے نزدیک اجماع بھی کسی حکم کا ناسخ نہیں ہو سکتا۔

قرآں کی ناسخ قرآن ہی کی کوئی آیت ہو سکتی ہے۔ اسی طرح حدیث کی ناسخ حدیث یا قرآں کی کوئی آیت ہو سکتی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قرآں کی آیت کی ناسخ قرآن کی آیت ہی ہو سکتی ہے، حدیث نہیں۔ اسی طرح حدیث کی ناسخ دوسری حدیث ہو سکتی ہے۔

نسخ فی الواقع کوئی تبدیلی نہیں بلکہ بیان محض ہے

نسخ فی الواقع کوئی تبدیلی نہیں بلکہ بیان محض ہے۔ لہٰذا جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کے کسی حکم کی انتہاء کو بیان کر دے۔ یا رسول (ﷺ) اللہ کے کسی حکم کی انتہاء کو بیان کر دے۔

حدیث حدیث کے لانے والے بھی تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ کیوں کہ سورہ النجم پ ۲۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

اور نہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں۔ اُن کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔ (سورہ النجم آیت ۲۔۳)

یعنی

گفتہ ٔ او گفتہ ٔ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

ناسخ و منسوخ احکام کی مثالیں

ناسخ خیر کی مثال

(۱) جیسے پچاس نمازوں کا پانچ نمازوں سے منسوخ ہونا۔

(۲) میراث بالہجرت کا میراث بالقرابت سے منسوخ ہونا۔

(۳) رات کے روزے کا دن کے روزے سے منسوخ ہونا۔

(۴) جہاد میں "ایک کا مقابلہ دس سے" اس حکم کا ناسخ "ایک کا مقابلہ دو سے" ہے۔

ناسخ مثل کی مثال

امام زاہد کی تصریح کے مطابق قبلہ کا بیت المقدس سے بدل کر کعبہ کا قبلہ ہونا۔

نسخ بلا بدل کی مثال

سورۃ مجادلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَیْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ (المجادلہ آیت ۱۲)

رسول ﷺ سے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دو۔

(۲) سورۃ بقرہ میں اللہ پاک کا قول ہے

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ......

عبدالحمید الحنفی

الخ (البقرہ آیت ۱۸۷)

ترجمہ: تم لوگوں کے واسطے روزہ کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کر دیا گیا ہے۔

ناسخ انقل کی مثال

فخر الاسلام لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے روزے اور فدیہ میں اختیار دیا تھا۔ پھر روزۂ رمضان کو لازم کر دیا۔

(۲) اسی طرح پہلے مقاتلین سے صُلح و درگزر کا حکم تھا۔ اب اُن سے لڑنے کا حکم ہے۔

مَنۡسُوخ الۡوَصف الّذی فِی الحُکۡم

حکم کے کسی وصف کا منسوخ ہونا۔

مثلاً کسی حکم مطلق میں کوئی قید لگا دی جائے۔ جیسا کہ نص میں مطلقاً پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ لیکن مسح خفین والی حدیث مشہور کا اقتضاء یہ ہے کہ جب موزے پہنے ہوں تو پاؤں پر مسح کیا جائے گا۔ یہ گویا مطلق کو مقید کر دیا ہے۔

لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ نسخ نہیں بلکہ بیان (وضاحت) ہے۔

(۱) مسئلہ پاؤں کا مسح

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ...... الخ (پ۶ المائدہ آیت ۶)

اے ایمان والو جب تم نماز کو اُٹھنے لگو تو اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو بھی کہنیوں سمیت دھوؤ۔ اور اپنے سروں پر ہاتھ پھیرو اور دھوؤ اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت۔

فائدہ یہ چار چیزیں فرض ہیں وضو میں، باقی امور مسنون و مستحب ہیں جن کی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ یہاں اَرْجُلَكُمْ منصوب واقع ہوا ہے۔ جو فَاغْسِلُوْا کا معمول ہے اور یہی قرأت مشہور و متواتر ہے۔ اور ایک قرأت میں اَرْجُلِكُمْ مجرور[1] ہے۔ جس سے بعضوں کو شبہ ہو گیا ہے کہ پاؤں کا بھی مثل سر کے مسح ہے۔

لیکن چوں کہ دو قرأتوں کا مثل دو آیتوں کے متوافق ہونا بلکہ اس سے زیادہ متحد المعنیٰ ہونا ضروری ہے اور ان میں تعارض محال ہے۔

اس لیے لامحالہ "غسل الرجل" اور "مسح الرجل" سے ایک ہی معنیٰ

---

[1] حدیث رسول ﷺ میں اس حکم کی وضاحت ہے۔ حضور ﷺ کے عمل اور سُنّت سے یہ آیت دو الگ الگ حکموں پر محمول ہوں گی۔ پس نصب والی صورت محمول ہو گی، جب موزے نہ پہنے ہوں۔ اور جر والی صورت اس پر محمول ہو گی جب موزے پہنے ہوئے ہوں۔ (ماخذ احادیث و کتب اصول فقہ)

مراد ہوں گے چناں چہ ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ سے اہل لغت نے تصریح کی ہے کہ مسح بمعنیٰ غسل آتا ہے۔ چناں چہ متوضی کو متمسح کہتے ہیں اور مسح الارض المطر بولتے ہیں۔ پھر حدیثِ صحیحہ غسل الرجل پر متفق ہیں۔

اور احادیثِ شیخین میں ایڑیاں خشک رہ جانے پر ویل الاعقاب سے نار کی وعید فرمانا مصرح ہے۔ جس سے جواز مسح کالشمس فی النہار واضح ہے۔

پھر اہل حق کا اس پر اجماع بھی ہے۔ اس لیے مسح الرجل کو غسل پر محمول کیا جاوے گا۔ ایک کو اصح المقدر کر لیا جاوے گا۔ تاکہ اصح المحفوظ میں جمع بین الحقیقۃ والمجاز لازم نہ آئے۔ اس صورت میں نکتہ لفظ مسح لانے میں یہ اشارہ ہوگا کہ پاؤں دھونے میں جیسا عادت ہے اسراف پانی کا نہ کریں۔

یا جرِّ جوار کہا جاوے اور یہ کہنا کہ عطف میں جرِّ جوار نہیں ہوتا غیر مُسَلّم ہے۔ خوب سمجھ لو اور پوری بحث اس کی تفسیر روح المعانی میں ہے لیکن منصف کو اس قدر بھی بس (کافی) ہے۔[1]

ہر مذہب کے مسلمان وضو میں پاؤں دھونا فرض سمجھتے ہیں۔ لیکن شیعہ عقل کے خلاف پاؤں دھونے کی بجائے مسح کی فرضیت کے قائل ہیں۔ جبکہ شیعہ مذہب کی اصح الکتب میں سے کافی کلینی ج ۱ ص ۱۹ پر امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ایک حدیث میں ہے جس سے ثابت

---

1 تفسیر بیان القرآن ج ا پ ٦۔ المائدہ آیت ۵

ہوتا ہے کہ پاؤں کا دھونا فرض ہے۔

وَاِنْ نَسِيْتَ مَسْحَ رَاسِكَ حَتّٰى تَغْسِلَ رِجْلَيْكَ فَامْسَحْ رَاسِكِ ثُمَّ اغْسِلْ رِجْلَيْكَ (فروغ کافی ج ۱ ص ۱۹)

(امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر سر کا مسح کرنا بھول جائے اور پہلے پاؤں کو دھو ڈالے تو سر کا پھر مسح کرے اور بعد ازاں پاؤں دھو ڈالے۔)

اس حدیث سے بالصراحت ثابت ہے کہ پاؤں کا دھونا فرض ہے اس لیے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مسح سر کو بھول جائے اور غلطی سے پہلے پاؤں دھوئے جائیں تو پھر ایسا کرنا چاہیے کہ سر کا مسح کر لیا جائے اور ترتیب وضو کی درستی کے لیے پھر دوبارہ پاؤں دھوئے جائیں۔ اگر پاؤں کا دھونا فرض نہیں بلکہ ازالہ نجاست منظور تھا جیسا کہ شیعہ کہا کرتے ہیں تو پہلے دھونے سے ازالہ نجاست تو ہو چکا تھا مسح کرنے کے بعد دوبارہ پاؤں دھونے کا حکم کیوں دیا جاتا؟ اس حدیث کا کوئی جواب شیعہ نہیں دے سکتے۔ یہ حدیث، خلاف شیعہ ہمارے ہاں ایک زبرست دلیل ہے جس سے ان کے تمام استدلال پر پانی پھر جاتا ہے۔[1]

قرآن مجید میں سورہ المائدہ کی مذکورہ آیت ۵ میں اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ منصوب واقع ہوا ہے۔ جو فَاغْسِلُوْا کا معمول ہے اور یہی

[1] آفتاب ہدایت ص ۲۷۴۔ مؤلفہ مولانا کرم الدین صاحب دبیرؒ

قرأت مشہور و متواتر ہے۔ اور اِلَی الْكَعْبَيْنِ میں الیٰ تحدید کے لیے ہے۔ اور یہ بھی پاؤں دھونے کے حکم پر دلالت کرتا ہے۔

کیوں کہ حد بیان کرنا مغسولات کے لیے ہی فائدہ دیتا ہے نہ کہ ممسوحات کے لیے۔ کیوں کہ مسح مین خفف مقصود ہوتی ہے نہ کہ استیعاب اور غسل میں چوں کہ استیعاب مقصود ہوتا ہے اس لیے اِلَی الْكَعْبَيْنِ سے اس کی حد بیان فرمائی ہے۔[1]

اِنساء کے معنیٰ

صاحب تفسیر مدارک نے نسخ کی یہ چار اقسام بیان کرنے کے بعد اِنساء کے معنیٰ بیان کیے ہیں۔

اِنساء کے معنیٰ یہ ہیں کہ بات دلوں سے محو ہو جائے۔ لیکن نسخ میں یہ بات نہیں۔

بعض مفسرین کے نزدیک نسخ یہ ہے کہ حکم زائل ہو جائے، لفظ زائل ہوں یا نہ ہوں۔ یا حکم اور لفظ دونوں زائل ہو جائیں۔ اور اِنساء یہ ہے کہ لفظ زائل ہو جائیں حکم رہے یا نہ رہے۔

1 مولانا قاضی مظہر حسین حاشیہ آفتاب ہدایت ص ۴۷۰۔

اہلِ اصول کی تحقیق

(۱) منسوخ (مُنْسِی) بُھلائی ہوئی

اہل اصول نے مُنْسِی (بھلائی ہوئی) کو تو بالکل ذکر ہی نہیں کیا۔

(۲) منسوخ التلاوت

اور منسوخ التلاوت و الحکم کی ہمیں کوئی مثال نہیں ملی کہ ذکر کرتے۔ ممکن ہے یہ قسم بھی دلوں سے محو کر دی جاتی ہے۔ اور مُنْسٰی بھلائی ہوئی میں داخل ہے۔

لہٰذا ممکن ہے کہ لفظِ نسخ کا معنٰی یہ ہو کہ ہم صرف لفظ کو منسوخ کرتے ہیں۔ اور حکم باقی رہتا ہے۔ یا صرف حکم کو منسوخ کرتے ہیں اور لفظ باقی رہتے ہیں۔ اور نُنْسِهَا سے مراد منسوخ التلاوت و الحکم ہو۔

نُنْسِهَا (بُھلائی ہوئی) اور نَنْسَخْ (منسوخ) کا فرق

(۱) کچھ مفسرین کے نزدیک نسخ صرف امر و نہی میں ہوتا ہے، خبر میں نہیں۔ اور انساء امر و نہی و خبر تینوں میں ہوتا ہے۔ لیکن خبر میں انساء کا مطلب یہ ہے کہ لفظ تو زائل ہو جاتے ہیں لیکن معنٰی باقی رہتے ہیں۔

(هٰذَا أَفَادَه بَعْض مُحشِيْ الْبَيْضَاوِيْ)

(۲)صاحب تفسیر کشاف نے اجمالاً بیان کیا ہے کہ کسی آیت کا نسخ یہ ہے کہ اسے مٹا کر، اس کی جگہ دوسری لائی جائے۔ پھر لکھا ہے:

اِنساء یہ ہے کہ آیت دلوں سے محو کر دی جائے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر آیت جس کے الفاظ و احکام کو ہم کسی مصلحت کی وجہ سے لے جاتے ہیں۔ یا الفاظ و احکام میں سے کسی ایک کو ختم کر دیتے ہیں۔ خواہ ان کا بدل ہو یا نہ ہو تو ایسی آیت لے آتے ہیں جو بندوں کے لیے پہلی آیت سے بہتر ہوتی ہے۔ یعنی نئی آیت پر عمل کرنا زیادہ ثواب کا موجب ہوتا ہے یا پہلی جیسا ہی ہوتا ہے۔ انتہی کلامہ۔(احکام القرآن از علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۸)

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب نُنْسِهَا سے مراد منسوخ التلاوت و الحکم ہے تو یہ نسخ میں داخل ہے۔ اسے لفظ نُنْسِهَا سے ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب یہ ہے کہ نسخ میں اظہار کمال بتلانے کے لیے کہ نہ لفظ باقی رہتے ہیں نہ حکم اور مکمل نسخ ہو جاتا ہے۔ امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کا جو ترجمہ کیا ہے، اس کے موافق ہے۔ والحمد للہ ثانیا[1]

پھر منسوخ کی دو اقسام:

[1] احکام القرآن ص ۳۹ از علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ

(۱)منسوخ التلاوت و الحکم

(۲)منسوخ التلاوت دون الحکم

سے ہماری کوئی غرض وابستہ نہیں۔ کیوں کہ قرآن پاک میں ان دو میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔

ہماری غرض اس قسم سے متعلق ہے جو منسوخ الحکم دون التلاوت ہے۔ کیوں کہ ہر عامل بالقرآن اور مجتہد و مستنبطِ احکام القرآن کے لیے ضروری ہے کہ منسوخ کی اس قسم سے آگاہ ہو۔

تاکہ بوقت تعارض "ناسخ" پر عمل کرے اور "منسوخ" کو ترک کر دے۔ یہ بات اس پر موقوف ہے کہ اس قسم سے آگاہ ہو۔ تاکہ بوقت تعارض ناسخ پر عمل کرے اور منسوخ کو ترک کر دے۔ یہ بات اس پر موقوف ہے کہ اُسے پتہ ہو کہ کون سی سورۃ اور کون سی آیت نزولاً مقدم ہے اور کونسی مؤخر، کون سی مدنی ہے اور کون سی مکی۔ تاکہ وہ مقدم کو "منسوخ" اور مؤخر کو "ناسخ" قرار دے سکے۔

اسے یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ کون سی سورۃ میں ناسخ و منسوخ ہر دو آیات موجود ہیں۔ اور کون سی آیت منسوخ یا صرف آیت ناسخ پائی جاتی ہے۔ اور کون سی سورت ہر دو سے خالی ہے۔ نیز وہ یہ بھی جانتا ہو کہ نسخ اور تخصیص میں کیا فرق ہے؟ کون سی آیت نسخ کا احتمال رکھتی ہے اور

کون سی آیت نسخ کی متحمل نہیں؟ صاحب اتقان (علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس موضوع پر اس قدر بسط سے لکھا ہے کہ زیادتی کی گنجائش نہیں۔ (احکام القرآن ج۱، ص ۳۹)

(۳) منسوخ الحکم دون التلاوت آیات
(حکم منسوخ، تلاوت باقی)

اب میں آپ کو وہ آیات بتلاتا ہوں جو مَنْسُوْخُ الْحُکْمِ دُوْنَ التِلَاوَتِ ہیں اور مجھے کتب کی چھان بین سے دریافت ہوئی ہیں۔

پہلا حکم

(۱) وہ تمام آیات جن میں مقاتلین سے عفو و درگزر کا تذکرہ ہے۔

جیسے وَ مَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ (سورہ یٰس آیت ۱۷)

ترجمہ: اور ہمارے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے۔

اور لَکُمْ دِیْنُکم وَلِیَ دِیْن (سورہ کافرون آیت ۶)

تم کو تمہارا بدلہ ملے گا اور مجھ کو میرا بدلہ ملے گا۔

(۲) یا جن میں جنگ میں پہل کرنے سے روکا گیا ہے۔

مثلاً وَ لَا تَعْتَدُوا اِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْن (سورہ بقرہ آیت ۱۹۰)

اور حد سے مت نکلو، واقعی اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

یعنی جنگ میں پہل نہ کرو۔

(۳) ایسے تمام احکام، اُن آیات کے احکام سے منسوخ ہیں جن میں ہمیں جنگ کا حکم دیا گیا ہے۔

جیسے وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً[1]

اور فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ (سورہ توبہ آیت ۵)

پھر یہی آیت اشہر حرم میں حرمت قتال پر دلالت کرتی ہے۔

(۴) اور اسی طرح يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ ...... تا ...... قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ (سورہ بقرہ آیت ۲۱۷)

(۵) اور وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ[2] سے بھی اشہر حرم میں جنگ کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ ایسے تمام احکامات، آیاتِ مطلقہ سے منسوخ ہیں۔

(۶) نیز فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ[3] مشرکین کو جہاں پاؤ مارو۔ سے پتہ چلتا ہے کہ مسجد حرام میں ابتداءً اور انتہاءً ہر حال میں جنگ جائز ہے۔ اس تعمیم

[1] سورہ توبہ آیت ۳۶

[2] سورہ مائدہ آیت ۲

[3] سورہ توبہ آیت ۵

کی آگے وضاحت تیسرے حکم میں ہے۔

تیسرا حکم

(۷) وَ لَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ (سورۃ البقرہ آیت ۱۹۱)

اور ان کے ساتھ مسجد حرام کے قرب و (نواح) میں (کہ حرم کہلاتا ہے) قتال مت کرو جب تک وہ لوگ وہاں تم سے خود نہ لڑیں۔

پہلا حکم

(۸) وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً[1]

(اور سب مشرکین سے لڑنا جیسا کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں)

کا مدلول یہ ہے کہ ذمی اور حربی ہر دو سے جنگ واجب ہے۔ ذمی سے جنگ کے حکم کو درج ذیل آیت حکم منسوخ کر رہی ہے۔

دوسرا حکم

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ لَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ (سورہ توبہ آیت ۲۹)

---

[1] سورہ توبہ آیت ۳۶

ترجمہ: لڑو ان لوگوں سے جو نہیں ایمان لاتے اللہ پر اور نہ روز آخرت پر اور نہیں حرام سمجھتے اُن چیزوں کو جن کو حرام کر دیا ہے اللہ نے اور اُس کے رسول ﷺ نے اور نہیں قبول کرتے سچا دین۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو دی گئی ہے کتاب، یہاں تک (لڑو) کہ وہ ماتحت ہو کر اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کریں۔

اور یہ قرآن میں صرف ایک آیت ہے، ذمی سے جنگ کے حکم کو منسوخ کر رہی ہے۔

پہلا حکم

(۹) نیز یہ آیت معذورین پر جنگ لازم قرار دیتی ہے۔

خصوصاً اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّثِقَالًا (سورہ توبہ آیت ۴۱)

کیوں کہ اس کا معنیٰ یہ ہے "خواہ تندرست ہو یا بیمار جنگ کے لیے نکلو"۔ تو یہ درج ذیل آیت سے حکم منسوخ ہے

دوسرا حکم

وَمَا كَانَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لِيَنۡفِرُوۡا كَآفَّةً (سورہ توبہ آیت ۱۲۲)

اور لَيۡسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الۡمَرۡضٰى ...... الخ[1]

اور لَيۡسَ عَلَى الۡاَعۡمٰى وَلَا عَلَى الۡاَعۡرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الۡمَرِيۡضِ حَرَجٌ (سورہ النور آیت ٦١)

[1] سورہ توبہ آیت ۹۱

القصہ جنگ ابتداءً مسجد حرام کے باہر مومنین غیر معذورین پر واجب ہے۔ اور انتہاءً مسجد حرام میں بھی خواہ اشہر حرم میں ہو یا کسی وقت۔ صرف حربی سے جنگ کی جائے گی اور ذمی سے جنگ سے مستثنیٰ ہے۔

جب آپ قتال کے بارے میں ناسخ و منسوخ سے مطلع ہو چکے تو ان کے علاوہ، وہ منسوخ احکامات یا جن احکامات میں رعایت بعد میں نزولِ وحی کے دوران کر دی گئی وہ ان شاء اللہ جہاں جہاں وہ آیات ہیں اُن کی تفصیل بیان کی جائے گی۔

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

احکام القرآن

(۱) پارہ اول (۱) آیت ۱۱۵۔ سورہ بقرہ

حکم اول

فَاَيۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ‌ؕ

ترجمہ: پس جس طرف تم منہ کرو، اسی طرف ہے ذات اللہ کی۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مدلول یہ ہے کہ نماز میں کعبہ کی طرف متوجہ ہونا شرط نہیں۔ یہ آیت درج ذیل آیت سے منسوخ ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حکم ثانی۔ آیت ۱۵۰۔ سورہ بقرہ۔ پارہ دوم۔

فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ‌ؕ وَحَيۡثُ مَا كُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ شَطۡرَهٗ لِئَلَّا يَكُوۡنَ لِلنَّاسِ عَلَيۡكُمۡ حُجَّةٌ

ترجمہ: پس پھیر لے اپنا چہرہ مسجد الحرام کی طرف اور جہاں بھی تم ہو، تو پھیر لو تم اپنے چہرے اُس کی طرف تا کہ نہ باقی رہے لوگوں کے لیے تم پر کوئی دلیل۔

حکم اول اور حکم ثانی میں مفسرین کی تحقیق وتتبیق

بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ پہلا حکم فَاَيۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ کا حکم اس صورت میں ہے جب قبلہ معلوم نہ ہو۔ خواہ اندھیرے کی وجہ

سے یا کسی اور وجہ سے۔ اسے مسئلہ تحری کہتے ہیں یا یہ آیت سواری پر نوافل کے بارے میں ہے۔ سواری پر نوافل نماز جائز ہے۔ سواری کا رُخ جدھر بھی ہوتا رہے۔ اس آیت میں چند اور توجیہات بھی ہیں جو آگے آئیں گی۔ (احکام القرآن علامہ جیون۔ج ۱، ص ۴۰)

(۲) پارہ دوم (۲) سورہ بقرہ آیت ۱۸۳۔

حکم اوّل

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۱۸۳

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو فرض کیے گئے ہیں تم پر روزے جیسا کہ فرض کیے گئے تھے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

علامہ جلال الدین سیوطی صاحب رحمۃ اللہ علیہ انقان لکھتے ہیں کہ آیت ہذا سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارا روزہ اہل کتاب کے روزہ کے مشابہ ہے اُن کا روزہ عشاء سے مغرب تک ہے۔ اور ہمارا روزہ صبح سے مغرب تک ہے۔ سو اس آیت سے حکم میں رعایت ہے۔

حکم ثانی۔ سورہ بقرہ آیت ۱۸۷۔ پارہ دوم

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ...... الخ

حلال کر دیا گیا ہے تمہارے لیے رات میں پاس جانا اپنی بیویوں کے وہ لباس ہیں تمہارے لیے اور تم لباس ہو اُن کے لیے۔

وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ...... الخ

اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے لیے سفید دھاری، کالی دھاری سے فجر کی، پھر پورا کرو روزے کو رات تک...... الخ

(۳) سورہ بقرہ آیت ۱۸۴۔ پارہ دوم

حکم اول

وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ

ترجمہ: اور واجب ہے اُن لوگوں پر جو اس کی طاقت رکھتے ہیں بدلہ دینا کھانا ایک مسکین کا۔

وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۸۴

ترجمہ: اور یہ کہ روزہ رکھو تم بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم جانتے ہو۔

کچھ مفسرین کے نزدیک اس آیت کا مدلول یہ ہے کہ جو شخص روزہ کی طاقت رکھتا ہے اسے اختیار ہے چاہے روزہ رکھے چاہے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔ لہٰذا یہ حکم اگلی آیت سے منسوخ ہے۔ کیوں کہ اس آیت کا مدلول یہ ہے کہ جو بھی رمضان کا مہینہ پائے، اس پر روزہ واجب ہے۔

حکم ثانی۔ سورت بقرہ آیت ۱۸۵۔ پارہ دوم

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰی وَ الۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡیَصُمۡهُ ...... الخ

مہینہ رمضان کا ایسا ہے جس میں نازل کیا گیا قرآن جس میں ہدایت ہے لوگوں کے لیے اور واضح دلیلیں ہدایت کی۔ اور حق و باطل کے امتیاز کی۔ پس جو کوئی موجود ہو تم میں سے اس مہینے میں تو ضروری ہے کہ روزہ رکھے۔

(۴) سورت بقرہ آیت ۲۱۹ پارہ دوم

حکم اول

وَ یَسۡـَٔلُوۡنَكَ مَا ذَا یُنۡفِقُوۡنَ ۬ؕ قُلِ الۡعَفۡوَ ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّكُمۡ تَتَفَكَّرُوۡنَ ۲۱۹

ترجمہ: اور پوچھتے ہیں تجھ سے کہ کیا خرچ کریں؟ کہہ دے جو بچے۔ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیات کو تاکہ تم غور کرو۔

صاحبِ تفسیر حسینی، صاحب تفسیر مدارک اور امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عفو وہ ہے جو ضرورت سے زائد ہو۔ لہٰذا یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ ضرورت سے زائد جتنا مال بھی ہو سب کا سب اللہ کی راہ میں دے دیا

حافظ عبدالوحید الحنفی

جائے۔ لہٰذا یہ حکم آیت الزکوٰۃ سے منسوخ ہے۔

حکم ثانی

وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ۔ (سورہ النور آیت ۵٦)

اور زکوٰۃ دیا کرو۔

كُلُوا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ[1]

کھاؤ اس پھل سے جب وہ پھل لائے اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ .... الخ (التوبہ آیت ٦٠)

ترجمہ: صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا...... الخ

(۵) سورت بقرہ آیت ۲۴۰

حکم اول

وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۲۴۰

ترجمہ: تم میں سے جو فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں ان پر لازم ہے کہ بیویوں کے لیے وصیت کر جائیں کہ انہیں ایک سال تک مکان میں

---

[1] سورہ انعام آیت ۱۴۱

خادم اہلسنت عبدالوحید

رہنے دیا جائے، نکالا نہ جائے۔ پس اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس
بارے میں کوئی حرج نہیں۔ وہ اپنے اختیار سے جو چاہیں کریں بھلے
طریقے سے۔ اور اللہ تعالیٰ غالب ہے، حکمت والا۔

مفسرین کہتے ہیں کہ آیت ھذا کا مصداق یہ ہے کہ خاوند پر واجب ہے کہ مرتے وقت منکوحہ کے لیے وصیت کر جائے کہ عورت ایک سال تک رہائشی سہولتیں حاصل کرے گی۔ نیز عورت ایک سال تک عدت گزارے گی۔ سو وصیت کا واجب ہونا تو آیت میراث سے منسوخ ہے۔ جس میں میت کی اولاد کی صورت میں عورت کو 1/8 اور میت کے لاولد ہونے کی صورت میں عورت کو 1/4 ملے گا۔

حکم ثانی۔ سورت النساء آیت ۱۲ پارہ ۴

وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ
فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ
وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ
لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا
تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ ...... الخ

ترجمہ: اور تمہارے لیے آدھا ہے اس کا جو چھوڑ مریں تمہاری بیبیاں اگر
نہ ہو اُن کی کوئی اولاد۔ پس اگر ہو اُن کی اولاد تو تمہارے لیے چوتھائی
ہے اُس میں سے جو چھوڑ مریں۔ بعد (ادائیگی) وصیت کے جو وصیت کر

جائیں اس کی یا بعد قرض کے (ادا کرنے کے) اور اُن بیبیوں کے لیے چوتھائی ہے اُس میں سے جو تم چھوڑ مرو۔ اگر تمہاری نہ ہو اولاد۔ پس اگر ہو تمہاری اولاد تو اُن کا آٹھواں ہے اس میں سے جو تم چھوڑ مرو بعد ادائیگی وصیت کے جو وصیت کر جاؤ یا بعد ادائیگی قرض کے۔

حکمِ اوّل میں وصیت کے ساتھ ساتھ یہ بھی حکم تھا کہ جس عورت کا خاوند مر جائے اس کی عورت ایک سال تک عدت گزارے گی اِس سے پہلی آیت میں یہ مدت بیان کی گئی تھی۔

حکم ثالث۔ سورہ بقرہ آیت ۲۳۴۔ پارہ دوم

وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ...... الخ

ترجمہ: اور جو لوگ کہ مر جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں بیویاں، روکے رکھیں وہ اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن۔ پھر جب وہ پہنچ چکیں اپنی عدت کو تو کچھ گناہ نہیں تم پر، جو وہ کریں اپنے حق میں جائز طور پر اور اللہ اُس سے جو تم کرتے ہو، خبر دار ہے۔

اس حکم میں جس عورت کا خاوند مر جائے اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے، خواہ وہ حاملہ ہو یا نہ ہو۔

پھر اسی حکم کی وضاحت کرتے ہوئے یوں حکم ہوا کہ حاملہ کی عدت تو وضع حمل ہے۔

لہٰذا اس صورت میں جب کوئی عورت حاملہ ہو اور اس کا خاوند مر جائے تو اس کے لیے یہ حکم منسوخ اور اس حکم کی ناسخ سورۃ طلاق کی یہ آیت ہو گی

حکم رابع

وَ الّٰٓـِٔیۡ یَئِسۡنَ مِنَ الۡمَحِیۡضِ مِنۡ نِّسَآئِکُمۡ اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ فَعِدَّتُہُنَّ ثَلٰثَۃُ اَشۡہُرٍ ۙ وَّ الّٰٓـِٔیۡ لَمۡ یَحِضۡنَ ؕ وَ اُولَاتُ الۡاَحۡمَالِ اَجَلُہُنَّ اَنۡ یَّضَعۡنَ حَمۡلَہُنَّ ؕ وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ اَمۡرِہٖ یُسۡرًا ﴿۴﴾ (سورہ طلاق مدنی آیت ۴۔ پارہ ۲۸)

ترجمہ: اور جو عورتیں ناامید ہو گئی ہیں حیض سے تمہاری بیویوں میں سے اگر شبہ میں ہو تم پس عدت ان کی تین مہینے ہے۔ اور ان کی بھی جن کو ابھی تک حیض نہیں آیا۔ اور حمل والی عورتیں عدت اُن کی یہ ہے کہ جَن لیں حمل اپنا۔ اور جو کوئی ڈرے اللہ سے کر دے گا اس کے لیے کام میں آسانی۔

بعض فقہاء اور مفسرین کے نزدیک وہ حاملہ جس کا خاوند مر جائے دو عدتوں میں سے زیادہ لمبی عدت گزارے گی۔ یعنی اگر وضع حمل چار ماہ دس روز سے قبل ہو تو چار ماہ دس دن عدت گزارے گی اور اگر وضع حمل کے لیے چار ماہ دس روز سے زیادہ عرصہ درکار ہے تو وضع حمل تک عدت گزارے گی۔ (تفسیر احکام القرآن علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ ج ۱، ص ۴۳)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۶)سورت بقرہ آیت ۲۸۲ پارہ سوم

حکم اول

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَ لْیَكْتُبْ بَّیْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَ لَا یَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ یَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْیَكْتُبْ ۚ ...... الخ

ترجمہ: اے ایمان والو! جب معاملہ کرو تم ادھار کا ایک مدتِ مقررہ تک تو لکھ لو اس کو اور ضروری ہے کہ لکھے تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ اور نہ انکار کرے کاتب یہ کہ لکھ دے وہ جیسا کہ سکھایا ہے اس کو اللہ نے......الخ

(۷)اسی حکم کے درمیان میں فرمایا

وَ لَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ ...... الخ

ترجمہ: اور گواہوں کو جب بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں۔

اس آیت میں حکم تھا کہ بیع سلم میں کاتب پر واجب ہے کہ وہ وثیقہ قرض لکھ دے۔ اور دوسرا یہ اس حکم میں گواہ کے لیے گواہ بننا واجب ہے۔

بعض مفسرین کے نزدیک یہ دونوں جملے حکم ثانی سے واجب نہ رہے۔

حکم ثانی۔اسی حکم کے آخر میں فرمایا

وَ لَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِيْدٌ وَ اِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

اور نہ ستایا جائے کاتب اور نہ گواہی دینے والا اور اگر تم ایسا کروگے تو یقیناً یہ گناہ کی بات ہے تمہاری اور ڈرو اللہ سے اور سکھاتا ہے اللہ تم کو اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

بعض مفسرین کے نزدیک اس آخری حکم ثانی سے آیت مذکورہ میں حکم اول کے دونوں جملوں میں صیغہ امر استحباب کے لیے ہو گیا جو پہلے وجوب کے لیے تھا۔ حکم اول کے جملہ سے یہ معلوم ہوا کہ گواہ بننا تو واجب یا مستحب ہے لیکن گواہ بننے کے بعد گواہی دینا واجب ہے اور پہلے کا مطلب یہ ہے کہ بوقت تنگی کاتب کو کتابت سے انکار نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ وثیقہ دَین لکھنا واجب ہے۔

(۸)سورت بقرہ آیت ۲۸۴۔پارہ سوم

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ

اللہ ہی کی مِلک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اگر ظاہر کرو تم جو کچھ کہ تمہارے دلوں میں ہے یا چھپاؤ اس کو حساب لے گا تم سے اس کا اللہ۔

اس قول میں یہ ہے کہ انسان کے دل میں کسی گناہ کا تصور بھی آئے تو اس کا مؤاخدہ ہو گا۔ کیوں کہ یہ تکلیف مالا یطاق ہے۔ لہٰذا اگلی آیت سے رعایت کر دی گئی۔

حکم ثانی۔ سورت بقرہ آیت ۲۸۶۔ پارہ سوم

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ

نہیں تکلیف دیتا اللہ کسی کو مگر اس کی طاقت کے موافق۔ اسی کا ہے جو اس نے کمایا اور اُسی پر پڑے گا جو اس نے کیا۔

پس اس کا نفس کے عمل و کسب پر محاسبہ ہو گا، محض تصور پر نہیں۔ یا کفر کے تصور پر عمل کیا جائے گا اور کفر کے علاوہ باقی گناہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

(۹) سورۃ آلِ عمران مدنی پارہ ۴ رکوع ۱

حکم اول

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (سورہ آلِ عمران)

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے۔

اس آیت میں حکم تھا کہ اللہ سے اس قدر ڈرنا واجب ہے جس قدر اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ ایسا ہونا انسانی طاقت سے باہر ہے اور انسان کو اس کا مکلف بنانا محال ہے لہٰذا سورۃ تغابن کی آیت میں رعایت کر دی گئی۔

حکم ثانی

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝١٦ (سورہ تغابن آیت ۱۶)

ترجمہ: پس ڈرو اللہ سے جتنا تم سے ہو سکے۔ اور سنو اور فرماں برداری کرو اور خرچ کرو بہتر ہو گا تمہارے لیے۔ اور جو بچا لیا گیا بخل سے اپنے نفس کے پس یہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

اکثر مفسرین کے خیال میں یہ آیت سورۃ آل عمران والی آیت کے اجمال کو بیان کرتی ہے۔ (احکام القرآن ج ۱، ص ۴۴ از علامہ جیون)

(۱۰) سورت نساء مدنی

حکم اوّل۔ سورت نساء آیت ۸

وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ

ترجمہ: جب تقسیم میراث کے وقت رشتہ دار یتیم اور مسکین حاضر ہوں تو اس میں سے انہیں بھی کچھ دے دیا کرو۔

کہا جاتا ہے کہ اس حکم کی رو سے تقسیم ترکہ کے وقت مذکورہ بالا لوگوں کو بھی کچھ نہ کچھ دینا واجب ہے۔ پھر آیت میراث سے یہ حکم واجب نہ رہا۔ اور اب یہ امر استحباب کے لیے ہے۔ لیکن لوگ اس پر

عمل کرنے میں سستی کر رہے ہیں۔ جیسا کہ استیذان اور تقویٰ میں سستی کرتے ہیں۔

حکم ثانی۔ سورت النساء آیت ۱۱ تا ۱۴ امیراث پارہ ۴

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ...... الخ

ترجمہ: حکم دیتا ہے تم کو اللہ تمہاری اولاد کے بارہ میں کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔...... الخ

(۱۱) سورت نساء آیت ۱۵۔ پارہ ۴ رکوع ۱۴

حکم اول

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۱۵

ترجمہ: جو کوئی تمہاری عورتوں میں سے بدکاری کریں تو ان پر چار گواہ اپنے مردوں میں سے لاؤ۔ اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں قید کر دو۔ یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں مر جائیں یا اللہ ان کے لیے کوئی اور راہ پیدا کر دے۔

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۱۶

یہ دونوں آیتیں حد زناء کے بارے میں ہیں۔ بعض مفسرین کے نزدیک پہلی آیت صرف عورتوں کے حق میں ہے کہ فاعلہ و مفعولہ دونوں عورتیں ہوں تو ان کی سزا تاحیات گھر میں قید رکھنا ہے۔ اور دوسری آیت ان دو مردوں کے حق میں ہے جو عمل لوط کے مرتکب ہوں۔

حکم ثانی۔ سورت نساء کی آیت ۱۵ اور ۱۶ کے بارے میں مزید حکم سورت نور کی آیت میں نازل کیا گیا۔

اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢

ترجمہ: زنا کرنے والی اور زنا کرنے والا پس مارو ہر ایک کو ان دونوں میں سو (۱۰۰) کوڑے۔ اور نہ آنا چاہیے دونوں کے بارے میں تم کو ترس، اللہ کے دین میں، اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ پر اور روزِ آخرت پر۔ اور چاہیے حاضر ہوں اُن دونوں کی سزا کے موقع پر ایک جماعت مسلمانوں میں سے۔...... الخ

اس آیت نے پہلے حکم کا کچھ حصہ منسوخ کر دیا اور گواہوں کے بارے میں چار والا حکم باقی رہا۔

سورت انعام مکی آیت

وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدۡوًۢا بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ؕ

اور جن کی یہ پرستش کرتے ہیں تم لوگ انہیں بُرا مت کہو ورنہ وہ بھی بے سمجھے بے ادبی سے اللہ کو برا کہیں گے۔

امام زاہدی نے کہا ہے کہ یہ آیت درج ذیل آیات سے منسوخ ہے۔

الف۔ اِنَّکُم وَ مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ حَصَبُ جَھَنَّمُ اَنۡتُمۡ لَھَا وَارِدُوۡن

تم بھی اور اللہ کے سوا جن کی تم پوجا کرتے ہو وہ بھی جہنم کا ایندھن ہیں تم سب اس میں جانے والے ہو۔

ب۔ اَمۡوَاتٌ غَیۡرُ اَحۡیَاءٌ

وہ مردے ہیں زندہ نہیں ہیں۔

ج۔ ضَعُفَ الطَّالِبِ وَ الۡمَطۡلُوب

طالب و مطلوب ہر دو کمزور ہیں۔

لیکن تفسیر حسینی میں اور کشاف میں اس کے بر عکس لکھا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

اِنَّکُم وَ مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ حَصَبُ جَھَنَّمُ

تو کفار کہنے لگے ہم بھی تمہارے معبود کی ہجو کریں گے۔ جیسا تم ہمارے معبودوں کو بُرا بھلا کہتے ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ
عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ
(۳) كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ

کھاؤ اس پھل سے جب وہ پھل لائے اور کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔

کہا جاتا ہے کہ اس آیت میں حق سے مراد وہ صدقہ ہے جو ابتدائے اسلام میں واجب تھا۔ پھر یہ آیت زکوٰۃ سے منسوخ ہو گیا۔ لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد پھلوں اور کھیتی کی زکوٰۃ ہے جو کبھی دسواں اور کبھی بیسواں حصہ ہوتی ہے۔

(۴) قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِيْ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ
اِلَّاۤ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ
رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ الخ (الانعام آیت 145)

تو کہہ دو کہ جو وحی مجھ تک پہنچی ہے اس میں، تو میں کوئی حرام غذا پاتا نہیں کسی کھانے والے کے لیے کہ اس کو کھائے مگر یہ کہ وہ چیز مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت ہو۔ کیوں کہ وہ ناپاک ہے یا وہ کسی ناجائز صدقہ وغیرہ ہو۔ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں مذکور اشیاء کے علاوہ باقی کوئی چیز حرام نہیں۔ حالاں کہ اور بھی کئی اشیاء حرام ہیں۔ (جن کی

وضاحت احادیث میں ہے)

حدیث

اِنَّہٗ علیہ السَّلام نَہٰی عَنْ اَکْلِ کُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ

کہ نبی علیہ السلام نے درندوں میں سے ہر اس جانور کے کھانے سے منع کیا ہے جس کی کچلیاں ہوتی ہیں۔

لیکن یہ خبر واحد ہے۔ پھر اس کے جواب میں طویل بحث اپنے مقام پر آئے گی۔

(۷) سورت اعراف

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

اس باب میں سورۃ اعراف کی صرف ایک آیت ہے۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ ۱۹۹

ضرورت سے زائد مال لے لیا کرو بھلے کام کا حکم دے اور جاہلوں سے منہ پھیر لے۔

صاحب اتقان (علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں کہ یہ بڑی عجیب آیت ہے۔ اس کا پہلا حصہ (خُذِ الْعَفْوَ) بھی منسوخ ہے اور آخری حصہ (وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ) بھی منسوخ ہے اور درمیانی حصہ (وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ) محکم ہے، منسوخ نہیں۔

آیت میں تین چیزیں ہیں:

(۱) فاضل مال لینے کا حکم

(۲)امر بالمعروف

(۳)اعراض عن الجاہلین

پہلا اور آخری حکم منسوخ اور درمیان والا اپنے حال پر ہے۔

(۸)سورت الانفال مدنی

حکم اوّل

يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ‌ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ‌ۚ

تجھ سے مال غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں تو کہہ دے مالِ غنیمت اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا(آیت نمبر ۱)

اگر انفال سے مراد غنائم ہیں اور للہ والرسول کا لام تملیک کے لیے ہے تو یہ آیت اسی سورت کی آیت ۴۱ سے منسوخ ہے۔

حکم ثانی

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ

اور جان لو کہ جو کچھ کسی چیز سے مالِ غنیمت تمہارے ہاتھ لگے تو اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور رسول کے رشتہ داروں، یتیموں، مساکین اور مسافروں کے لیے ہے۔

اور اگر انفال سے مراد وہ زیادتی ہے جو امیر کسی مجاہد کو اس کے حصے سے زیادہ دے اور لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ کا معنیٰ یہ ہے کہ مالِ غنیمت کی تقسیم

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کا حق اللہ اور اس کے رسول کو ہے تو پھر یہ آیت منسوخ نہ ہو گی۔

حکم اوّل

(۲) اِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ عِشۡرُوۡنَ صٰبِرُوۡنَ یَغۡلِبُوۡا مِائَتَیۡنِ ۚ وَ اِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ مِّائَۃٌ یَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفًا مِّنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاَنَّہُمۡ قَوۡمٌ لَّا یَفۡقَہُوۡنَ ﴿۶۵﴾

اگر تم میں سے بیس (۲۰) شخص ثابت قدم رہنے والے ہوں تو دو سو (۲۰۰) پر غالب آجائیں گے۔ اور اگر تم میں سے ایک سو ہوں تو کفار کے ایک ہزار پر غالب آجائیں گے کیوں کہ وہ ایک ناسمجھ قوم ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر میدان جنگ میں مسلمانوں کے مقابلہ میں دس گنا کافر بھی ہوں تو بھاگنا حرام ہے اور ان سے قتال واجب ہے۔

اس کے بعد رعایت کر دی گئی اور یہ حکم اگلی آیت سے بدل دیا گیا۔

حکم ثانی

اَلۡـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنۡکُمۡ وَ عَلِمَ اَنَّ فِیۡکُمۡ ضَعۡفًا ؕ فَاِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ مِّائَۃٌ صَابِرَۃٌ یَّغۡلِبُوۡا مِائَتَیۡنِ ۚ وَ اِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ اَلۡفٌ یَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفَیۡنِ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۶۶﴾

اور اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف کر دی ہے اور جان لیا ہے کہ تم میں

سستی آگئی ہے۔ پس اگر تم میں سے سو شخص ثابت قدم ہوں تو دو سو پر غالب آئیں گے۔ اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں تو دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب آئیں گے اور اللہ کی تائید ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہوتی ہے۔

سورت انفال کے احکام میں رعایت

(۳)سورت انفال آیت ۷۲۔ پارہ ۱۰

حکم اوّل

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ هَاجَرُوۡا وَ جٰهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَ اَنۡفُسِهِمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَ الَّذِیۡنَ اٰوَوۡا وَّ نَصَرُوۡۤا اُولٰٓئِكَ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ ؕ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ یُهَاجِرُوۡا مَا لَکُمۡ مِّنۡ وَّلَایَتِهِمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ حَتّٰی یُهَاجِرُوۡا ...... الخ

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنی جان، مال سے لڑے اور جن لوگوں نے مدد کی اور جگہ دی۔ یہ لوگ ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اور جو لوگ ایمان تو لائے اور گھر نہیں چھوڑا، تمہیں اُن کی رفاقت سے کچھ کام نہیں یہاں تک کہ وہ ہجرت کر آئیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ میراث ہجرت سے ہے قرابت سے نہیں۔ یہ حکم اللہ کے قول وَ اُولُوا الۡاَرۡحَامِ...... الخ اسی سورت

کی آخری آیت ۷۵ سے منسوخ ہے۔

حکم ثانی

وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۠ ۷۵

اور جو قرابت والے ہیں بعض ان کے زیادہ حق دار ہیں (میراث میں) بعض کے۔ اللہ کی کتاب میں۔ بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

یعنی قرابت والے ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں۔

سورت نور آیت ۳۔ پارہ ۱۸

حکم اوّل

اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً٘ وَّ الزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌۚ وَ حُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ ۳

بدکار مرد ہی بدکار عورت یا مشرکہ سے نکاح کرتا ہے اور بدکار عورت سے بدکار مرد یا مشرک ہی نکاح کرتا ہے اور مومنوں پر یہ حرام ہے۔

اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت کی رو سے زانی کسی صالحہ سے نکاح نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی کسی صالح کے نکاح میں کوئی زانیہ آسکتی ہے۔

اسی سورت میں یہ حکم درج ذیل آیت سے منسوخ ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حکم ثانی۔ سورت نور آیت ۳۲

وَ اَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ وَ الصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَ اِمَآئِکُمۡ ...... الخ

اور نکاح کرو رانڈوں کا اپنے میں سے اور ان کا جو نیک ہیں تمہارے غلاموں اور تمہاری لونڈیوں میں سے...... الخ

اس حکم میں اولیاء کو حکم ہے کہ وہ رانڈوں اور نیک غلاموں اور لونڈیوں کا نکاح کریں۔ خواہ وہ نیک ہوں یا بد، اس کی کوئی قید نہیں۔

سورت مجادلہ آیت ۱۲۔ پارہ ۲۸

حکم اول

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نَاجَیۡتُمُ الرَّسُوۡلَ فَقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیۡ نَجۡوٰىکُمۡ صَدَقَةً

ترجمہ: اے ایمان والو جب رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کرنا چاہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ دو

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ واجب ہے۔

یہ حکم اسی آیت کے اگلے حصہ سے منسوخ ہے۔

حکم ثانی

ذٰلِكَ خَیۡرٌ لَّكُمۡ وَ اَطۡهَرُ ؕ فَاِنۡ لَّمۡ تَجِدُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ

رَّحِیۡمٌ ۝۱۲

ترجمہ: یہ بات تمہارے لیے بہتر اور زیادہ پاکیزہ ہے پھر اگر تم صدقہ کے لیے کچھ نہ پاؤ تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حکم اوّل۔ سورۂ ممتحنہ آیت ۱۰ و ۱۱ پارہ ۲۸

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا جَآءَکُمُ الۡمُؤۡمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامۡتَحِنُوۡهُنَّ ...... الخ

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم اُن کا امتحان کر لیا کرو، اُن کے ایمان کو اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی

قطع تعلق مناکحت میں المومنین والمشرکین

یہ آیتیں بھی ایک خاص موقع کے متعلق ہیں اور وہ موقع صلح حدیبیہ کا ہے جس کا بیان آغاز سورہ فتح میں ہوا ہے۔

منجملہ ان شرطوں کے جو صلح نامہ حدیبیہ میں لکھی گئیں تھیں، ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو شخص مسلمانوں میں سے کافروں کی طرف چلا جاوے وہ واپس نہ دیا جائے گا اور جو شخص کافروں سے مسلمانوں کی طرف چلا جائے، وہ واپس دے دیا جائے گا۔

چناں چہ بعضے مسلمان مرد آئے اور وہ واپس کر دیے گئے۔ پھر بعضی عورتیں مسلمان ہو کر آئیں اُن کے اقارب نے اُن کی واپسی کی

درخواست کی اس پر یہ آیتیں حدیبیہ میں نازل ہوئیں۔ جس میں عورتوں کے واپس کرنے کی ممانعت کی گئی۔ پس عموم مضمون صلح نامہ کا اس سے مخصوص اور منسوخ ہو گیا۔ اور ایسی عورتوں کے باب میں کچھ خاص احکام مقرر کیے گئے اور اُن کے ساتھ کچھ احکام ایسی عورتوں کے باب میں مقرر ہوئے جو پہلے مسلمانوں کے نکاح مین تھیں، مگر اسلام نہ لائیں اور مکہ میں ہی رہ گئیں اور چوں کہ مدار ان احکام کا ان عورتوں کا مسلمان ہونا ہے، اس لیے طریق امتحان بھی بتلایا گیا ہے۔

حکم اول

جو عورت دارالحرب سے مسلمان ہو کر آجائے اُس کا نکاح شوہر کافر سے فوراً ٹوٹ گیا۔ اسی طرح جس حربیہ کا شوہر مسلمان ہو جائے، اُس کا نکاح بھی معاً ٹوٹ جائے گا۔

حکم دوم

پہلی عورت کا نکاح مسلمان مرد سے جائز ہے، اگر وہ حاملہ ہے تو بعد وضع حمل بالاجماع اور اگر غیر حاملہ ہے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بلاعدت اور صاحبین کے نزدیک بعد عدت اور دوسری عورت پر کسی کے نزدیک عدت نہیں۔ اور یہ دونوں حکم اب بھی باقی ہیں۔

حکم سوم

پہلی عورت کو پہلے شوہر نے جس قدر مہر دیا ہو، مسلمان وہ مہر اس

شوہر کافر کو واپس کر دیں۔ یہ خاص تھا اسی واقعہ کے ساتھ بلحاظ صلح کے
کہ اہلِ صلح کا ضرر نہ ہو۔ اور نیز ان کو اشتعال نہ ہو جس سے صلح ٹوٹ
جائے اب یہ حکم باقی نہیں ہے۔

حکم چہارم

اسی طرح کفار دوسری عورت کا مہر مسلمان شوہر کو ادا کریں۔ یہ حکم
بھی مخصوص تھا، اسی واقعہ کے ساتھ۔ (بیان القرآن للتھانوی رحمۃ اللہ علیہ)
دلیل ان بعض احکام کے مخصوص ہونے کی آیت سیف اور آیت
غنیمت ہے اور حدیث نے بعض احکام کو منسوخ کر دیا ہے۔[1]

آیت ۱۰۷۔ اللہ ہی کی حکومت ہے

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

اَلَمْ تَعْلَمْ	اَنَّ اللّٰهَ	لَهٗ
کیا تم کو معلوم نہیں	کہ اللہ	ہی کی

مُلْكُ	السَّمٰوٰتِ	وَ الْاَرْضِ	وَ مَا	لَكُمْ
حکومت ہے	آسمانوں	اور زمین میں	اور نہیں	تمہارا

مِّنْ دُوْنِ	اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ۱۰۷○
سوائے	اللہ کے کوئی دوست اور نہ مددگار

[1] تلخیص احکام القرآن علامہ جیون

آیت ۱۰۸۔ نبی ﷺ سے سوالات

اَمْ تُرِيْدُوْنَ	اَنْ تَسْـَٔلُوْا	رَسُوْلَكُمْ
کیا تم ارادہ کرتے ہو	کہ سوال کرو	اپنے پیغمبر سے

كَمَا	سُئِلَ	مُوْسٰى	مِنْ قَبْلُ
جیسا کہ	سوال کیا گیا	موسیٰ علیہ السلام سے	اس سے پہلے

وَ	مَنْ	يَّتَبَدَّلِ	الْكُفْرَ	بِالْاِيْمَانِ
اور	جو شخص	کہ بدل دے	کفر کو	ساتھ ایمان کے

فَقَدْ	ضَلَّ	سَوَآءَ	السَّبِيْلِ ۞١٠٨
تو وہ	گمراہ ہو گیا	سیدھے	راستہ سے

عبدالوحید الحنفی

آیت ۱۰۹۔ کفّار کا حسد

وَدَّ	كَثِيْرٌ	مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
پسند کرتے ہیں	بہت سے	اہل کتاب میں سے

لَوْ	يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ
کہ تم کو	تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر تم کو

كُفَّارًا	حَسَدًا	مِّنْ	عِنْدِ	اَنْفُسِهِمْ
کافر بنا دیں	حسد سے	جو	ان کے	دلوں میں ہے

مِّنۡۢ بَعۡدِ	مَا تَبَيَّنَ	لَهُمُ	الۡحَقُّ
بعد	اس کے کہ ظاہر ہو چکی ہے	اُن پر	حق بات

فَاعۡفُوۡا	وَاصۡفَحُوۡا	حَتّٰى يَاۡتِىَ	اللّٰهُ	بِاَمۡرِهٖ
پس معاف کرو	اور درگزر کرو	جب تک کہ بھیجے	اللہ	اپنا حکم

اِنَّ اللّٰهَ	عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ	قَدِيۡرٌ ۝۱۰۹
یقیناً اللہ	ہر ایک شے پر	قدرت رکھتا ہے

آیت ۱۱۰۔ تمہارے اعمال آخرت کا توشہ

وَ	اَقِيۡمُوا	الصَّلٰوةَ	وَاٰتُوا	الزَّكٰوةَ
اور	پابندی کرو	نماز کی	اور دیتے رہو	زکوٰۃ

وَ	مَا	تُقَدِّمُوۡا	لِاَنۡفُسِكُمۡ	مِّنۡ خَيۡرٍ
اور	جو	پہلے بھیج دو گے	اپنے لیے	کوئی بھلائی کی چیز

تَجِدُوۡهُ	عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ	اِنَّ	اللّٰهَ
پاؤ گے اس کو	اللہ کے پاس	بے شک	اللہ

بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ	بَصِيۡرٌ ۝۱۱۰
تمہارے اعمال کو	دیکھ رہا ہے

آیت ۱۱۱۔ جنت کا مستحق کون ہے

وَ	قَالُوْا	لَنْ	يَّدْخُلَ	الْجَنَّةَ
اور	وہ لوگ کہتے ہیں کہ	ہرگز نہ	داخل ہوگا	جنت میں کوئی

اِلَّا	مَنْ	كَانَ	هُوْدًا	اَوْ نَصٰرٰى ؕ
سوائے ان کے	جو	ہوں	یہودی	یا نصرانی

تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ	قُلْ	هَاتُوْا
یہ ان کے دل بہلانے کی باتیں ہیں	تم کہہ دو	کہ لاؤ

بُرْهَانَكُمْ	اِنْ كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ ۱۱۱
اپنی دلیل	اگر تم	سچے ہو

آیت ۱۱۲۔ (ب) جنت کے مستحق کی نشانی

بَلٰى ۚ	مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ	لِلّٰهِ	وَهُوَ
ہاں	جو شخص کہ جھکا دے اپنا رُخ	اللہ کی طرف	اور وہ

مُحْسِنٌ	فَلَهٗۤ	اَجْرُهٗ	عِنْدَ رَبِّهٖ
مخلص بھی ہو	تو اس کے لیے	اُس کا صلہ ہے	اس کے رب کے پاس

وَلَا	خَوْفٌ	عَلَيْهِمْ	وَلَا هُمْ	يَحْزَنُوْنَ ۱۱۲
اور نہ	کچھ ڈر ہے	اُن پر	اور نہ وہ	رنجیدہ ہوں گے

آیت ۱۱۳۔مذہبی گروہ بندیاں

وَ	قَالَتِ	الْيَهُوْدُ	لَيْسَتِ النَّصٰرٰى
اور	کہا	یہود نے	نہیں ہیں نصاریٰ

عَلٰى شَيْءٍ	وَّ	قَالَتِ النَّصٰرٰى
کسی چیز پر	اور	کہا نصاریٰ نے

لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ	عَلٰى شَيْءٍ	وَّ	هُمْ
نہیں ہیں یہودی	کسی چیز پر	اور	وہ سب

يَتْلُوْنَ	الْكِتٰبَ	كَذٰلِكَ	قَالَ	الَّذِيْنَ
پڑھتے ہیں	کتاب کو	ایسے ہی	کہا	اُن لوگوں نے جو

لَا يَعْلَمُوْنَ	مِثْلَ قَوْلِهِمْ
بے علم ہیں	مانند اُن کے قول کے

فَاللّٰهُ	يَحْكُمُ	بَيْنَهُمْ	يَوْمَ	الْقِيٰمَةِ
پھر اللہ	فیصلہ کرے گا	درمیان ان کے	دن	قیامت کے

فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ	يَخْتَلِفُوْنَ ۱۱۳ۚ
جن چیزوں میں وہ	اختلاف کرتے تھے

آیت ۱۱۴۔ مساجد کو ویران کرنے والے

وَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنْ	مَّنَعَ	مَسٰجِدَ اللّٰهِ
اور کون ہے	زیادہ ظالم	اُس سے جو	روکے	اللہ کی مسجد میں

اَنْ	يُّذْكَرَ	فِيْهَا	اسْمُهٗ	وَسَعٰى
اس سے کہ	لیا جائے	اُن میں	نام اللہ کا	اور کوشش کرے

فِىْ خَرَابِهَا	اُولٰٓئِكَ	مَا كَانَ لَهُمْ	اَنْ
ویران کرنے میں ان کے	یہ لوگ	نہیں ہیں اس لائق	کہ

يَّدْخُلُوْهَآ	اِلَّا	خَآئِفِيْنَ	لَهُمْ
داخل ہوں وہ اُس میں	مگر	ڈرتے ہوئے	اُن کے لیے

فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ	وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ	عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○
دنیا میں رسوائی ہے	اور ان کے لیے آخرت میں	عذاب ہے بڑا

آیت ۱۱۴

اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہو گا جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اُن کا ذکر (اور عبادت) کیے جانے سے بندش کرے۔ اور اُن کے ویران ہونے (کے بارہ) میں کوشش کرے۔ ان لوگوں کو تو کبھی بے ہیبت (اور بے باک) ہو کر ان میں قدم بھی نہ رکھنا چاہیے تھا۔ (بلکہ جب جاتے) ہیبت اور ادب سے جاتے۔ ان لوگوں کو دنیا میں بھی رسوائی

(نصیب) ہو گی اور (ان کو) آخرت میں بھی سزائے عظیم ہو گی۔

مسئلہ (۵) مساجد کو گرانا اور ان میں نماز پڑھنے سے روکنا حرام ہے

آیت ہذا کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مساجد کو گرانا حرام ہے اور ان کا برباد کرنا ممنوع ہے اور اسی طرح ان کا عبادت و نماز سے روکنا منع ہے۔ خواہ مسجد روکنے والے کی ملکیت ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ نے اس سے ڈرایا ہے اور فقہاء نے اسے برا فعل قرار دیا ہے۔ اور اس آیت کو بطور استدلال پیش کیا ہے۔

(۲) اور فتاوٰی قنیہ میں ہے کہ اگر کسی مسجد کی مسلمانوں کو ضرورت نہ رہے اور وہ اس میں نماز پڑھنا چھوڑ دیں اور مسجد کا ماحول اجاڑ ہو جائے تو وہ مسجد اپنے مالک کی ملکیت میں واپس چلی جائے گی، اگر وہ زندہ ہو۔ اور اگر وہ مر گیا ہے تو وارثوں کے ملک میں چلی جائے گی۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ لیکن ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ ہمیشہ مسجد ہی رہے گی۔

(۳) حاوی سے منقول ہے کہ ابو القاسم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کسی مسجد کو گرا کر زیادہ مضبوطی سے تعمیر کرنا چاہتا ہو تو ابو القاسم نے جواب دیا کہ اسے ایسا کرنے کا اختیار نہیں۔ مگر صرف اس صورت میں ایسا کر سکتا ہے کہ مسجد اتنی بوسیدہ ہو چکی ہو کہ اسے

اس کے گر جانے کا خوف ہو۔ اور میدانی میں اس مسئلہ کی تاویل یہ کی ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب شخص مذکور اُس محلہ کا رہنے والا نہ ہو۔

(۴) امام زاہد نے اس آیت کے لفظ "اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ" سے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ اسم اور مسمی ایک ہیں۔ اس لیے کہ اگر اسم اور مسمی مغایر ہوں تو اسم کے ذکر سے غیر اللہ کا ذکر لازم آئے گا اور غیر اللہ کی عبادت ہو گی۔ پس معتزلہ کا یہ قول باطل ہے کہ اسم اور مسمی میں اتحاد نہیں ہے۔

(۵) پھر شیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی منقول ہے کہ یہ آیت تمام کفار کے بارے میں ہے۔ کیوں کہ وہ مسلمانوں کو لڑائی میں مشغول رکھ کر انہیں نماز اور عبادت سے روکنے والے ہیں۔ اور مساجد سے مراد ساری زمین ہے۔ اور مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا سے دار الاسلام میں داخل ہونا مراد ہے۔ اور خِزْیٌ سے مراد مسلمانوں سے امان لینا ہے۔

(۶) طیطوس نامی ایک عیسائی بادشاہ نے یہود کی عداوت میں بیت المقدس کو تباہ و برباد کر ڈالا تھا۔ توراۃ کو جلا ڈالا تھا اور اسے کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں پر پھینک دیا تھا۔ یہود کو قتل کر کے ان کے بیوی بچوں کو قید کر لیا تھا۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔

(۷) بخت نصر ایک مجوسی بادشاہ تھا اور اس نے یہود کے خلاف نصاریٰ کی مدد کرتے ہوئے مسجد اقصیٰ کو برباد کر دیا تھا۔ یہود و نصاریٰ کے درمیان عداوت تھی۔ آیت کا شانِ نزول ایک یہ بھی ہے۔

(۸) صلح حدیبیہ والے سال نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مسجد حرام میں داخل ہونے سے (مشرکین مکہ نے) روکا تھا۔ اور مسجدِ مکہ میں عبادت سے روک کر وہ اس کی بربادی کے مرتکب قرار پائے تھے۔ اس صورت میں مساجد سے مراد مسجد حرام ہو گئی۔ اور صیغہ جمع یا تو تعظیم کے لیے ہے یا اس لیے کہ اس کا ہر حصہ موضع سجود ہے۔ یا یہ کہ حکم عام (ہر مسجد کے لیے ہے) گو سبب خاص ہے۔[1]

آیت ۱۱۵۔ ہر طرف اللہ ہی کا جلوہ ہے

وَلِلّٰهِ	الْمَشْرِقُ	وَالْمَغْرِبُ
اور اللہ ہی کا ہے	مشرق	اور مغرب (سب جہتیں)

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا	فَثَمَّ	وَجْهُ اللّٰهِ
تو جس طرف تم منہ کرو۔	اُسی طرف ہے	ذات اللہ کی

اِنَّ اللّٰهَ	وَاسِعٌ	عَلِيْمٌ ۱۱۵
بے شک اللہ	وسعت والا	جاننے والا ہے

[1] احکام القرآن از علامہ جیون رحمۃ اللہ علیہ ج۱، ص ۵۵

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

آیت ۱۱۵

اور اللہ ہی کی مملوک ہیں (سب جہتیں) مشرق بھی اور مغرب بھی کیوں کہ تم لوگ جس طرف منہ کرو اُدھر (ہی) اللہ تعالیٰ (کی ذات پاک) کا رُخ ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ (تمام جہات کو) محیط ہیں کامل العلم ہیں۔

مسئلہ۔ نسخ قبلہ اور اس کی تحویل

یہود نے تبدیل قبلہ پر اعتراض کیا تھا کہ مسلمان اس جہت سے دوسری جہت کی طرف کیوں بدل گئے اس کا جواب دیتے ہیں۔ اور اللہ ہی کی مملوک ہیں (سب جہتیں) مشرق بھی اور مغرب بھی (جب وہ مالک ہیں تو جس جہت کو چاہیں قبلہ مقرر کردیں کیوں کہ تعیین قبلہ میں جو حکمت ہے۔ مثلاً اتفاق ہیئت و اجتماع خاطر وہ ہر جہت سے حاصل ہو سکتی ہے۔ البتہ اگر نعوذ باللہ معبود کی ذات کے لیے کوئی خاص جہت ہوتی تو بالضرور قبلہ عبادت اسی میں منحصر ہونا زیبا تھا۔ مگر وہ ذات پاک کسی جہت کے ساتھ مقید و محدود نہیں کیوں کہ تم لوگ جس طرف منہ کرو ادھر (ہی) اللہ تعالیٰ (کی ذات پاک) کا رخ ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ (تمام جہات کو) محیط ہیں، کامل العلم ہیں۔ (ہر شے کی بالخصوص تعیین قبلہ کی مصالح کو خوب جانتے ہیں)۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت تحویل قبلہ کے بارے میں ہے۔ کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا تو کفار طعن و تشنیع کرنے لگے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی

کہ قبلہ، کعبۃ اللہ کے ساتھ مختص نہیں۔ بلکہ جس طرف منہ کرو، وہ اللہ ہی کی طرف ہے۔ پھر یہ آیت قبلہ کے بیت المقدس سے کعبۃ اللہ کی طرف ہو جانے سے منسوخ ہو گئی۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ۔ وَ حَيۡثُ مَا كُنۡتُمۡ فَوَلُّوا وُجُوۡهَكُمۡ شَطۡرَهٗ

اپنا رخ مسجد حرام کی طرف پھیر لے۔

قاضی بیضاوی لکھتے ہیں کہ یہ تحویل قبلہ کی تمہید ہے۔ نیز اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی مکان یا جہت میں ہونے سے پاک ہے۔

جمہور کے نزدیک آیت کے معنیٰ یہ ہیں کہ

بلاد مشرق و مغرب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ سو اگر تمہیں مسجد اقصیٰ یا مسجد حرام میں عبادت سے روک دیا جائے تو تم کہیں سے بھی کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ سکتے ہو اس لیے کہ وہی وہ جگہ ہے، جس کی طرف منہ کر کے تمہیں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۲) حضرت عبد اللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت مسافر کے سواری پر نماز نفل کے بارے میں نازل ہوئی۔

(۳) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک جماعت پر رات کو قبلہ مشتبہ ہو گیا۔ انہوں نے مختلف اطراف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ صبح کے وقت انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو انہیں معذور قرار دیا گیا۔

(۴) صاحب تفسیر مدارک نے کشاف سے نقل کیا ہے کہ دعا و ذکر میں

جس طرف چاہو منہ کرو، نماز مراد نہیں۔

(۵) بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡہُ اللّٰہِ کا حکم اس صورت میں ہے جب قبلہ معلوم نہ ہو۔

خواہ اندھیرے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے۔ اسے مسئلہ تحری کہتے ہیں۔ یا یہ سواری پر نوافل کے بارے میں ہے۔ سواری پر نفل نماز جائز ہے۔ سواری کا رُخ جدھر بھی ہو، ہوتا رہے۔

(۶) جمہور کا مسلک یہ ہے کہ یہ (آیت حکماً) منسوخ نہیں۔ لفظ اَیۡنَمَا کو اگر تُوَلُّوۡا کا مفعول بِہٖ قرار دیں اور معنٰی یہ کریں کہ

بلاد مشرق و مغرب کا مالک اللہ ہی ہے۔ تم جس مکان یا جگہ کی طرف اپنا رُخ کرو، وہاں ہی اللہ متوجہ ہے۔ اس لیے تم پر اس سلسلہ میں کوئی حرج نہیں۔

اس صورت میں کوئی شک نہیں کہ یہ (آیت فَوَلِّ وَجۡھَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامِ کے حکم سے) منسوخ ہے۔

(اب یہ آیت) صلٰوۃ نفل علی الراحلہ کے بارے میں ہے۔ یا اشتباہ قبلہ کے متعلق ہے وغیرہ

اور اگر ''اَیۡنَمَا'' اپنی اصل پر رہے یعنی تُوَلُّوۡا کا مفعول فیہ قرار دیا جائے اور معنی یوں ہوں۔ تم کسی جگہ میں بھی قبلہ کی طرف رُخ کرو تو اس طرف اللہ کی جہت ہے۔ اس صورت میں اس کے غیر منسوخ اور غیر مؤول ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ بلکہ باب قبلہ میں تائید ہے۔

آیت ۱۱۶۔ اللہ اولاد سے پاک ہے

وَقَالُوا	اتَّخَذَ	اللّٰهُ	وَلَدًا	سُبْحٰنَهٗ
اور کہا انہوں نے	بنا رکھی ہے	اللہ نے	اولاد	پاک ہے وہ

بَلْ	لَّهٗ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ
بلکہ	اُسی کا ہے	جو کچھ	آسمانوں	اور زمین میں ہے

كُلٌّ	لَّهٗ	قٰنِتُوْنَ ۝۱۱۶
سب	اُسی کے	فرماں بردار ہیں

آیت ۱۱۶

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے۔ سبحان اللہ (کیا مہمل بات ہے) بلکہ خاص اللہ تعالیٰ کے مملوک ہیں جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں (موجودات) ہیں (اور) سب ان کے محکوم بھی ہیں۔

آیت ۱۱۷

(حق تعالیٰ) موجد (بھی) ہیں آسمانوں اور زمین کے اور جب کسی کام کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو بس اُس کی نسبت اتنا فرما دیتے ہیں کہ ہو جا۔ پس وہ اسی طرح ہو جاتا ہے۔

آیت ۱۱۷۔ كُنْ فَيَكُوْنُ اللہ کی قدرت ہے

بَدِيْعُ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَاِذَا
موجد ہے	آسمانوں کا	اور زمین کا	اور جب

قَضٰٓى	اَمْرًا	فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ
کرتا ہے وہ	کوئی کام	تو بس اتنا کہتا ہے اس سے کہ

كُنْ	فَيَكُوْنُ ۝١١٧
ہو جا	بس وہ ہو جاتا ہے

آیت ۱۱۸۔ قدرت کے واضح دلائل

وَقَالَ	الَّذِيْنَ	لَا يَعْلَمُوْنَ	لَوْ	لَا
اور کہا	اُن لوگوں نے	جو نہیں جانتے	کیوں	نہیں

يُكَلِّمُنَا	اللّٰهُ	اَوْ تَاْتِيْنَآ	اٰيَةٌ
بات کرتا ہم سے	اللہ	یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس	نشانی

كَذٰلِكَ	قَالَ	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ
ایسے ہی	کہا تھا	اُن لوگوں نے	جو پہلے ان سے تھے

مِّثْلَ	قَوْلِهِمْ	تَشَابَهَتْ	قُلُوْبُهُمْ
مانند	اُن کے قول کے	ایک جیسے ہیں	دل ان کے

قَدْ	بَيَّنَّا	الْاٰيٰتِ
یقیناً	بیان کی ہیں ہم نے	نشانیاں

لِقَوْمٍ	يُّوْقِنُوْنَ ۝١١٨
اُس قوم کے لیے	جو یقین لاتے ہیں

آیت ۱۱۹۔ نبی کریم ﷺ کی ذمہ داری

اِنَّآ	اَرۡسَلۡنٰكَ	بِالۡحَقِّ	بَشِيۡرًا
یقیناً ہم نے	بھیجا تم کو	حق دے کر	خوش خبری سنانے والا

وَّنَذِيۡرًا ۙ	وَّلَا	تُسۡـَٔلُ
اور ڈرانے والا	اور نہیں	پوچھا جائے گا تم سے

عَنۡ اَصۡحٰبِ الۡجَحِيۡمِ ۝۱۱۹
دوزخ والوں کے بارے میں

آیت ۱۲۰۔ یہود ونصاریٰ کی خواہش

وَلَنۡ	تَرۡضٰى	عَنۡكَ	الۡيَهُوۡدُ	وَلَا النَّصٰرٰى
اور ہرگز نہیں	راضی ہوں گے	تم سے	یہودی	اور نہ عیسائی

حَتّٰى	تَتَّبِعَ	مِلَّتَهُمۡ ؕ	قُلۡ
جب تک کہ	نہ پیروی کرو تم	اُن کے دین کی	تم کہہ دو کہ

اِنَّ	هُدَى	اللّٰهِ	هُوَ الۡهُدٰى ؕ	وَلَئِنِ
بے شک	ہدایت	اللہ کی	وہی ہدایت ہے	اور اگر

اتَّبَعۡتَ	اَهۡوَآءَهُمۡ	بَعۡدَ	الَّذِىۡ
پیروی کرو گے	اُن کی خواہشوں کی	بعد	اس کے کہ

جَآءَكَ	مِنَ الْعِلْمِ	مَا لَكَ
آچکا ہے	تمہارے پاس علم	نہیں ہوگا تمہارا

مِنَ اللّٰهِ	مِنْ وَّلِيٍّ	وَّلَا نَصِيْرٍ ۱۲۰
(مقابلہ میں) اللہ کے	کوئی دوست	اور نہ کوئی مددگار

آیت ۱۲۱۔ کتب سابقہ میں تائید

اَلَّذِيْنَ	اٰتَيْنٰهُمُ	الْكِتٰبَ	يَتْلُوْنَهٗ
جن لوگوں کو کہ	دی ہے ہم نے	کتاب	پڑھتے ہیں وہ اس کو

حَقَّ تِلَاوَتِهٖ	اُولٰٓئِكَ	يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ
جس طرح کہ اس کے پڑھنے کا حق ہے	یہی لوگ	ایمان لاتے ہیں اس پر

وَمَنْ	يَّكْفُرْ	بِهٖ	فَاُولٰٓئِكَ
اور جو کوئی	کفر کرے گا	اُس کا	تو ایسے ہی

هُمُ	الْخٰسِرُوْنَ ۱۲۱
لوگ ہیں	گھاٹا پانے والے

آیت ۱۲۲۔ اللہ کے انعام کو یاد کرو

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اذْكُرُوْا	نِعْمَتِيَ
اے بنی اسرائیل	یاد کرو تم	میری نعمت

الَّتِیۡۤ	اَنۡعَمۡتُ	عَلَیۡکُمۡ	وَاَنِّیۡ
جس کا	انعام کیا میں نے	تم پر	اور بے شک میں نے

فَضَّلۡتُکُمۡ	عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ۱۲۲ۚ
فضیلت دی تم کو	تمام جہان والوں پر

آیت ۱۲۳۔ یومِ آخرت میں گرفت

وَاتَّقُوۡا	یَوۡمًا	لَّا تَجۡزِیۡ	نَفۡسٌ
اور ڈرو	اس دن سے کہ	نہ کام آئے گا	کوئی شخص

عَنۡ نَّفۡسٍ	شَیۡئًا	وَّلَا	یُقۡبَلُ
کسی شخص کے	کچھ بھی	اور نہ	قبول کیا جائے گا

مِنۡهَا	عَدۡلٌ	وَّلَا	تَنۡفَعُهَا	شَفَاعَةٌ
اُس سے	کوئی بدلہ	اور نہ	فائدہ دے گی اُس کو	سفارش

وَّلَا	هُمۡ	یُنۡصَرُوۡنَ ۱۲۳ۚ
اور نہ	اُن کی	مدد کی جائے گی

آیت ۱۲۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قیادت و امامت

وَاِذِ	ابۡتَلٰۤی	اِبۡرٰهٖمَ	رَبُّهٗ
اور جب	آزمایا	ابراہیم علیہ السلام کو	اس کے رب نے

بِكَلِمٰتٍ	فَاَتَمَّهُنَّ ؕ	قَالَ
چند باتوں میں	تو پورا کر دکھایا ابراہیم علیہ السلام نے اُن کو	کہا اللہ نے

اِنِّیْ جَاعِلُكَ	لِلنَّاسِ	اِمَامًا ؕ	قَالَ
یقیناً بناؤں گا تجھ کو	لوگوں کا	پیشوا	ابراہیم علیہ السلام نے کہا

وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ	قَالَ	لَا یَنَالُ
اور میری اولاد سے	اللہ نے کہا	نہیں پہنچے گا

عَهْدِی	الظّٰلِمِیْنَ ۝۱۲۴
میرا وعدہ	ظالموں کو

مسئلہ ۷۔(۱) عقیدہ عصمت انبیاء
(۲) کافر امامت کا اہل نہیں

(۱) اہل السنت والجماعت کہتے ہیں کہ اگر امام سے امام متعارف مراد ہے تو پھر ظالم سے مراد کافر ہو گا۔ کیوں کہ کافر مطلقاً ظالم ہے۔

(۲) اور اگر امام سے مراد صاحب نبوت ہو تو ظالم اپنے معنٰی پر رہے گا جیسا کہ منقول ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ ان کی اولاد میں سے بھی ان کی طرح کچھ لوگوں کو نبوت سے نوازا جائے۔ تو انہیں جواب دیا گیا کہ ظالم شخص نبی نہ ہو گا۔

علامہ جیون امیٹھوی لکھتے ہیں کہ پہلی تقدیر پر ظالم سے مراد کافر ہو گا اور کافر مسلم کی امامت کا اہل نہیں۔

اور دوسری تقدیر پر آیت سے یہ استدلال کیا جا سکے گا کہ انبیائے کرام جھوٹ اور دیگر گناہوں سے معصوم ہیں۔ اُن کی عصمت لفظ ظلم اس لیے کہ ہر گناہ تجاوز عن الحق ہوتا ہے۔ اور حق پر زیادتی ہوتا ہے۔ بہت سے گناہوں کو قرآن میں ظلم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لَا يَنَالُ عَهۡدِى الظّٰلِمِيۡنَ۔

"نہیں پہنچے گا میرا وعدہ ظالموں کو۔"

آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام بعثت سے قبل عمداً کبائر کے ارتکاب سے معصوم ہوتے ہیں۔ نیز یہ کہ فاسق امامت کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ (تفسیر بیضادی۔ احکام القرآن علامہ جیون)

شیعہ کا مسلک یہ ہے کہ یہاں نبوت کے بعد امامت کے منصب پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فائز کیا گیا لہٰذا نبوت سے امامت کا درجہ بڑا ہے۔ اس لیے امام کا معصوم ہونا واجب ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَا يَنَالُ عَهۡدِى الظَّالِمِيۡنَ۔ میرا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔

اہل سنت اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبوت پہلے عطا کی گئی، اور پھر جو فرمایا گیا اِنِّىۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا

"میں تجھے تمام لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔"

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: قَالَ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ

کیا میری اولاد میں سے بھی نبوت پر لوگ فائز ہوں گے۔

جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَا يَنَالُ عَهۡدِی الظّٰلِمِيۡنَ "نہیں پہنچے گا میرا وعدہ ظالموں کو"

یعنی تیری اولاد سے جو ظالم ہو گا، اُسے ہم نبوت کا منصب نہیں عطا کریں گے۔ ان کے علاوہ دوسروں کو نبی بنائیں گے۔ یہاں اُس امامت کا ذکر ہے جو نبوت کے ساتھ امامت پیشوائی ہو۔ امام اُسے کہتے ہیں جس کی اقتداء اور پیروی کی جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امامت سب کے لیے ہے اور ہمیشہ کے لیے ہے۔ کیوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جو نبی بھی مبعوث ہوا، وہ اُن کی اولاد سے تھا اور اُن کی اتباع پر مامور تھا۔ اس طرح ہزاروں انبیائے کرام آپ کی اولاد سے مبعوث ہوئے جو کار نبوت کے ساتھ ساتھ امامت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ لیکن جب آپ کی اولاد سے نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین بن کر دنیا میں تشریف لے آئے۔ اور قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا[1]

اور محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں، لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز جانتے ہیں۔

[1] سورہ الاحزاب آیت ۴۰

معنیٰ ختمِ نبوت پر آں حضرت ﷺ کی شہادت

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّهٗ لَيَكون فِيْ اُمَّتِيْ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعم اِنَّهٗ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَم النَّبِيِّن لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ[1]

تحقیق میری امت میں تیس بڑے کذاب ظاہر ہوں گے۔ ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

آیت و حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں آخری نبوت اور ایسی امامت جو کسی نبی کو نبوت کے ساتھ عطا کی جاتی رہی، اب قیامت تک ایسی امامت کسی کو بھی نہیں ملے گی۔ جس کا درجہ نبوت کے درجہ سے افضل ہو۔

کیوں کہ اب کوئی نیا نبی پیدا ہی نہیں ہو گا تو اس طرح کوئی ایسا امام بھی پیدا نہیں ہو گا جو نبی تو نہ ہو لیکن نبیوں سے افضل ہو۔ اب قیامت تک ایسی امامت بھی ختم ہے جو کسی نبی کو ملا کرتی تھی۔ وہ امامت بھی حضور ﷺ کی ہی نبوت و امامت ہے جو یہ ایمان رکھے گا وہی مومن اور مسلم ہو گا۔

اہل السنت و الجماعت کا مسلک یہ ہے کہ حضور ﷺ کی امّت میں خلفاء ہوں گے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہوں گے۔ وہ امتِ

---

[1] حدیث صحیح ترمذی ج ۲، ص ۱۴۲۔

محمد یہ ﷺ کے پیشواء اور امام تو ہوں گے لیکن غیر نبی امام کے لیے معصوم ہونا شرط نہیں۔ کیوں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت کے حق ہونے پر جو اجماع امت ہے، لیکن اِن کی عصمت پر اجماع نہیں یعنی ان کی عصمت قطعی نہیں۔ اسی طرح چاروں خلفاء راشدین خلافت و امامت پر فائز تھے لیکن اہل سنت کے عقیدہ عصمتِ انبیاء کے تحت غیر انبیاء کے بارے میں یہی عقیدہ ہے کہ اِن کے لیے معصوم ہونا شرط نہیں صرف کمالِ مرتبت اور جلالِ شان کے سبب انبیائے کرام کا گناہوں سے اور جھوٹ سے معصوم ہونا واجب ہے۔ وہ صرف اس لیے کہ قرآن سے عصمتِ انبیاء کا یہ عقیدہ ثابت ہے۔ حضور ﷺ کے بعد کسی غیر نبی کے لیے نبی سے افضل ہونے یا معصوم ہونے کا عقیدہ اور نظریہ غلط ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

خانہ کعبہ کی اہمیت۔ احکامِ حج

آیت ۱۲۵۔ خانہ کعبہ کی اہمیت، احکامِ حج

وَاِذْ	جَعَلْنَا	الْبَيْتَ	مَثَابَةً	لِّلنَّاسِ
اور جب	کیا ہم نے	خانہ کعبہ	عبادت کی جگہ	لوگوں کے لیے

وَاَمْنًا ؕ	وَاتَّخِذُوْا	مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ
اور امن والا	اور بناؤ تم	مقام ابراہیم علیہ السلام کو

مُصَلًّى	وَعَهِدْنَآ	اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ
نماز پڑھنے کی جگہ	اور وعدہ لیا ہم نے	ابراہیم علیہ السلام سے

وَاِسْمٰعِيْلَ	اَنْ طَهِّرَا	بَيْتِيَ
اور اسمٰعیل علیہ السلام سے	یہ کہ پاک رکھو تم دونوں	میرا گھر

لِلطَّآئِفِيْنَ	وَالْعٰكِفِيْنَ
طواف کرنے والوں کے لیے	اور اعتکاف کرنے والوں کے لیے

وَالرُّكَّعِ	السُّجُوْدِ ۱۲۵
اور رکوع	اور سجدہ کرنے والوں کے لیے

مسئلہ ۸۔ آیت ۱۲۵۔ مکہ قابل تعظیم اور امن والی جگہ ہے

یہ بھی کہا گیا ہے کہ مکہ جبارین کے ہاتھوں سے محفوظ ہے۔ واقعات بتلاتے ہیں کہ جس نے اسے تباہ کرنے کا ارادہ کیا، ہلاک کر دیا گیا۔ جیسے اصحاب فیل ہلاک کر دیے گئے۔

(۲) کتب فقہ کی تصریح کے مطابق اسے حرم اس لیے کہتے ہیں کہ وہاں قتل، ظلم، شکار، کسی کانٹے یا درخت کا کاٹنا حرام ہے۔

حرمین کی حدود حرم مدینہ کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ عیر اور ثور کے درمیان حرم مدینہ ہے۔ سید شریف کی شرح میں ہے کہ عیر اور ثور مدینہ میں دو پہاڑ ہیں جن میں سے ہر ایک اس کی ایک ایک طرف واقع ہے۔

حرم مکہ کی حدود بعض کتب فقہ کے حواشی پر لکھا ہے کہ حرم مکہ، مکہ کے مشرق میں چھ میل تک، مغرب میں چوبیس میل، اور بعض کے نزدیک صرف تین میل اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ شمال میں اٹھارہ میل اور جنوب میں چوبیس میل ہے۔ (تفسیر احکام القرآن مؤلفہ علامہ جیون ابیٹھوی)

آیت ۱۲۶۔ مکہ امن والا شہر

وَاِذْ	قَالَ	اِبْرٰهٖمُ	رَبِّ	اجْعَلْ
اور جب	کہا	ابراہیم علیہ السلام نے	اے رب میرے	بنادے

هٰذَا بَلَدًا	اٰمِنًا	وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ
اس شہر کو	امن والا	اور روزی دے اس کے رہنے والوں کو

مِنَ الثَّمَرٰتِ	مَنْ اٰمَنَ	مِنْهُمْ بِاللّٰهِ
پھلوں سے	جو کوئی ایمان لائے	اُن میں سے اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	قَالَ	وَمَنْ كَفَرَ
اور روز قیامت پر	اللہ نے کہا	اور جو نافرمانی کرے گا

فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا	ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ
سو اس شخص کو بھی فائدہ دوں گا تھوڑا سا	پھر کھینچوں گا اس کو

اِلٰى عَذَابِ النَّارِ	وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○۱۲۶
عذاب دوزخ کی طرف	اور بری ہے وہ جگہ پھر جانے کی

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

آیت ۱۲۷۔ تعمیر کعبہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

وَاِذْ	يَرْفَعُ	اِبْرٰهٖمُ	الْقَوَاعِدَ
اور جب	اٹھاتے تھے	ابراہیم علیہ السلام	بنیادیں

مِنَ الْبَيْتِ	وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ	رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ
خانہ کعبہ کی	اور اسمٰعیل علیہ السلام	اے رب ہمارے قبول کر ہم سے

اِنَّكَ	اَنْتَ	السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ ۝۱۲۷
بے شک	تو ہی	خوب سُننے والا	جاننے والا ہے

آیت ۱۲۸۔ امت مسلمہ کے لیے دعا

رَبَّنَا	وَاجْعَلْنَا	مُسْلِمَيْنِ	لَكَ
اے ہمارے رب	اور بنا لے ہم کو	فرماں بردار بندے	اپنے

وَ	مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ	اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ
اور	ہماری اولاد سے	ایک جماعت فرماں بردار اپنی

وَاَرِنَا	مَنَاسِكَنَا	وَتُبْ	عَلَيْنَا
اور بتا ہم کو	ہمارے حج کے طریقے	اور توجہ فرما	ہم پر

اِنَّكَ اَنْتَ	التَّوَّابُ	الرَّحِيْمُ ۝۱۲۸
بے شک تو ہی	توجہ فرمانے والا	رحم کرنے والا ہے

آیت ۱۲۹۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار خصوصیات

رَبَّنَا	وَابْعَثْ	فِيْهِمْ	رَسُوْلًا
اے رب ہمارے	اور بھیج تو	اُن کے اندر	ایک پیغمبر

مِّنْهُمْ	يَتْلُوْا	عَلَيْهِمْ	اٰيٰتِكَ
انہیں میں سے	جو پڑھے	اُن پر	تیری آیتیں

وَ	يُعَلِّمُهُمُ	الْكِتٰبَ	وَالْحِكْمَةَ
اور	سکھائے اُن کو	کتاب	اور حکمت

وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ	اِنَّكَ	اَنْتَ	الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱۲۹
اور پاک باطن کر دے ان کو	یقیناً	تو ہی	زبردست حکمت والا ہے

آیت ۱۳۰۔ دینِ ابراہیمی علیہ السلام

وَمَنْ	يَّرْغَبُ	عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ
اور کون	پھر سکتا ہے	ابراہیم علیہ السلام کے دین سے

اِلَّا	مَنْ سَفِهَ	نَفْسَهٗ
سوائے	اس کے جو کم عقل ہو	اپنی ذات سے

وَلَقَدِ	اصْطَفَيْنٰهُ	فِي الدُّنْيَا
اور یقیناً	پسند کر لیا ہم نے اس کو	دنیا میں

حافظ عبدالوحید الحنفی

وَاِنَّهٗ	فِي الْاٰخِرَةِ	لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٣٠﴾
اور یقیناً وہ	آخرت میں	نیک بندوں میں ہو گا

آیت ۱۳۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فرماں برداری

اِذْ قَالَ	لَهٗ رَبُّهٗٓ	اَسْلِمْ ۙ
جب کہا	ابراہیم علیہ السلام سے اس کے رب نے	کہ فرماں بردار ہو جا

قَالَ	اَسْلَمْتُ	لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٣١﴾
کہا	فرماں بردار ہو گیا میں	رب العالمین کا

آیت ۱۳۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وصیت

وَوَصّٰى	بِهَآ	اِبْرٰهٖمُ	بَنِيْهِ
اور وصیت کی	اس کی	ابراہیم علیہ السلام نے	اپنی اولاد کو

وَيَعْقُوْبُ ۭ	يٰبَنِيَّ	اِنَّ اللّٰهَ	اصْطَفٰى
اور یعقوب علیہ السلام نے	اے بیٹو!	بے شک اللہ نے	پسند کر لیا ہے

لَكُمُ	الدِّيْنَ	فَلَا تَمُوْتُنَّ	اِلَّا وَاَنْتُمْ
تمہارے لیے	دین کو	پس نہ مرنا تم	مگر اس حال میں کہ تم

مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٣٢﴾
مسلمان ہو

آیت ۱۳۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصیت

اَمْ كُنْتُمْ	شُهَدَآءَ	اِذْ حَضَرَ	يَعْقُوْبَ
کیا تم تھے	موجود	جب آئی	یعقوب علیہ السلام کو

الْمَوْتُ	اِذْ قَالَ	لِبَنِيْهِ
موت	جب کہ کہا اُس نے	اپنے بیٹوں سے

مَا تَعْبُدُوْنَ	مِنْۢ بَعْدِيْ	قَالُوْا
کس چیز کی عبادت کرو گے تم	میرے بعد	سب نے کہا

نَعْبُدُ	اِلٰهَكَ	وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ	اِبْرٰهٖمَ
ہم عبادت کریں گے	تیرے معبود کی	اور تیرے باپ دادا	ابراہیم علیہ السلام

وَاِسْمٰعِيْلَ	وَاِسْحٰقَ	اِلٰهًا وَّاحِدًا
اور اسمٰعیل علیہ السلام	اور اسحٰق علیہ السلام کے معبود کی	وہی اللہ جو ایک ہے

وَّنَحْنُ	لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝١٣٣
اور ہم	اُسی کے فرماں بردار ہیں

آیت ۱۳۴۔ اپنے ہی عمل کام آئیں گے

تِلْكَ اُمَّةٌ	قَدْ خَلَتْ	لَهَا	مَا كَسَبَتْ
یہ ایک جماعت تھی	جو گزر چکی	اُن کے لیے ہے	جو انہوں نے کمایا

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

وَلَكُمْ	مَّا كَسَبْتُمْ	وَلَا	تُسْئَلُوْنَ
اور تمہارے لیے	جو تم نے کمایا	اور نہ	پوچھے جاؤ گے تم

عَمَّا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١٣٤
اس سے	جو وہ کرتے تھے

آیت ۱۳۵۔ ملتِ ابراہیمی علیہ السلام

وَقَالُوْا	كُوْنُوْا	هُوْدًا	اَوْ نَصٰرٰى
اور کہا انہوں نے	کہ ہو جاؤ تم	یہودی	یا نصرانی

تَهْتَدُوْا ؕ	قُلْ	بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ	حَنِيْفًا ؕ
تو ہدایت پاؤ گے	تم کہہ دو	بلکہ ہم دینِ ابراہیم پر رہیں گے	جو یکسو تھا

وَمَا كَانَ	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١٣٥
اور نہ تھا وہ	شرک کرنے والوں میں سے

آیت ۱۳۶۔ تمام نبیوں پر ایمان لانا

قُوْلُوْٓا	اٰمَنَّا	بِاللّٰهِ	وَمَآ	اُنْزِلَ
کہو تم سب	ایمان لائے ہم	اللہ پر	اور اس پر	جو نازل کیا گیا

اِلَيْنَا	وَمَآ	اُنْزِلَ	اِلٰٓى	اِبْرٰهٖمَ	وَ
ہم پر	اور جو	نازل کیا گیا	طرف	ابراہیم علیہ السلام	اور

اِسْمٰعِيْلَ	وَاِسْحٰقَ	وَيَعْقُوْبَ	وَالْاَسْبَاطِ
اسمٰعیل علیہ السلام	اور اسحٰق علیہ السلام	اور یعقوب علیہ السلام	اور اس کی اولاد کے

وَمَآ	اُوْتِيَ	مُوْسٰى	وَعِيْسٰى	وَمَآ اُوْتِيَ
اور جو	دیا گیا	موسیٰ علیہ السلام کو	اور عیسیٰ علیہ السلام کو	اور جو دیا گیا

النَّبِيُّوْنَ	مِنْ رَّبِّهِمْ	لَا نُفَرِّقُ
نبیوں کو	اُن کے رب کی جانب سے	نہیں تفریق کرتے ہیں ہم

بَيْنَ	اَحَدٍ	مِّنْهُمْ	وَنَحْنُ لَهٗ
درمیان	کسی ایک کے	اُن میں سے	اور ہم اُسی کے

مُسْلِمُوْنَ ۝١٣٦
فرماں بردار ہیں

آیت ۱۳۷۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ایمان لاؤ

فَاِنْ اٰمَنُوْا	بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ
پھر اگر وہ ایمان لائیں	جیسا کہ تم ایمان لائے ہو

فَقَدِ اهْتَدَوْا	وَاِنْ تَوَلَّوْا	فَاِنَّمَا هُمْ
تو یقیناً ہدایت پالی انہوں نے	اور اگر وہ روگردانی کریں	تو بس وہ

فِيْ شِقَاقٍ	فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ
مخالفت میں ہیں	پس عنقریب کافی ہو جائے گا تجھ کو ان سے اللہ

وَ هُوَ	السَّمِيۡعُ	الۡعَلِيۡمُ ؕ۱۳۷
اور وہی	خوب سُننے والا	اور جاننے والا ہے

آیت ۱۳۷

- امام ابنِ ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے، المصاحف میں ابو القاسم بن بشران نے، امالی میں امام ابو نعیم نے المعرفہ میں اور ابنِ عساکر نے ابو سعید مولیٰ بنی اسد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ جب مصری بلوائی لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہوئے تو قرآن کریم آپ کے سامنے رکھا ہوا تھا۔

انہوں نے آپ کے ہاتھوں پر تلوار ماری تو آپ کا خون آیت فَسَيَكۡفِيۡكَهُمُ اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ پر گرا۔ آپ نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور کہا اللہ کی قسم یہ پہلا ہاتھ ہے جس نے مفصل (سورتیں) لکھی تھیں۔ (تفسیر در منثور سورہ بقرہ آیت ۱۳۷)

- امام حاکم نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ تجھے شہید کیا جائے گا جب کہ تو سورہ بقرہ پڑھ رہا ہو گا اور تیرے خون کا قطرہ فَسَيَكۡفِيۡكَهُمُ اللّٰهُ پر گرے گا۔ (مستدرک حاکم ج ۳۔ ص ۱۱۰۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معیارِ حق ہونے پر استدلال

اس آیت ۱۳۷ نے واضح کر دیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مطابق اگر دوسروں کا ایمان ہو گا تو قابلِ قبول ہو گا ورنہ نہیں۔

حق و باطل اور ایمان و کفر کے لیے کسوٹی ہونے کا مطلب اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے جو اس آیت میں فرمایا گیا ہے۔ جو فرقہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ایمان لا کر اِن کے ساتھ ہو گا وہ حق پر ہو گا۔ جو ان سے جدا ہو کر چلے گا وہی باطل پر ہو گا۔

شِقَاقْ کا معنیٰ دشمنی، ضد، لڑائی، مخالفت۔ (اسمِ مصدر)

صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمن تو مخالفت پر تلے ہوئے ہیں

اس آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خطاب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی ہے کہ اپنے اپنے دین کو ہدایت پر بتانے والے اگر اسی طرح کے مومن ہو جائیں جس طرح کہ تم صحابہ رضی اللہ عنہم مومن ہو، اور ان سب چیزوں پر ایمان لائیں جن پر تم صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان لائے ہو تو وہ بھی ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ اس طرح ایمان لانے سے اعراض اور روگردانی کریں تو سمجھ لو کہ وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ پر ایمان لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خواہ مخواہ ضد، دشمنی، مخالفت اور لڑائی پر کمربستہ ہیں۔ اس لیے حق قبول کرنے سے گریز کرتے ہیں اور حق کی مخالفت پر انہوں نے

کمر باندھی ہوئی ہے۔ اُن کی دشمنی، ضد اور مخالفت سے خوف مت کرو۔ اللہ تعالیٰ اُن کے شر اور مُضرت سے تمہاری حفاظت کرے گا، وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ اللہ سب کی باتوں کو سنتا اور سب کے حال اور نیت کو جانتا ہے۔

آیت ۱۳۸۔ اللہ کا رنگ

صِبۡغَةَ اللّٰهِ ۚ	وَمَنۡ اَحۡسَنُ	مِنَ اللّٰهِ
ہم کو رنگ دیا ہے اللہ نے	اور کون اچھا ہے	اللہ سے

صِبۡغَةً	وَّنَحۡنُ	لَهٗ عٰبِدُوۡنَ ○۱۳۸
رنگ کے اندر	اور ہم	اُسی کی عبادت کرتے ہیں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

آیت ۱۳۹۔ اللہ کے خاص بندے

قُلۡ اَتُحَآجُّوۡنَنَا	فِى اللّٰهِ	وَهُوَ	رَبُّنَا
تم کہہ دو کیا جھگڑتے ہو تم ہم سے	اللہ کی بابت	حالاں کہ وہ	رب ہے ہمارا
وَرَبُّكُمۡ ۚ	وَلَنَآ	اَعۡمَالُنَا	وَلَكُمۡ
اور رب ہے تمہارا	اور ہمارے لیے	ہمارے اعمال ہیں	اور تمہارے لیے

اَعۡمَالُكُمۡ ۚ	وَنَحۡنُ	لَهٗ مُخۡلِصُوۡنَ ۙ○۱۳۹
تمہارے اعمال ہیں	اور ہم تو	اسی کے خالص بندے ہیں

آیت ۱۴۰۔ کتمانِ حق

اَمْ تَقُوْلُوْنَ	اِنَّ	اِبْرٰهٖمَ	وَ	اِسْمٰعِيْلَ	وَ
کیا تم کہتے ہو	کہ	ابراہیم علیہ السلام	اور	اسمٰعیل علیہ السلام	اور

اِسْحٰقَ	وَيَعْقُوْبَ	وَالْاَسْبَاطَ	كَانُوْا
اسحٰق علیہ السلام	اور یعقوب علیہ السلام	اور اولادِ یعقوب علیہ السلام	یہ سب تھے

هُوْدًا	اَوْ نَصٰرٰى	قُلْ	ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ	اَمِ اللّٰهُ
یہودی	یا نصرانی	تم کہہ دو	کہ کیا تم زیادہ واقف ہو	یا اللہ

وَمَنْ اَظْلَمُ	مِمَّنْ كَتَمَ	شَهَادَةً
اور کون زیادہ ظالم ہو گا	اس سے جو چھپائے	گواہی کو

عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ	وَمَا اللّٰهُ
جو اس کے پاس (پہنچی) اللہ سے	اور نہیں ہے اللہ

بِغَافِلٍ	عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۴۰
بے خبر	تمہارے اعمال سے

آیت ۱۴۱۔ اپنے اعمال ہی کام آئیں گے

تِلْكَ اُمَّةٌ	قَدْ خَلَتْ	لَهَا مَا كَسَبَتْ
یہ جماعت تھی	جو گزر چکی	اُن کے لیے تھا جو کمایا انہوں نے

تُسْـَٔلُوْنَ	وَلَا	وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ
پوچھے جاؤ گے تم	اور نہیں	اور تمہارے لیے ہے جو تم کماؤ گے

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١٤١	عَمَّا
جو وہ کرتے تھے	اُس سے

فائدہ

(۱) امام ابنِ جریر رحمۃ اللہ علیہ، ابنِ ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صبغۃ اللہ سے مراد اللہ کا دین ہے۔[1]

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین، آسان دینِ حنیف ہے۔ (تفسیر در منثور)

(۳) ابنِ ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو قلابہ سے روایت کیا ہے کہ حنیف وہ ہوتا ہے جو ابتداء سے لے کر آخر تک تمام نبیوں پر ایمان لائے۔[2]

(۴) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے آسان دینِ حنیف کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔

(۵) آخر میں فرمایا: تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ...... الخ وہ ایک جماعت تھی، جو گزر گئی...... الخ

---

1 تفسیر طبری۔ در منثور
2 تفسیر در منثور

یہاں اُمّتِ محمدیہ ﷺ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کو تنبیہ ہے کہ تم لوگ یہود کی اقتداء نہ کرنا اور ان کی طرح آباء و اجداد پر فخر نہ کرنا اور اپنے ذاتی اعمال کو نہ چھوڑنا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآنی تعلیمات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

الحمدللہ پارہ اوّل کا ترجمہ مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رضا نصیب کریں۔

منصب عبد...... مرتبہ مقام عبدیت

انسانی پیدائش سے مقصود وظائف بندگی کا ادا کرنا ہے۔ اور اگر ابتداء و وسط میں کسی کو عشق و محبت دیا جائے تو اس سے مقصود ماسِوَی اللہ سے اس کا قطع تعلق کرنا ہے۔ کیوں کہ عشق و محبت بھی ذاتی مقصود نہیں ہیں۔ بلکہ مقام عبودیت کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں۔

انسان اللہ تعالیٰ کا بندہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ ما سِوَی اللہ کی گرفتاری اور بندگی سے پورے طور پر خلاصی پا جائے اور عشق و محبت صرف انقطاع کا وسیلہ ہیں۔ اسی واسطے مراتب ولایت میں سے نہایت کا مرتبہ مقام عبدیت ہے اور ولایت کے درجوں میں مقام عبدیت سے اوپر کوئی مقام نہیں۔ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ج ا مکتوب ۳۰)

عالم کبیر اور عالم صغیر سے مراد

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس موقع پر بعض معارف

عالیہ کا معلوم کرنا ضروری ہے۔ تا کہ ان کے ذریعے واضح ہو جائے کہ نہایت النہایۃ اور غایت الغایۃ سے کیا مراد ہے۔ میں ان معارف کو بتوفیق الٰہی بیان کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ جو کچھ عالم کبیر میں مفصل طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ عالم صغیر میں مجمل طور پر ظاہر ہوتا ہے۔

عالم صغیر سے میری مراد انسان ہے۔ پس جب عالم صغیر کو صیقل کر کے منور کر لیا جاتا ہے تو اس میں آئینہ کی طرح عالم کبیر کی تمام چیزیں مفصل دکھائی دینے لگتی ہیں۔ کیوں کہ صیقل اور منور کرنے سے اس کا احاطہ وسیع ہو جاتا ہے۔ اس وقت صغیر کا لفظ اس پر عائد نہیں ہوتا اور یہی حالت اس دل کی ہے، جس کو عالم صغیر سے وہی نسبت ہے جو عالم صغیر کو عالم کبیر سے ہے۔

جب دل کو صیقل کیا جاتا ہے اور اس سے تاریکی دور ہو جاتی ہے تو اس میں بطریق آئینہ عالم صغیر کی تمام چیزیں مفصل دکھائی دینے لگتی ہیں اور یہی نسبت قلب القلب اور قلب میں ہوتی ہے جو قلب اور عالم صغیر میں ہوتی ہے۔

جب قلب کا تصفیہ کر لیا جاتا ہے تو اس میں تمام چیزیں مفصل طور پر دکھائی دینے لگتی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس دل تیسرے اور چوتھے اور پانچویں مرتبے میں بہ سبب صقالت و نورانیت سابقہ مراتب کی تمام چیزوں کو مفصلاً دکھلانے لگتا ہے۔

اسی طرح جو دل پانچویں مرتبہ میں بسیط محض اور ناقابل اعتبار ہوتا ہے جب اسے پورے طور پر صیقل کیا جاتا ہے تو اس میں عالم کبیر، صغیر اور بعد کے باقی تمام عوالم کی چیزیں مفصلاً دکھائی دینے لگتی ہیں۔

سو وہ تنگ لیکن سب سے فراغ اور بسیط سے بسیط نہایت چھوٹا لیکن سب سے بڑا ہے۔ اس وصف کی کوئی اور چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کی۔ اس لطیفہ بدیعہ سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مناسبت نہیں رکھتی۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے:

لَا یَسِعُنِیْ اَرْضِیْ وَ لَا سَمَاءِیْ وَ لٰکِنْ یَسِعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ج ۳ مکتوب ۱۲۴ ص ۶۷۷)

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید

ترجمہ: میرے آسمان اور میری زمین میں میری گنجائش نہیں۔ میں صرف اپنے مومن بندے کے دل میں سما سکتا ہوں۔[1]

عالم کبیر اگرچہ بلحاظ ظہور نہایت وسیع ہے اور اس کی کثرت و

---

[1] اس حدیث قدسی سے مراد: (1) مراد اس گنجائش سے مرتبۂ وُجوب کی صورت ہے نہ کہ حقیقت۔ کیوں کہ حلول وہاں محال ہے۔ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ج ۱ مکتوب ۹۵ ص ۲۹۵)
(2) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کامل ظہور مومن کے قلب کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کے سوا کسی اور کو یہ دولت حاصل نہیں۔ ہاں زمین و آسمان اس وسعت کی قابلیت نہیں رکھتے۔ یہ وسعت مومن آدمی کے دل کو حاصل ہے جو اس دولت کے لئے مستعد ہے۔ پس وسعت قلبی کا حصہ زمین و آسمان کے اعتبار سے ہے نہ کہ ان تمام مصنوعات کے اعتبار سے جو عرش کو بھی شامل ہیں کہ حدیث قدسی کے مفہوم کے برخلاف متصور ہو۔ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ج ۲ مکتوب ۷۶ ص ۲۵۹)

تفصیل کی وجہ سے اسے اس چیز کے ساتھ جس میں کثرت و تفصیل بالکل نہ ہو، کوئی مناسبت نہیں۔ وہ تنگ لیکن بہت وسیع ہے۔ اور بسیط الابسط ہے۔ بہت ہی تھوڑا ہے لیکن ساتھ ہی بہت ہی کثیر بھی ہے۔

جب وہ عارف جو بلحاظ معرفت مکمل اور از روئے شہود اکمل ہو اس مقام پر پہنچتا ہے جو عزیز الوجود اور شریف رتبہ ہے تو وہ عارف تمام جہان اور اس کے ظہورات کے لئے بمنزلہ قلب (دل) ہو جاتا ہے۔ تب اسے ولایت محمدیہ حاصل ہوتی ہے۔ اور دعوتِ مصطفویہ سے مشرف ہوتا ہے۔ قطب، اوتاد اور ابدال سبھی اُس کی ولایت کے دائرہ کی تحت میں داخل ہوتے ہیں اور ہر قسم کے اولیاء اللہ مثلاً افراد و آحاد سبھی اس کے انوارِ ہدایت کے تحت مندرج ہیں۔ کیوں کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کا نائب منائب اور حبیب الٰہی کی ہدایت سے ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔

یہ عزیز الوجود اور شریف نسب مرادوں میں سے کسی ایک سے مخصوص ہوتی ہے۔ مریدین کو یہ کمال نصیب نہیں ہوتا۔ یہ بڑی نہایت اور آخری غایت ہے۔ اس کے اوپر کوئی کمال نہیں۔ اور اس سے عمدہ کوئی بخشش نہیں۔ خواہ اس قسم کا عارف ہزار سال بعد پایا جائے تو بھی غنیمت ہے۔ اس کی برکت مدید اور عرصہ بعید تک جاری رہتی ہے۔ ایسے عارف کا کلام بمنزلہ دوا اور اس کی نظر بمنزلہ شفا ہوتی ہے۔ اس آخری امت میں سے ان شاء اللہ حضرت مہدی موعود اس نسبت شریفہ

پر پائے جائیں گے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ یہ دولت عظمیٰ سلوک وجذبہ کے دونوں رستے بالترتیب وبالتفصیل طے کرنے سے وابستہ ہے۔ نیز فنائے اتم اور بقائے اکمل کو ایک ایک درجہ کر کے حاصل کرنے پر منحصر ہے۔ سو یہ باتیں جناب رسول سرور کائنات ﷺ کی فرمانبرداری کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتیں۔...... الخ[1]

ہمزاد شیطان

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث میں آیا ہے کہ کوئی بنی آدم نہیں جس کا ساتھی ایک جن نہ ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کا ساتھی بھی جن ہے؟ فرمایا: ہاں! لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر طاقت دی ہے کہ میں اس کی شر سے سالم بچا ہوا ہوں۔

یہ معنیٰ اس صورت میں ہے کہ لفظ ''فَاَسْلِمُ'' جو حدیث میں واقع ہے، اس کو صیغہ متکلم سے روایت کیا جائے۔ اور اگر صیغہ ماضی سے روایت کیا جائے تو اس کے معنیٰ اس طرح ہوں گے:

''میرا ساتھی مسلمان ہو گیا ہے۔''

---

1 مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ج ۳ مکتوب ۱۲۴ ص ۶۷۶

یہ اخیر کے معنٰی مشہور ہیں اور اس کے مسلمان ہونے یا مرنے سے مراد اس کی تابعداری نہ کرنا اور اس کو ذلیل وخوار رکھنا ہے۔[1]

شیطان سراسر فتنہ ہے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا:

سوال: آدمی باوجود عقل و فراست کے اس شیطان کا مغلوب کیوں ہو جاتا ہے؟ اور اس کی بُری رہنمائی کی طرف کیوں جلدی کرتا ہے؟

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

جواب: شیطان سراسر فتنہ وبلا ہے۔ حق تعالیٰ نے بندوں کے امتحان اور آزمائش کے لئے مسلط کیا ہے۔ اور اس کو ان کی نظر سے چھپا دیا ہے۔ اور اُس کے احوال پر ان کو اطلاع نہیں دی۔ اور اُس کو ان کے احوال سے واقف کر دیا اور ان کے رگ و ریشہ میں خون کی طرح جاری کیا ہے۔ وہ بڑا ہی سعادت مند ہے جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے ایسی بلا کے مکر و فریب سے محفوظ رہے۔ باوجود اس تسلط کے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کے مکر اور کید کو ضعیف فرمایا ہے۔

اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا (سورۃ النسآء آیت ۷۶)

ترجمہ: واقع میں شیطانی تدبیر لچر ہوتی ہے۔

---

1 مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ج۳ مکتوب ۳۳

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

اور سعادت مندوں کو دلیر کر دیا ہے۔ ہاں! اللہ تعالیٰ کی مدد سے شیطان باوجود اس تسلط کے لومڑی کا حکم رکھتا ہے۔ اور اُس کے فضل کی امداد کے بغیر پھاڑنے والا شیر ہے۔

جواب ۲: دوسرا جواب یہ ہے کہ شیطان انسان کی خواہشات کی راہ سے آتا ہے اور اس کو مشتبہات کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور نفس امارہ کی مدد سے جو گھر کا دشمن ہے، آدمی پر غلبہ پاتا ہے۔ اور اس کو اپنا فرماں بردار بنالیتا ہے۔ شیطان کا مکر فی حد ذاتہٖ ضعیف ہے۔ لیکن خانگی دشمن کی مدد سے اپنا کام کر جاتا ہے۔ در حقیقت ہماری بلا ہمارا نفس امارہ ہی ہے جو ہمارا جانی دشمن ہے۔ اس کمینہ کے سوا کوئی بھی اپنے آپ کا دشمن نہیں۔ باہر کا دشمن اسی کی مدد سے اپنا کام کرتا ہے۔

پس اوّل اپنے نفس کا سر کاٹنا چاہیے۔ اور اس کی تابعداری کو چھوڑنا چاہیے۔ اور اس کو ذلیل و خوار کرنا چاہیے۔ اسی جہاد کے ضمن میں (شیطان) بھائی کا سر بھی کٹ جائے گا۔ اور وہ بھی ذلیل وخوار ہو جائے گا۔ راستہ پر چلنے والے انسان کا حجاب اس کا اپنا ہی نفس ہے۔ اور بھائی (شیطان) مبحث سے خارج ہے، جو دور سے شرارتوں کی طرف دعوت کرتا ہے۔ اور سیدھے راستے سے ٹیڑھے راستہ کی طرف بلاتا ہے۔ جب نفس تابع ہو جائے تو پھر بیرونی دشمن اللہ تعالیٰ کی مدد سے بآسانی دفع ہو جاتا ہے۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطَان [1]

ترجمہ: میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہیں۔

ان بندوں کے لئے بشارت ہے جو نفس کی غلامی سے آزاد ہو کر معبود حقیقی کی عبادت میں مشغول ہیں۔ [2]

اللہ تعالیٰ اپنی رضا نصیب کریں۔ آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبدالوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل و ضلع چکوال)

۲۲ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۹/ اپریل ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک

دورانِ اسارت سنٹرل جیل اڈیالہ راولپنڈی

☆☆☆☆

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید

النور مینجمنٹ چکوال
0334-8706701
www.zedemm.com
zedemm@yahoo.com
اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں

---

1 سورہ بنی اسرائیل آیت ۶۵

2 مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ج ۳ مکتوب ۳۳

خادم اہلسنّت حافظ

عبدالوحید الحنفی

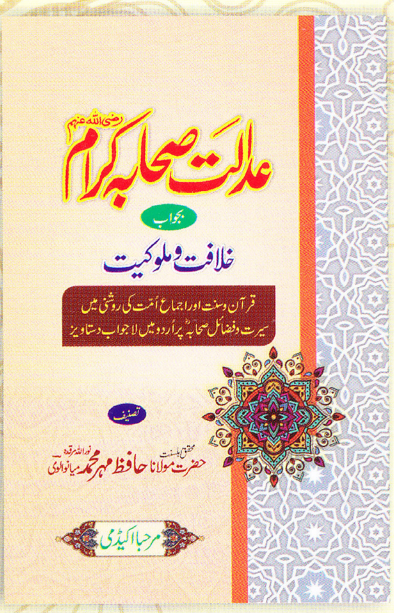

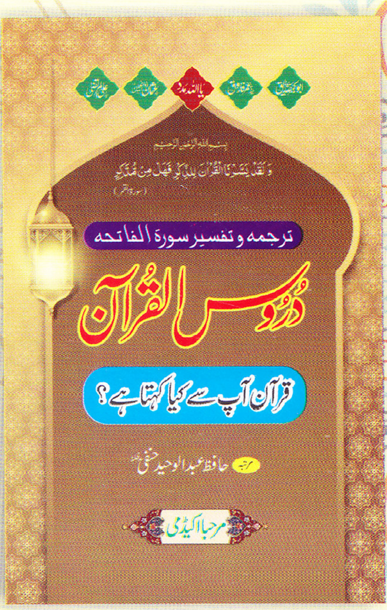

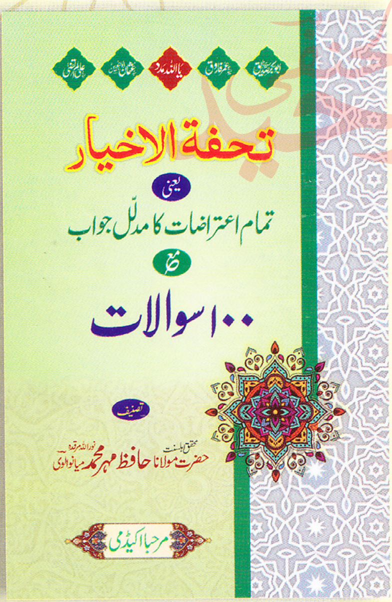

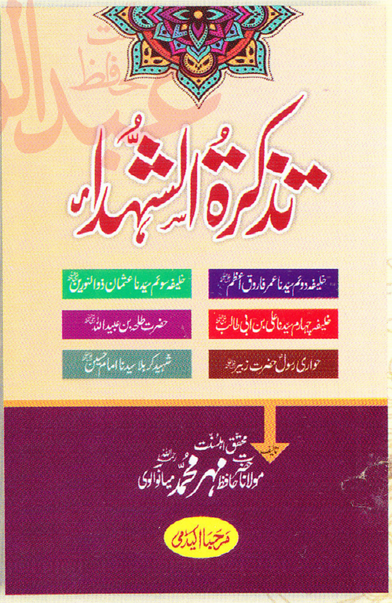

برائے رابطہ: 0308-7877243